معجزاتِ نبوی

اللہ تعالٰی نے سب سے پہلے تخلیق آدم کی اور روایتوں میں آتا ہے تخلیق آدم سے ۲۰۰۰ سال پہلے نورِ محمدﷺ کو وجود میں لایا جبکہ آدم مٹّی گارہ کی شکل میں تھے جب ہی سے حضورؐ نبی تھے۔آپ کو خاتم النبی اور رحمت العالمین بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔آپؐ باعث تخلیق کائینات ہیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل امین علیہ السلام نبی اکرمﷺ پر نازل ہوے اور عرض کیا آپؐ کا رب ارشاد فرما رہا ہے کہ میں نے ابراہیم علیہ سلام کو خلیل اللہ بنایا ہے تو اے محبوب تم کو اپنا حبیب بنایا ہے۔میں نے کوئی مخلوق تم سے زیادہ مکرم و معزز پیدا نہیں کیا، بلکہ دنیا اور اہلِ دنیا کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ انہیں اپنی بارگاہ میں تمہاری عزّت و کرامت اور جاہ و منزلت دکھاؤں، اگر تمہیں پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں دنیا ہی کو صفت وجود عطا نہ کرتا (ابن عساکر) حجتہ اللہ علی العالمین ۱۰۰۰ از امام علاّمہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی

آپؐ کی حیاتِ مبارک کا ہر لمحہ بعثت سے لے کر پردہ فرمانے تک معجزہ ہی معجزہ ہے آپؐ کے نام کی برکت آپؐ کی دعائیں سے آپؐ کے چھونے سے ہر جاندار، بے جان غرض کہ ہر ذرّہ ذرّہ باعث مفید رہا اور آپؐ نے ہر ایک کی کسی بھی کوئی بھی خواہش کو پورا کیا۔ہم اب اللہ کے نبیﷺ کی دُعاوں کے معجزات بیماروں کی شفا زخمیوں کا طبّی علاج رزق کی کمی کی دوری، کسی بھی وسائل کی کمی کی دوری بحر حال ہر ضرورت کی تکمیل کے لیے معجزات پیش کرتے ہیں

حضرت حلیمہؓ : آپﷺ کے معجزات کا سلسلہ آپؐ کے پیدایش سے پہلے اور پیدایش کے دن سے ہی ظاہر ہونے لگے اور آپؐ کی حیات پاک میں ہر لمحہ معجزات ظاہر ہوے اور نا صرف آپؐ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی جاری رہے اور یہ معجزات قیامت تک ظاہر ہوتے رہینگے۔ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں جب میں نبی اکرمﷺ کو لے کر گھر پہنچی تو بنو سعد کے ہر گھر سے کستوری کی خوشبو آنے لگی، اور سب لوگ حضورؐ کی محبت میں وارفتہ ہو گئے، لوگوں کے دلوں میں آپؐ کی برکات کا اعتقاد دلوں میں بیٹھ گیا۔

یہاں تک کہ کسی کے جسم میں تکلیف ہوتی تو وہ آپؐ کی بابرکت ہتھیلی پکڑ کر مقام درد پر رکھتا تو اللہ کے اذن سے درد کا فور (ختم) ہو جاتا۔اسی طرح اگر کسی اونٹ یا بکری بیمار ہو جاتی تو اس پر آپؐ ہاتھ پھیرتے۔(جس سے وہ ٹھیک ہو جاتی)

حاکمِ فلک وستارے

معجزہ شقِ القمر: معجزہ شق القمر نبی اکرمﷺ کا عظیم الشان معجزہ آپؐ کی نبوت و رسالت کی روشن نشانی اور زبردست دلیل و حجت ہے۔چاند کے پھٹنے کی صحیح روایت کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت سے مروی ہیں جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہے۔

انسؓ ۲ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ۳ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ۴ حضرت علیؓ ۵ حضرت حذیفہؓ ۶ حضرت جبیر بن مطعمؓ ۷ عبداللہ بن عمرؓ

وغیرہم ؓ۔ حجتہ اللہ علی العالمین امام علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبھانیؒ ج ۱ ص ۶۳۶

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ مشرکین مکّہ ہجرت سے قبل (یہ واقعہ ۵ ہجری کو ظہور ہوا) مکّہ مکرمہ میں نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے عرض کیا۔ اگر تم دعویٰ نبوت میں سچے ہو تو ہمیں چاند کے ۲ ٹکڑے کر کے دکھلاؤں۔ آپؐ نے فرمایا اگر میں تمہارا مطالبہ پورا کردوں تو پھر ایمان لاؤ گے اور کفر وعناد ترک کرو گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آنحضرتؐ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ مجھے چاند کے ۲ ٹکڑے کرنے کا اذن عطا فرما۔ چنانچہ اذن خداوندی سے آپؐ نے چاند کے ۲ ٹکڑے کر دیے اور مشرکین کے سرغنوں کے نام لے کر فرمایا۔ اے فلاں دیکھ لو۔ دیکھ لو۔ سید الانبیا امام عبدالرحمٰن ابن جوزی ص ۳۲۱

ابن زیدؒ فرماتے ہیں جب چاند ۲ ٹکڑے ہوا تو اس کا نصف حصہ قیعان پر نظر آتا اور دوسرا نصف حصہ کوہ ابوقبیس پر۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ چاند سرور عالم ﷺ کے عہد مقدس میں ۲ ٹکڑے ہوگیا۔ حتیٰ کہ جملہ کفار اور مشرکین نے اس کو دیکھا تب آنحضرت ﷺ نے فرمایا دیکھ لو۔ دیکھ لو۔ اس روایت کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے ابن جوزی ۳۲۲

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ اہلِ مکّہ نے سرور عالم ﷺ سے معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا۔ آپؐ نے اُن کو چاند کے ۲ ٹکڑے دکھلائے (حتیٰ کہ) انہوں نے کہ کوہ حراء کو چاند کے ۲ ٹکڑوں کے درمیان حائل دیکھا اور دونوں حصے پہاڑ کے ادھر اُدھر دکھائی دیتے تھے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں چاند شق ہوگیا تو قوم کفار نے کہا یہ سحر اور جادو ہے جو محمد (ﷺ) نے ہم پر کردیا لہٰذا اطمینان اور تسلی کے لیے باہر سے آنے والے لوگوں سے پوچھو۔ اگر وہ اس امر کی گواہی دیں تو ان کا دعویٰ درست ہے ورنہ معجزہ نہیں سحر ہے۔ جب لوگ سفر سے آئے اور ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی گواہی دی کہ واقع ہم نے اس کو ۲ ٹکڑے ہوجانے کی حالت میں دیکھا ہے۔ ابن جوزی ۳۲۲ حجتہ ج ۱ ص ۶۳۷

حضرت عبداللہ بن عمرؓ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ارشاد باری تعالٰی ہے اقتربت الساعت والشق القمر قیامت قریب آگئی اور چاند ۲ ٹکڑے ہوگیا کی تفسیر میں منقول ہے کہ (قربت قیامت کی یہ علامت) زمانہ مصطفےٰ ﷺ میں وقوع پذیر ہو چکا۔ الوفا باحوال مصطفےٰ ابن جوزی ص ۳۲۱۔۳۲۲

امام خطابیؒ فرماتے ہیں۔ شقِ قمر ایک عظیم نشانی ہے انبیائے علیم السلام کا کوئی معجزہ اس معجزہ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ وجہ اس کی یہ ہے اس کا ظہور ملکوت آسمانی میں ہوا' اور ملکوت آسمانی ان تمام چیزوں سے خارج ہے جو اس عالم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور کسی حیلہ وتدبیر سے وہاں پہنچنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا لہٰذا یہ معجزہ نبوت محمدیہ کی زبردست دلیل وبرہان بن گیا۔ حجتہ ج ۱ ص ۶۳۶

سید سلمان ندوی: اپنی کتاب خطبات مدراس میں لکھتے ہیں کہ وہ ایک سنسکرت کی کتاب دیکھی جس میں لکھا ہے کہ اس وقت مالا بار کے

راجہ نے اپنی آنکھوں سے چاند کو ۲ ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا۔

معجزہ ردشمس (سورج کا لوٹنا): حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہیکہ، رسول اللہ ﷺ (خیبر کے مقام صہباء میں) پر وحی اُتر رہی تھی اس وقت آپؐ کا سراقدس حضرت علی المرتضیٰؓ کی گود میں تھا، حضرت علیؓ نے آپؐ کو جنبش دینا مناسب نہ سمجھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا اور علیؓ کی نماز عصر کا وقت جاتا رہا جب آپؐ کی آنکھ کھلی نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: علی کیا تم نے عصر کی نماز پڑھی تھی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ، تو آپؐ نے دعا مانگی اے اللہ علی مرتضیٰؓ تیری اور تیرے رسول کی طاعت وخدمت میں تھا اس کے لیے سورج کو لوٹا (تا کہ وہ نماز عصر ادا کر سکے) اسماءؓ بیان کرتی ہیں۔ میں نے دیکھا ڈوبا ہوا سورج، پھر طلوع کر آیا اور اُس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پڑنے لگی۔ (اس واقعہ کو ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ امام قسطانی مواہب لدنیہ میں۔ امام طحاویؒ اور قاضی عیاضؒ نے صحیح قرار دیا، طبرانی نے اسے سند حسن کیساتھ اسماءؓ سے روایت لی ہے اور ابن مرودیہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے) حجتہ ج ۱ ص ۶۳۹

حسن بن علیؓ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک اندھیری رات میں حضرت حسن بن علیؓ نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے۔ اور آپؐ کو ان سے شدید محبت تھی۔ انہوں نے کہا میں اپنی والدہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا میں ان کے ساتھ جاؤں یارسول اللہ؟ کہتے ہیں کہ اتنے میں آسمان پر ایک نور چمکنے لگا جس کی روشنی میں چلتے ہوئے وہ اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ دلائیل النبوت ص ۵۰۴

زمین کوسمیٹ دینا: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضور اکرم نبی ﷺ فرماتے ہیں میں حطیم میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے واقعات معراج کی تفصیل پوچھ رہے تھے انہوں نے بیت المقدس کی بعض ایسی اشیاء کے متعلق دریافت کیا جو مجھے یاد نہیں تھی، اس لیے میں اس پر شدید پریشان ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری نظروں کے سامنے کردیا اور میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھنے لگا، اب قریش جو سوال کرتے میں انہیں اس کے متعلق بتا دیتا۔ امام مسلم حجتہ ج ۱ ص ۶۰۱

حضرت معاویہ بن معاویہ لیثیؓ: حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تبوک میں تھے ایک دن وہاں سورج ایسی نورافشاں آب وتاب سے طلوع ہوا کہ پہلے ہم نے اتنی تیز روشنی کبھی نہ دیکھی تھی۔ جبرئیل امین رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا۔ جبرئیل کیا وجہ ہے آج سورج کی آب وتاب خلاف معمول تیز ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ آج معاویہ بن معاویہ لیثی کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نماز جنازہ پڑھنے کے لیے ستر (۷۰) ہزار فرشتے بھیجے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا۔ اس عزت افزائی کی کیا وجہ ہے؟ جبرئیل امین نے کہا وہ دن رات چلتے پھرتے قُل ھُوَاللہ احد کی بکثرت تلاوت کیا کرتے تھے۔ اگر آپؐ بھی ان کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں تو میں آپؐ کی خاطر زمین کو لپیٹ دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے چنانچہ آپ کی خاطر زمین لپیٹ دی گئی اور آپؐ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

حضرت ثوبان رض : آپؐ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا ہے۔ میں نے اس کے مغربی اور مشرقی کناروں تک کو دیکھ لیا ہے اور میری اُمت کی سلطنت وہاں تک جا پہنچے گی جہاں تک سمیٹ کر اسے میرے سامنے کیا گیا ہے اور مجھے سرخ و سفید دونوں خزانے عطا کر دیے گئے ہیں۔

سرور کاینات ﷺ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جبکہ آپؐ بنظر ظاہر بے اختیار تھے اور علاقہ پر آپؐ کی حکومت و سلطنت نہیں تھی۔ لیکن جو خبر دی وہ صحیح ہوی اس کو ہو کر رہنا ضرور تھا۔ آپؐ کی اُمت کی سلطنت و حکومت مشرق میں ترکستان تک پھیلی اور مغرب میں بر بر اور بحر اندلس تک۔

عالم ارواح پر حکومت

حضرت جریر بن عبداللہ رض روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوے۔ ہم ایک صحرا سے گزر رہے تھے سامنے سے ایک سوار آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا ''تم کہاں سے آ رہے ہو؟'' اس نے کہا ''میں اپنے گھر بار اور عزیز و اقارب کے پاس سے آ رہا ہوں'' حضور نے پوچھا ''کہاں جانے کا ارادہ ہے''۔ اس نے عرض کیا ''رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ ہے''۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''تم اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچ گئے ہو'' اس کے بعد حضور ﷺ نے اسے دین اسلام کی تعلیمات بتائیں۔ (اس نے اسلام قبول کیا) ۔ پھر عجیب واقعہ ہوا کہ اس شخص کے اونٹ کا پاؤں جنگلی چوہے کے بل پر آ گیا اور اُونٹ پھسل گیا۔ اس کا سوار سر کے بل آ گرا اور فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ دو فرشتے اس کے منہ میں جنتی پھل ڈال رہے ہیں۔

اصبہانی رح ''الترغیب'' میں بروایت جریر رض

حضرت ابن مسعود رض سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے اس شخص کو قبر میں اتارا آپ کافی دیر تک اس کی قبر میں رہے۔ پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ ''تمام حوریں اس کے پاس اُتر آئی تھیں اور مجھ سے کہنے لگیں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ اس مرد خدا کے ساتھ ہمارا نکاح فرما دیں۔ قبر سے نکلنے سے پہلے پہلے میں نے ستر (۷۰) حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔''

ابن عساکر رح بحوالہ ابن مسعود رض سیوطی رح ج ۲ ص ۲۵۹

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس حور کے متعلق چاہیں، اسے کسی بھی مومن کے نکاح میں دے سکتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کی عورتوں کے متعلق بھی آپ ﷺ کو یہی اختیار حاصل ہے۔

غیب کی باتیں

عام انسانوں کو کسی کے راز کی باتوں اور جو کوئی اپنے دل میں سوچتا ہے یا آپس میں دو آدمی کوئی خاص بات کرتے ہیں اس کا علم وہ دو کے سوا کوئی

نہیں جان پاتا، غیر کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ نہ صرف انسان بلکہ فرشتے بھی اس سے ناواقف رہتے ہیں۔ وہ شخص کا ایک معجزہ یا کرامت ہی ہوتی ہے جو یہ باتیں جان لیتا ہے۔ غیب اُن کے لیے غیب ہوتا ہے جو کہ ایک عام انسان ہو۔ حضور ﷺ کو سارے دو جہاں کا علم عطا کیا گیا تھا، آپؐ کے لیے کوئی غیب کا لفظ ہو ہی نہیں سکتا ۔ اللہ نے آپؐ ہی کو ہر بات کا علم عطا کر کے یہ دنیا میں بھیجا ۔ غیب کی باتوں کو بیان کرنا ایک مشکل کام ہے مگر آپؐ کسی کی بھی زندگی کے ایک ایک لمحے کی خبر دیتے تھے ہم آپ کو یہاں چند مثالیں تبرک کے طور پر بیان کرتے ہیں۔

حضرت عباسؓ : بدر کے قیدیوں میں حضرت عباسؓ بھی ایک قیدی تھے اللہ کے نبی ﷺ قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ رہے تھے عباس نے حضور ﷺ سے کہا فدیہ دینے کے لیے میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ جب حضرت عباس سے فدیہ لیا گیا تو آپؓ نے کہا تم (حضور) نے تو مجھے کنگال کر دیا حضور ﷺ نے فرمایا تم کیوں کر کنگال کہلا سکتے ہو۔ وہ مال کہاں ہے جو تمہیں یاد نہیں کہ آتے وقت تم نے سونے کے ڈھیر ام فضل (بیوی) کو سونپ کر کہا تھا کہ اگر میں مارا جاؤں تو اس مال کی وجہ سے تم کسی کی دست نگر نہ رہو گی۔ یہ سنتے ہی حضرت عباس بول اٹھے ''اللہ کی قسم اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپؐ رسول برحق ہیں آپؐ کی بات سچ ہے، قسم بخدا میرے اور میری بیوی ام فضل کے علاوہ کسی کو بھی میرے خزانے کا علم نہ تھا۔ یقیناً اللہ نے آپؐ کو مطلع کیا۔ ابن اسحاق، زہری، حاکم ۔۔۔ سیوطی ج اص ۴۹۶

عبداللہ بن نوفل بن حارثؓ : آپؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں جب نوفل بن حارث کو گرفتار کیا گیا تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنا فدیہ ادا کر کے آزاد ہو جاؤ۔ اس نے کہا۔ میں کس چیز سے فدیہ ادا کروں۔ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ۔''زمین وآسمان کے خزانوں سے واقف سرورکون ومکان ﷺ نے فرمایا۔ اپنے اس مال سے فدیہ ادا کرو جو جدہ میں ہے۔ (دوسری روایتوں میں ہے کہ نوفل کے برچھے جدہ میں کسی جگہ تھے) ۔ نبی اکرم ﷺ کے علم کی گہرایوں کو دیکھ کر نوفل بول اٹھا ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ بلا آخر نوفل نے جدہ والے مال سے فدیہ ادا کر دیا۔ ابن سعدؒ اور بیہقیؒ سیوطی ج اص ۴۹۷

عبداللہ بن زیاد : عبداللہ بن زیاد سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بنی مصطلق میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو جو مال فئی عطا فرمایا اس میں جویرہ بنت حارثؓ بھی تھیں۔ ان کا والد انہیں آزاد کروانے کے لیے فدیہ لے کر روانہ ہوا۔ جب وہ مقام عقیق پر پہنچا اور فدیہ والے اونٹوں کو غور سے دیکھا تو ان میں سے دو اونٹ اس کے دل کو بھا گئے جو بڑے بہترین اونٹ تھے۔ لہذا انہیں عقیق کی گھاٹیوں میں چھپا دیا اور باقی ماندہ اونٹ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ عرص کرنے لگا۔ اے محمد (ﷺ) آپؐ کے پاس میری بیٹی قیدی ہے۔ یہ اس کا فدیہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ وہ دو اونٹ کہاں ہیں جو تم نے عقیق کی فلاں گھاٹی میں چھپا دیے تھے؟ یہ سنتے ہی حارث کہنے لگا۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ بلاشبہ میں نے دو اونٹوں کو چھپا دیا تھا مگر اس کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی کو نہ تھا۔ یہ کہہ کر وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ابن عساکر ، ابن عائذ سے وہ محمد بن شعیبؒ سے سیوطی ج اص ۵۷۲

ابوسفیان : حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے ہوئے دیکھا اور صحابہ کرام آپؐ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ انہوں نے دل ہی دل میں کہا۔ ''اگر میں اس شخص سے دوبارہ جنگ کرتا۔۔۔'' اتنے میں رسول اللہ ﷺ آ پہنچے اور اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کر دیتا۔ بیہقیؒ اور ابن عساکر سیوطی ج ا ص ۶۴۵

حضرت سعید بن مستیب سے روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمان فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوئے، اس رات وہ صبح تک تکبیر و تہلیل اور طواف کعبہ میں مصروف رہے۔ ابوسفیان نے ہند سے کہا۔ ''تیرا کیا خیال ہے مسلمانوں کی یہ فتح اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوی ہے'' صبح ہوئی اور ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ''تم نے ہند سے کہا تھا کہ تیرا کیا خیال ہے۔ یہ فتح اللہ کے حکم سے ہوی ہے۔ ہاں یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوی'' ۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے خاص بندے اور سچے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم میری یہ بات خداوند قدوس اور ہند کے علاوہ کسی نے نہیں سنی۔ ابن سعدؒ ابوالسفر سے

طبّی معجزے

ابوبکر صدیقؓ : اللہ تعالیٰ کے حبیب محمّد ﷺ جب مکّہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کا فیصلہ کیا آپؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں سے ایک ساتھ روانہ ہو کر پہاڑ ثور پر پہنچے جب ابوبکر صدیقؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق دے کر بھیجا آپ ذرا ٹھریئے'' میں غار میں پہلے داخل ہونگا تا کہ غار میں کوئی کیڑا مکوڑا ہو تو جو کچھ ہونا ہے پہلے مجھے ہو جائے (آپ محفوظ رہیں)،، حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھ کر غار میں داخل ہوئے اور ہاتھوں سے ہر طرف ٹٹول کر دیکھتے رہے جہاں کہیں بھی سوراخ نظر آتا تو اپنی چادر میں سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر سوراخ کو اس سے بند کر دیتے اس طرح انہوں نے تمام سوراخ بند کیے اور کوئی کپڑا نہ بچا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ غار میں داخل ہوئے، آپ ﷺ ابوبکرؓ کے زانو پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور آپؐ کی آنکھ مبارک لگ گئی اسی وقت ایک سانپ سوراخ سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا جسے ابوبکر صدیقؓ نے اپنی ایڑی سے بند کیا ہوا تھا تو اس نے آپ کو کاٹنا شروع کیا اور آپ وہ تکلیف برداشت کر رہے تھے اس تکلیف کے باوجود نہ اپنے جسم کو حرکت دی نہ آواز نکالی کہیں کہ آنحضرتؐ کی آنکھ نہ کھل جائے مگر درد کی شدت سے ان کی آنکھوں سے آنسو نکل کر حضورؐ کے چہرے مبارک پر گرے جس سے آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی، آپؐ نے دریافت کیا کیا بات ہوی ابوبکرؓ نے فرمایا مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے سانپ کے کاٹنے کی خبر نہیں دی قربان جائے ابوبکرؓ پر آپ نے فرمایا میں نے آپ ﷺ کو جگانا پسند نہیں کیا۔ نبی ﷺ نے اپنا لعب دہن سانپ کے کانٹے کی جگہ لگایا جس سے تکلیف اور زہر کا اثر فوری ختم ہو گیا۔

حضرت علیؓ ۔۔ خیبر ایک بڑا شہر تھا جس میں بڑی بڑی حویلیاں، کھیت اور بیشمار باغات تھے۔ اس شہر اور مدینہ شریف کا ۹۶ میل کا فاصلہ

ہے۔غزوہ خیبر کو حضورؐ ۶ ہجری کو روانہ ہوے، حضرت علیؓ کی آنکھوں میں شدّت کی تکلیف تھی مدینہ منورہ ہی میں رکے رہے آنحضرت ﷺ ۷ دن مسلسل حملے کرتے رہے،اس کے بعد (اگلی صبح) آپؐ نے محمد بن مسلمہؓ سے فرمایا آج میں اپنا پرچم اس شخص کو دونگا جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول بھی اس سے محبت رکھتے ہیں اور اس کے ہاتھ اللہ فتح عطا کریگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا بھیجا تو لوگوں نے عرض کیا کہ ان کی آنکھوں میں بہت تکلیف ہے اور وہ مدینہ میں ہیں، فرمایا مگر کون ہے جو انہیں میرے پاس لے کر آئے؟ حضرت سلمہؓ ابن اکوع گئے اور حضرت علیؓ کو لے کر آئے وہ ان کا ہاتھ پکڑے ہوے تھے علی کی آنکھیں بند تھی اور ان کی آنکھوں پر پٹّی بندھی ہوی تھی۔رسول اللہ ﷺ نے پہلے ان کا سر اپنی گود میں رکھا اور اپنی ہتھیلی مبارک پر اپنا لعابِ دہن لے کر حضرت علیؓ کی آنکھیں کھولی اور لعاب دہن کو ان پر لگا دیا۔حضرت علیؓ کی آنکھیں اسی وقت فوری ٹھیک ہوگیئں جیسے ان کو کبھی کوئی تکلیف ہی نہیں ہوی تھی۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے آج تک مجھے پھر کبھی آشوب چشم (پنک آیس) ہوا نہ درد ہوا نہ آنکھ کی کوئی تکلیف ہوی،کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

علیؓ کی آنکھ میں آنحضرت ﷺ نے اپنا لعابِ دہن جو لگایا تو ان کی بینائی عقاب یعنی باز پرندے سے بھی تیز ہوگئی (جنگ میں عقاب نامی پرچم انہیں دیا گیا تھا اور جس کو قوم کے بڑے سردار کے سوائے کوی نہیں رکھ سکتا تھا)۔

حضرت بی بی فاطمہؓ ۔۔۔۔ ایک روز آپؐ کی صاحبزادی بی بی فاطمہؓ آپؐ کے پاس آیئں آپؐ نے ان کے چہرے پر نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ بھوک اور فاقہ کی وجہ سے صاحبزادی کا چہرہ پیلا ہو رہا تھا اور خون کی سرخی مٹ رہی تھی۔آپؐ نے ان سے فرمایا کہ فاطمہ میرے قریب آجاوٗ۔وہ قریب آئیں تو آپؐ نے اپنا دستِ مبارک ان کے سینے پر رکھا اور انگلیاں کھول لی پھر یہ دعا پڑھی۔

ترجمہ :" اے خدائے بزرگ و برتر تو بھوکوں کو شکم سیر فرمانے والا ہے اور کمتر کو بلند کرنے والا ہے تو فاطمہؓ بنتِ محمدؐ کو بلند فرمادے"۔

اس دعا کی برکت سے فاطمہؓ کے چہرے کی زردی اسی وقت دور ہوگئی اور پھر انہیں بھوک کی تکلیف نہیں ہوی۔سیرت حلبیہ ج ۶ ص ۳۶۰

حضرت قتادہ ابن نعمانؓ .... جنگِ احد کے دن آنحضرت ﷺ پر تیر اندازی مسلسل ہو رہی تھی حضرت قتادہؓ نے آپؐ کے چہرے کو بچانے کے لئے اپنا چہرہ آپؐ کے سامنے کر رکھا تھا آخر ایک تیر قتادہؓ کے آنکھ میں آکر لگا جس سے آنکھ میں زخم آیا یہاں تک کہ آنکھ نکل کر باہر لٹک گئی۔لوگوں نے اس کو نکال دینا چاہا۔حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے ان کی آنکھ پھوٹی ہوی اور نکلی ہوی دیکھی تو آپؐ کی آنکھ میں آنسو آگئے۔آپؐ نے ان کی آنکھ اپنے دستِ مبارک میں لے کر ہتھیلی سے اس کی جگہ رکھ دی اور اپنا لعبِ دہن لگا کر اسی وقت دعا کی۔" اے اللہ قتادہ کو عافیت عطا فرمایے، جیسے اس نے اپنے چہرے کے ذریعے تیرے نبی کے چہرے کو بچایا۔پس اس کی آنکھ کو بہتر بنادے اور اس کی بینائی کو پہلے سے بھی زیادہ تیز فرمادے۔چنانچہ یہ آنکھ دوسری سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آتی تھی اس کی بینائی بھی دوسری آنکھ سے زیادہ تیز اور صاف تھی۔اس کے بعد جب کبھی حضرت قتادہ کو آشوب چشم (آنکھ کی بیماری) ہوتی تو وہ دوسری آنکھ میں ہی ہوتی تھی اس آنکھ میں کبھی کوئی تکلیف نہ ہوی۔

حضرت کلثوم ابن حصینؓ ۔۔۔جنگِ احد میں ایک تیر آپؓ کی گردن میں آ کر پیوست ہو گیا وہ فوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوے۔آپؐ نے اس زخم پر اپنا لعابِ دہن ڈالا جس سے وہ زخم اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

حضرت حبیب بن فدیکؓ ۔۔ابن ابی شیبہ، ابو نعیم حضرت حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ والد کو لے کر نبی ﷺ کی طرف نکلے۔ان کی دونوں آنکھیں بے نور ہو چکی تھی اور انہیں ان آنکھوں سے کچھ نظر نہ آتا تھا نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا میرا پاؤں سانپ کے انڈے پر پڑ گیا تھا تو میری نظر جاتی رہی۔پس نبی ﷺ نے ان کی آنکوں میں لعابِ دہن لگایا تو ان کی بصارت لوٹ آ گئی۔حضرت حبیب فرماتے ہیں میں نے انہیں ۸۰ سال کی عمر میں سوئی میں دھاگہ ڈالتے ہوے دیکھا اور ان کو کبھی بھی کوئی تکلیف آنکھوں میں کبھی نہیں ہوی جب کہ ان کی دونوں آنکھیں سفید تھی۔

عبداللہ ابن عتیکؓ ۔۔اللہ کے نبی ﷺ نے خیبر یہودی دشمنِ خدا کو ختم کرنے آپؓ کو امیر بنایا اور آپ کے ساتھ ۵ اصحاب کی جماعت کو روانہ کیا۔یہ دشمنِ خدا ابورافع عبداللہ بن ابوحقیق یہ سلام بن ابوحقیق کے نام سے بھی جانا جاتا تھا، یہ خیبر کے یہودوں کا سردار تھا اسلام کا دشمن اور اللہ کے نبی ﷺ کو تکلیفیں پہچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رکھی تھی اسلام کے خلاف جنگوں میں ہر طریقے کی مالی امداد فراہم کرتا تھا یہ حضرات رات کے اندھیرے میں ابورافع کے حویلی میں دیوار پھاند کر داخل ہوے سیڑھی سے چڑھ کر اس کے بنگلہ کے دروازہ پر کھٹکہ مارنے پر اس کی بیوی نے دروازہ کھولا اس پر اصحابِ رسول اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا دشمن خدا بستر ہی میں تھا فوری اس پر تلواروں سے حملہ کر دیا اور حضرت عبداللہؓ نے اپنی تلوار ابورافع کے پیٹ میں رکھ کر دبائی اور اسے آر پار کر دیا اسی طرح دشمنِ حضورؐ کا کام تمام کر دیا، اسکی بیوی شور مچانے لگی لوگ فوری مشعلیں سلگا کر جمع ہونے لگے۔حضرت عبداللہ ابن عتیکؓ سیڑھیوں سے اترتے اترتے گر پڑھے جس سے ان کی پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ اپنے عمامے سے پیر کو باندھ لیا ان کے ساتھی ان کو اٹھا کر ایک جگہ چھپ گئے جب یہ لوگوں کی تلاش ختم ہونے کے بعد مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوے۔جب یہ جماعت مدینہ پہنچی اور عبداللہؓ نے نبی ﷺ کو خوشخبری سنا کر اپنی تلوار پیش کی میری پیر کی چوٹ کا حال سن کر آپ ﷺ نے فرمایا اپنا پیر پھیلاوں۔پھر آپؐ نے اپنا دستِ مبارک پھیرا تو مجھے ایسا لگا کہ جیسے اس پیر میں کبھی تکلیف ہی نہیں تھی اور پاؤں اسی وقت ایسا ٹھیک ہو گیا جیسا کہ پہلے تھا (بروایت بخاری شریف) غزواتِ النبی از علی بن برہان الدین حلبیؒ ص ۴۴۷

حضرت شرجیلؓ: ابن مندہ شرجیلؓ سے روایت کرتے ہیں ۔شرجیلؓ کی ہتھیلی میں ایک (غدود) پھوڑا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے نہ وہ تلوار پکڑنے کے قابل رہے اور نہ سواری کی لگام پکڑ سکتے تھے آخر انہوں نے آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر فریاد کی۔آنحضرت ﷺ نے ان کے ہتھیلی کے پھوڑے کو اپنے دستِ مبارک سے دبانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ اُسی وقت ختم ہو گیا اور اُس کا کوئی اثر باقی نہیں رہا۔

محمد بن حاطبؓ : آپؓ بیان کرتے ہیں میری ماں ام جمیلؓ نے مجھے بتایا کے میں تجھے سرزمین حبشہ سے لے کر آئی یہاں تک کہ ایک رات

مدینہ شریف میں نے ہانڈی بنائی۔ لکڑیاں ختم ہوگیں تو لینے نکلی، تو تم نے ہانڈی کو ہاتھ لگایا جس سے وہ تیرے ہاتھوں پر اُلٹ پڑی جس سے تیرے ہاتھ جل گئے، تو میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئی۔ آپ ؐ تیرے ہاتھوں پر لعابِ دہن لگانے لگے اور دُعا فرمانے لگے میں آپ ﷺ کے پاس سے اُٹھی بھی نہ تھی کہ تیرے ہاتھ اچھے ہوگئے (تاریخ بخاری) حجتہ اللہ علی العالمین از محمد یوسف بن اسمٰعیل نبھانی ص ۶۸۶

خبیب بن یساف رضی اللہ عنہ: بیہقی میں خبیب بن یساف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ بدر میں حضور ﷺ کے ساتھ جنگ میں تھا ان کا کاندھا زخمی ہوگیا تھا۔ مقابل کا وار ان کے شانے پر پڑا اور اتنا گہرا گھاؤ لگا کہ ادھر کا بازو لٹک گیا، تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا آپ ؐ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا کر اسے جوڑ دیا، تو وہ مل گیا اور ٹھیک ہوگیا، پھر میں نے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے مجھ پر وار کیا تھا۔ حلبیہ ج ۶ ص ۳۳۴

عتبہ ابن فرقد رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ایک بار میرے پتّی نکل آئی تو میں نے جا کر آنحضرت ﷺ سے اپنی شکایت بیان کی۔ آپ ؐ نے مجھے حکم دیا کے میں اپنے کپڑے اُتار دوں۔ میں نے اپنے کپڑے اتار کر اپنی شرم گاہ کو چھپالیا اور آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ؐ نے اپنے دستِ مبارک میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اُسے دوسرے ہاتھ کے ساتھ مل دیا۔ اس کے بعد آپ ؐ نے اپنے دونوں ہاتھ میرے پیٹ اور کمر پر مل دیے۔ آنحضرت ؐ کے دستِ مبارک لگنے کے بعد اسی دن سے یہ خوشبو میرے بدن سے پھوٹتی ہے۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی کہتی ہیں کہ عتبہ کی ہم چار بیویاں ہیں ہم میں سے ہر ایک اس کی کوشش کرتی تھی کہ اپنی ساتھی سے زیادہ بہتر خوشبو لگائے (تا کہ عتبہ ہماری طرف راغب ہو) مگر خود عتبہ رضی اللہ عنہ کبھی کسی عطر کو چھوتے بھی نہیں تھے لیکن جب وہ باہر کے لوگوں میں جاتے تو ہر شخص کہتا کہ ہم نے عتبہ رضی اللہ عنہ والی خوشبو سے بہتر عطر کبھی نہیں سونگھا۔ حلبیہ جلد ۶ ص ۳۳۴

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ؐ کے گھر ہنڈیا میں گوشت پک رہا تھا مجھے اس میں سے چربی بڑی پسند آئی جو میں نے نکال کر بڑی جلدی سے منہ میں ڈال دی۔ مگر اس کے بعد ایک سال تک (معدے میں) اس کی تکلیف میں مبتلا رہا۔ آخر میں نے اس کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا آپ ؐ نے فرمایا اس میں سات آدمیوں کا حصہ تھا پھر آپ ؐ نے میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ چربی تازہ حالت میں قئے کے ذریعے باہر آ گئی۔ تو اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تب سے آج تک مجھے پیٹ کا کوئی بھی مرض لاحق نہ ہوا۔

طلحہ رضی اللہ عنہ **ابن عبید اللہ**: جنگِ احد میں حضور اکرم ﷺ زخمی اور خون نکلنے کی وجہ سے کمزوری محسوس کر رہے تھے اس حالت میں آپ ؐ نے اس چٹان پر جانے کا ارادہ کیا جو گھاٹی کے اندر ابھری ہوئی تھی۔ اور آپ ؐ پر دو زرہوں کا بوجھ تھا یہ حالت دیکھ کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جلدی سے آپ ؐ کے سامنے بیٹھ گئے اور آپ ؐ کو کاندھے پر بٹھا کر چٹان کے اُوپر لے گئے۔ اسی وقت آپ ؐ نے فرمایا۔ ” طلحہ اس کے اس نیک عمل کی وجہ سے ان کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

ایک قول ہے کہ حضرت طلحہؓ کی ایک ٹانگ میں لنگڑاہٹ تھی جس سے وہ صحیح چال کے ساتھ نہیں چل سکتے تھے جب وہ آنحضرت ﷺ کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر لے چلے تو وہ بہت کوشش کر کے اپنی چال اور قدم ٹھیک رکھ رہے تھے تا آنکے لنگڑاہٹ کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو تکلیف نہ ہو اس کے بعد ان کے چال سے ہمیشہ کے لیے وہ لنگ (لنگڑاپن) ختم ہو گیا اور وہ ٹھیک ہو گئے۔ حلبیہ ج ۴ ص ۱۸۱

معاویہ ابن عفراءؓ: معاویہ ابن عفرا کی بیوی کو کوڑھ کا مرض تھا ایک مرتبہ اس نے آنحضرت ﷺ سے اپنی اس بیماری کی فریاد کی۔ آپؐ نے اس کے بدن پر اپنا عصا مبارک پھیرا جس کے ساتھ ہی اس کا کوڑھ جاتا رہا اور اللہ نے اُسے تندرست کر دیا۔

سلمہ ابن اکوعؓ: غزوہ خیبر میں ان کی پنڈلی میں ایک زخم آ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس زخم میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا جس سے ان کا زخم اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

معاویہ بن الحکمؓ: بغوی اور ابونعیم معاویہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، ہم رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے میرے بھائی علی بن حکمؓ نے اپنے گھوڑے کو خندق پر سے چھلانگ لگائی، مگر وہ کود نہ سکا، تو خندق کی دیوار سے ان کی پنڈلی کچل گئی۔ ہم ان کو گھوڑے پر اُٹھا کر نبی اکرمؐ کی خدمت میں لائے نبی اکرم ﷺ نے ان کی پنڈلی پر اپنا دستِ مبارک پھیرا، تو وہ گھوڑے سے اُترنے سے پہلے ہی اچھے ہو گئے۔
حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزاتِ سید المرسلین از امام علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی ج ۱۔ ص ۶۸۸

محمد بن سیرینؒ: بیہقی آپؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بیٹے کو لائی اور عرض کی کہ میرے بیٹے کو یہ بیماری لاحق ہے اور آپؐ اس کی حالت دیکھ رہے ہیں پس دعا فرمائیے کہ اللہ اسے موت دے دے۔ فرمایا: لوگوں دعا کرو اللہ اسے شفا دے۔ یہ پروان چڑھے نیکوکار بنے اور راہ خدا میں قتال کرے پھر درجہ شہادت پائے (یہ حدیث مرسل جید ہے)، پھر رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اس کے لیے دعا کی، تو وہ صحت مند ہو گیا اور جوان ہو کر راہ خدا میں شہید ہوا۔
آپؐ کا معجزہ پر غور کریں ایک تو ایک ماں اپنے ہی بیٹے کی موت کی تمنا کر رہی ہے وہ کس حالات اور بیٹے کی کیسی بیماری ہو گی جو اولاد کی موت کی آرزو کرنے لگی ہو گی وہ مکمل اُمید کا سہارا چھوڑ چکی تھی ایسی حالت میں حضور ﷺ کی خدمت میں لانا حضورؐ کی دعا سے بچہ کا صحتیاب ہونا اور فرمانا کے جوان تندرست ہو کر راہ خدا میں شہید ہونا۔ تاریخ گواہ ہے کہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا۔

ملاعب الاسنہ عامر بن مالک: عامر بن مالک کو استسقاء (پھوڑا) کی بیماری لگ گئی تو اس نے نبی اکرم ﷺ کے پاس قاصد بھیجا کہ آپؐ سے دعا کا سوال کرے اور اللہ آپؐ کی برکت سے اسے شفا عطاء کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے مشتِ خاک اٹھائی اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور پھر اس قاصد کے حوالہ کر دی۔ اس نے حیران ہو کر وہ مٹّی لے لی یہ گمان کرتے ہوئے کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے اس کے ساتھ مذاق کیا ہے وہ اس مٹّی کو لے کر عامر کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ قریب المرگ تھا۔ عامر نے اس مٹّی کو گھول کر پیا تو

اللہ تعالیٰ نے برکت مصطفیٰ ﷺ کے باعث اسے شفا عطاء فرمائی۔ بروایت ابونعیم حجۃ اللہ علی العالمین ج ا ص ۶۸۹

معجزات موسم بھی تابعدار:

حضرت عائشہ صدیقہؓ : ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رسالتمآب ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہ وباؤں کا گھر تھا۔ چنانچہ ابوبکر صدیقؓ بیمار ہو گئے۔ جب بخار کی حدت اور شدت زور پکڑتی تو آپ کہتے ہر شخص اپنے گھر میں دعائیں دیا جاتا ہے کہ اللہ اس کی صبح بالخیر کرے اور حال یہ ہے کہ موت اس کی جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ (اشعار پڑھتے ہم اس کو بڑبڑانا کہتے ہیں)

حضرت بلالؓ کو بخار چڑھتا اور اس کی شدت بڑھ جاتی تو وہ بھی اشعار بولتے اور کہتے اے اللہ عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ اور اُمیہ بن خلف پر لعنت فرما جس طرح انہوں نے ہم کو مکہ مکرمہ سے نکالا

جب نبی ﷺ نے ان کی حالت مشاہدہ فرمائی اور فرمایا کہ اے اللہ ہمیں مدینہ محبوب بنادے جیسے کہ مکہ مکرمہ محبوب بنایا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اے اللہ اس کو ہمارے لیے مقام صحت وعافیت بنادے اور اس کے صاع اور مسد (پیمانہ اور مقدار) میں ہمارے لیے برکت پیدا فرما اور اس کی وبا اور تپ کو جحفہ کی طرف منتقل فرما۔ آنخضرت ﷺ کی دُعا سے مدینہ منورہ صحت افزا مقام بن گیا اور جحفہ وباؤں کا گھر (جحفہ یہود رہتے تھے جو بدترین دشمن اسلام تھے)۔

جنگ بدر کے وقت حضور اکرم ﷺ نے مدینہ کے لئے دعا کی اور عرض کیا اے اللہ ابراہیم تیرا بندہ، تیرا خلیل اور تیرا نبی تھا اس نے مکہ والوں کے لئے دعا کی تھی میں محمد ﷺ بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں میں مدینہ والوں کے لئے تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے صاع (چار سیر کا ایک ناپ) اور ان کے مد (ایک سیر کے برابر ناپ) اور ان کے پھلوں میں برکت عطا فرما (یعنی ان کی کھیتی باڑی اور باغوں کی پیداوار میں برکت عطا کر) اے اللہ تو مدینہ کی محبت ہم کو عطا کر اور مدینہ کی آب و ہوا کی خرابی (بخار ملیریا وغیرہ) کو خم میں منتقل کردے۔ جس طرح تیرے خلیل ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا میں بھی مدینہ کی دونوں سوختہ پتھریلی زمینوں کے درمیانی علاقے کو حرم قرار دیتا ہوں۔ (مدینہ کے دونوں جانب پتھریلی گرم تپتی ہوں زمین ہے مدینہ دونوں کے درمیان واقع ہے)۔

حذیفہ ابن یمان: جنگِ خندق کے موقعہ پر ایک رات سخت سردی، آندھی و طوفانی رات تھی۔ اتنی تاریک رات تھی کہ آدمیوں کے ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا مشرکوں کی فوج آگے بھی نہیں بڑھ سکتی تھی، انتہائی سرد رات آندھی کے زور سے مشرک لشکر کے خیمے اُلٹ گئے ڈیرے ٹوٹ گئی، برتن الٹ گئے اور لوگ ہوا کے شدید تھپیڑوں سے سامان کے اُوپر گر گئے ایسی حالت میں لشکرِ دشمن آگے بڑھنے کے حوصلے نہ کر سکے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں اس کا ذکر فرمایا اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا بادِ صبا (جو سخت سردی کی رات میں چلے) کے ذریعے اللہ نے میری مدد فرمائی اور مسلمانوں کی مدد اور نصرت عطا کی۔

ایسی رات میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو ہمیں دشمن کی کچھ خیر خبر لا کر دیں میں اس شخص کے لیے اللہ سے دعا کرونگا کہ قیامت کے دن وہ میرے ساتھ ہو آپ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی مگر خوف، بھوک اور سردی کی شدّت کی وجہ سے کوئی کھڑا نہ ہوا۔ آخر کار آنحضرت ﷺ نے حضرت حذیفہ ابن یمان کو آواز دی میں آپؐ کے سامنے آیا تو آپؐ نے فرمایا تم رات سے میری بات سن رہے ہو اور کھڑے نہیں ہوے میں نے عرض کیا۔" قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق دے کر بھیجا کہ خوف، سردی اور بھوک کی شدّت سے میں کھڑے ہونے کے قابل نہیں تھا اور میں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے قتل ہو جانے کی کوئی پرواہ نہیں ہے مگر گرفتار ہونے سے ڈرتا ہوں،،۔آنحضرتؐ نے فرمایا جاؤ تم ہرگز گرفتار نہیں ہوسکتے اللہ تعالیٰ سامنے سے پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے تمہاری حفاظت فرمائے" تم جب تک لوٹ کر میرے پاس نہ آجاؤ اس وقت تک تم کو سردی یا گرمی نہیں ستائے گی اور تم بخیریت لوٹ کر ہمارے پاس آؤ گے۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ اب میں روانہ ہوا تو ایسا لگتا تھا جیسا گرم حمام میں چل رہا ہوں اور سردی کا کوئی احساس نہیں تھا اس کے بعد میں قریشی لشکر کی طرف چلا یہاں تک ان کے پڑاؤ میں داخل ہوگیا وہاں میں نے ابوسفیان کو یہ کہتے سنا' اے گروہ قریش ہم نہایت ناساز جگہ پر ہیں اور جانور ہلاک ہو رہے ہیں بنی قریظہ کے یہودیوں نے ہمیں دغا دیا، اوپر سے اس طوفانی ہوا نے جو کچھ تباہ کاری پھیلائی ہے وہ دیکھ رہے ہیں اس لیے واپس چلو میں بھی واپس ہو رہا ہوں میں یہ سن کر واپس چلا آیا اور (دشمن کی واپسی) آپؐ کو دشمن کا حال بتلایا تو یہ سن کر آپؐ ہنس پڑھے یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں آپؐ کے دندانِ مبارک نظر آنے لگے۔

آنحضرت ﷺ کی طرف سے سپرد کیا ہوا کام پورا ہوتے ہی مجھے پھر سے سردی ہونے لگی یہ دیکھ کر آپؐ نے ہاتھ کے اشارہ سے مجھے بلایا میں قریب آیا تو اپنی چادر کا پلہ میرے اوپر ڈھک دیا جس کے بعد میری آنکھ لگ گئی میں طلوع فجر تک برابر سوتا رہا (حذیفہ کو جاسوسی کے لیے جاتے ہوے سردی کا احساس ختم ہوگیا تھا کیونکہ آپؐ نے اس وقت ان سے فرمایا تھا کہ جب تک تم لوٹ کر میرے پاس آؤ اس وقت تک تم سردی سے محفوظ ہو۔) اگر حدیفہؓ ساری عمر کے لیے بھی مانگ لیتے تو حضور وہ بھی عطا کردیتے۔ حلبیہ ج ۴ ص ۳۹۰

حضرت علیؓ : عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بار میرے پاس مسجد (کوفہ) کے لوگ اکٹھے ہو گئے، اور کہنے لگے ہم نے امیر المومنین حضرت علیؓ سے ایسی چیز دیکھی ہے جو ہمارے لیے بڑی تعجب خیز ہے۔ میں نے کہا کیا ہے؟ کہنے لگے آپؓ ہمارے پاس سخت سردی میں آتے ہیں تو صرف ایک تہبند اور چادر زیب تن ہوتی ہے اور گرمی میں آپؓ روئی سے بھری ہوی شیروانی پہن کر تشریف لے آتے ہیں (انہیں سردی محسوس ہوتی ہے نہ گرمی)

میں گھر گیا اور اپنے والد سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو وہ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ لوگ آپؓ کے متعلق بڑی حیران کُن چیز محسوس کرتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کیا ہے وہ بات؟ انہوں نے کہا آپؓ کا لباس۔

آپؓ نے مجھے فرمایا کیا تم اس وقت ہمارے ساتھ نہیں تھے جب نبی اکرم ﷺ مجھے (میدان خیبر میں) بلایا تھا جب کہ میری آنکھیں خراب

تھی تو آپؐ نے اپنا لعاب دہن اپنی ہتھلیوں میں لے کر میری آنکھوں پر مل دیا اور فرمایا۔ اے اللہ اس سے گرمی اور سردی کا اثر دور کر دے۔ تو اس خدا کی قسم جس نے نبی ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے آج تک کبھی گرمی سے تکلیف محسوس کی ہے نہ سردی سے۔ دلائل نبوت امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ ص ۴۱۰

حاکمِ جمادات:

معجزات جو درختوں اور سوکھی لکڑیوں سے

کھجور کے تنے کا فراق رسول ﷺ میں رونا: اسے لگ بھگ ۲۰ سے زائد اصحابِ رسول ﷺ کی جماعت نے روایت کیا ہے۔

امام احمدؒ اپنی مسند میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد نبوی ﷺ میں کھجور کا ایک تنا تھا جس کے ساتھ ٹیک لگا کر نبی اکرم ﷺ جمعہ یا کسی اہم معاملے کا خطبہ ارشاد فرماتے تھے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے لیے ایک منبر نہ بنا دیں؟ آپؐ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں اگر تم منبر بنا دو تو تو انہوں نے تین درجوں کا منبر تیار کر دیا آپؐ اس منبر پر رونق افروز ہوئے، تو تنے سے اس طرح آواز آئی جیسے گائے کی آواز ہوتی ہے، چنانچہ آپؐ نے اُتر کر اسے بازوؤں میں لیا اور اُس کے اوپر دست اقدس پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔

بخاریؒ میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ ایک کھجور کے تنے کے ساتھ خطبہ دیتے تھے جب جمعہ کا دن آیا آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ تنا بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا آپؐ نے منبر سے اتر کر اسے گلے لگایا تو وہ اس طرح سسکیاں لینے لگا جیسے بچے کو سلا کر چپ کراتے ہیں تو وہ سسکیاں لیتا ہے۔

دارمی حضرت بریدہؓ: تقریباً یہی الفاظ کے ساتھ اور زائد بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ تنے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: اگر چاہے، تو تجھے اسی مقام پر لگا دوں جہاں تو پہلے تھا اور اگر یہ پسند کرے، تو تجھے جنت میں لگا دوں تا کہ تو جنت کی نہروں اور چشموں سے سیراب ہو اور تیری عمدہ اُٹھان ہو اور تو عمدہ پھل دے پھر اللہ کے دوست تیرے پھل کھائیں۔ پس نبی اکرم ﷺ نے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے پسند ہے کہ میں جنتی درخت بنوں، (اس روایت کی مثل طبرانی اور ابونعیم نے بحوالہ حضرت عائیشہؓ)۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اگر اسے میں سینے سے نہ لگاتا تو قیامت تک آہ و بکا کرتا رہتا (ابن ماجہؒ کی ابن عباسؓ کی حدیث میں اضافہ کے ساتھ)

حضرت لیلی بن مرہ ثقفیؓ: آپؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے ایک جگہ ہم نے پڑاؤ ڈالا۔ نبی اکرمؐ آرام فرما رہے تھے۔ ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا حاضر ہوا حتیٰ کہ آپؐ پر جھک کر آپؐ کو چھپا لیا۔ پھر اپنی جگہ کی طرف لوٹ گیا۔ جب رسالتماب ﷺ کی چشم اقدس (نیند سے بیدار) ہوئی تو آپؐ سے درخت کی حاضری کے متعلق عرض کیا گیا آپؐ نے فرمایا۔ اس

درخت نے اللہ تعالیٰ سے حاضری کی امانت طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت فرمائی تا کہ حاضر ہو کر مجھے سلام عرض کر سکے۔

حضورؐ حالت نیند میں بھی ہیں اور درخت کے بارگاہ خداوندی میں حاضری کی درخواست پیش کرنے پر بھی مطلع ہیں اور اجازت ملنے پر بھی اور کیوں نہ ہو حضور کی صرف آنکھیں محوِ خواب ہوتی ہیں دل اقدس بیدار ہوتا ہے۔ (یہ بھی ایک معجزہ ہے) ابن جوزی ص ۳۴۳

درختوں کا باہم ملنا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں غزوہ خیبر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ آپؐ نے قضائے حاجات کی خواہش ظاہر فرمائی اور کہا: عبداللہ کیا تمھیں کوئی آڑ نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھا تو مجھے ایک درخت نظر آیا۔ میں نے عرض کیا کہ ایک درخت ہے فرمایا: کیا تمھیں کوئی اور چیز دکھائی دیتی ہے؟ میں نے دیکھ کر بتایا دور ایک اور درخت ہے۔ فرمایا اُن سے کہو کہ رسول اللہؐ تمھیں اکٹھا ہونے کا حکم دیتے ہیں میں نے ان درختوں سے کہا: تو وہ دونوں باہم مل گئے۔ آپؐ نے دونوں کو آڑ بنا کر قضائے حاجت کی تو اس کے بعد وہ دونوں اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ ابونعیم از طریق علقمہ

خوشہ خرما (کھجور): حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں ایک اعرابی نبی ﷺ سے آ کر کہنے لگا۔ مجھے یہ کیوں کر یقین ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر میں اس خوشہ خرما کو بلا لوں تو کیا تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟ اس نے کہا ''ہاں،، آپؐ نے خوشہ خرما کو بلایا تو وہ درخت سے اترنے لگا، پھر اُچھل کر نبی ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپؐ نے فرمایا: اب اپنی جگہ پر واپس چلا جا، تو وہ واپس چلا گیا۔ اعرابی نے یہ معجزہ دیکھ کر ایمان قبول کر لیا۔ ایک روایت میں ہے، کہ وہ خوشہ کھجور کے درخت پر سے اترنے لگا یہاں تک کہ زمین پر گر پڑا اور پھر سجدہ کرتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، پھر آپؐ نے اسے جانے کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔

بخاری (تاریخ میں) بیہقی دارمی اور ترمذی • سند صحیح۔ حجتہ ج ۱ ص ۷۰۹

درخت کی شہادت: بخاریؒ اور مسلمؒ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو جنات کے قرآن سننے کی رات بیان کی کہ جنوں نے کہا کون گواہی دے گا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ''یہ درخت،، پھر اس درخت کو گواہی کے لیے بلایا تو وہ جڑیں کھینچتے ہوئے حاضر خدمت ہوا۔

رکانہ پہلوان: حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ بنی ہاشم کا ایک شخص رکانہ نامی تھا وہ ایک مشرک زبردست پہلوان، وادی اضم میں اپنا ریوڑ (بکریاں) چرایا کرتا تھا۔ ایک دن نبی اکرم ﷺ اس وادی کی طرف تنہا نکل گئے تو رکانہ سے ملاقات ہوگئی۔ اس سے راستہ روک کر کہا۔ اے محمدؐ تم وہی شخص ہو جو ہمارے معبودوں لات وعزیٰ کو برا بھلا کہتے ہے، اور اپنے عزیز وحکیم خدا کی طرف بلاتے ہو، اگر رشتہ داری کا لحاظ نہ ہوتا، تو اتنی گفتگو بھی تم سے نہ کرتا تمھیں فوری قتل کر دیتا۔ بحر حال اپنے عزیز وحکیم معبود کو پکار لو جو تمھیں مجھ سے بچا لے، میں تمہارے سامنے ایک معاملہ رکھتا ہوں اگر تم نے مجھے پچھاڑ دیا تو میرے ریوڑ میں سے تمہاری پسند کی دس بکریاں تمہاری ہونگی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر

تجھے یہ بات منظور ہے تو تیار ہو جا، پھر نبی اکرم ﷺ نے دعا فرما کر اسے پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ رکانہ نے کہا: میرے اُوپر سے اٹھو تم نے میرے ساتھ ایسا نہیں کیا بلکہ یہ تمہارے معبود غالب وحکیم کا فعل ہے، اور مجھے میرے لات وعزیٰ نے ذلیل کیا ہے تم سے پہلے میرا پہلو بھی کسی نے زمین کے ساتھ نہیں لگایا تھا۔ اسی طرح وہ دوبارہ شرط لگانا چاہا حضورؐ نے ۳ مرتبہ پچھاڑ کر سینے پر بیٹھ گئے وہ اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے آپؐ کو بکریاں پیش کی آپؐ نے فرمایا مجھے بکریوں کی ضرورت نہیں میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں مجھے پسند نہیں کہ تو آتش جہنم میں جائے، تو اسلام قبول کر لے۔ سلامت رہے گا۔ اس نے کہا: جب تک آپؐ مجھے کوئی نشانی نہیں دکھاتے میں اسلام نہیں قبول کرونگا، قریب ہی ایک شاندار درخت تھا آپؐ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اللہ کے حکم سے میری طرف آؤ اس درخت کے ۲ ٹکڑے ہو گئے۔ اس کا ایک حصہ شاخوں سمیت نبی اکرم ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ رکانہ نے کہا: آپ نے مجھے عظیم نشانی دکھائی ہے اب اسے جانے کا حکم دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کو گواہ بنا کر میری دعا سے وہ درخت اپنی جگہ لوٹ گیا، تو میری دعوت قبول کر لے گا۔ اس نے کہا ہاں تو آپؐ کے اشارے سے وہ درخت اپنی شاخوں سمیت واپس اپنے تنے کے ساتھ مل گیا۔ رکانہ پھر بھی ایمان نہ لایا اور کہنے لگا آج تک کسی نے میرا پہلو زمین پر لگایا نہیں نہ میرے دل میں خوف پیدا ہوا ہے بس آپؐ اپنی بکریاں لے لیں حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے تیری بکریوں کی ضرورت نہیں جبکہ تو میری دعوت کو مانتا نہیں۔ (رکانہ نے بعد میں ایمان لے آیا) (بیہقیؒ اور ابو نعیمؒ راوی) حجتہ ج ۱ ص ۱۰۷

حضرت عکاشہؓ : عکاشہ بن محصنؓ نے بیان کیا کہ بدر کے روز میری تلوار ٹوٹ گئی، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عطا فرمائی جو سفید دراز تلوار کی طرح ہو گئی میں نے اس کے ساتھ قتال میں حصہ لیا یہاں تک کہ اللہ نے مشرکین کو شکست فاش دی، راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ لکڑی وصال تک عکاشہ کے پاس رہی۔ (بروایت واقدیؒ)۔ یہی روایت ابن سعد، ابن عساکر نے بھی بیان کی ہے۔

سلمہ بن اسلمؓ : واقدی عبدالاشل کی معتدد لوگوں سے روایت کرتے ہیں کہ سلمہ بن اسلم کی تلوار غزوہ بدر میں ٹوٹ گئی اور وہ غیر مسلح ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک لکڑی تھما دی اور فرمایا: اس کے ساتھ وار کر و تو وہ ایک تلوار بن گئی جوان کے پاس رہی یہاں تک کے وہ شہید ہو گئے۔

عبداللہ ابن جحشؓ : آپؓ اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے ان کی تلوار ٹوٹ چکی تھی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک ٹہنی عطا فرمائی جوان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔

قتادہ بن نعمانؓ : ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک برساتی رات تھی نبی ﷺ نماز عشاء کے لیے گھر سے نکلے تو ایک چمک پیدا ہوی۔ آپؐ نے قتادہ بن نعمانؓ کو دیکھا تو فرمایا قتادہؓ نماز پڑھنے کے بعد جب تک میں حکم نہ دوں ٹھیرے رہنا۔ چنانچہ جب وہ نماز سے فارغ ہوے آپؐ نے انہیں ایک لکڑی دی اور فرمایا اسے پکڑ لو یہ تمہارے آگے بھی دس قدم تک روشنی کرے گی اور دس قدم پیچھے بھی۔

عباد بن بشرؓ و اسید بن حضیرؓ : ثابت نے دونوں سے روایت کی ہے وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس سے نہایت اندھیری رات میں اُٹھے اور باہر نکلے۔تو ان میں سے ایک عصاء روشن چراغ کی طرح چمکدار ہو گیا وہ دونوں اس روشنی میں چلتے رہے۔جب ان کے راستے جدا ہوے تو دوسرا عصا بھی چمکنے لگا۔

عبداللہ بن اُنیسؓ : سفیان بن خالد اپنی قوم اور دوسرے قبیلہ کے لوگوں کو حضور اکرمؐ کے خلاف جمع کر رہا تھا وہ عرنہ اور اس کے اطراف پڑاوُ ڈالا کرتا تھا۔اس کی اطلاع آپؐ کو پہنچنے پر آپؐ نے عبداللہ بن انیس کو بلایا اس کو قتل کر دیں۔انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا کچھ حال مجھ سے بیان فرما دیجیے آپؐ نے فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو گے تو اس سے ڈر جاوُ گے اس سے پریشان ہو جاوُ گے۔اور تمہیں شیطان یاد آ جائے گا۔میں وہاں کے لیے نکلا اور جب میں وادی عرنہ پہنچا تو اس سے اس حالت میں ملا کہ وہ جا رہا تھا اس کے پیچھے مختلف قبائیل کے لوگ جمع تھے،رسول اللہ ﷺ نے جو حلیہ بیان فرمایا تھا اس سے میں نے پہچانا اور ڈر گیا۔خوف ایسا طاری ہوا کہ پسینے پسینے ہو گیا۔مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سچے ہیں۔اس نے مجھ سے دریافت کیا تو کون، میں نے کہا کہ خزاعہ کا آدمی ہوں۔محمدؐ کے لیے تیرے گروہ کو سن کر یہاں آیا کہ میں بھی تیرے ساتھ ہو جاوُ۔اس نے کہا بے شک میں ان کے مقابلہ کی تیاری کر رہا ہوں۔میں اس کے ساتھ باتیں کرتے کرتے اس کے خیمہ تک پہنچ گئے اس کے ساتھی جدا ہو گئے،لوگ منقطع ہو گیے اور سو گئے تو میں نے اُسے موقع دیکھ کر قتل کر دیا اور اس کا سر لیا اور نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا سر آپؐ کے سامنے رکھ دیا اور سارے واقع سے آگاہ کیا۔آپؐ نے مجھے ایک عصا عطا فرمایا **کہ اسے پکڑ کر جنت میں چلے جاوُ** وہ عصا ان کے پاس رہا جب وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ عصا کفن میں رکھ دیں تو گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ابن سعد ج ۱ ص ۳۵۰

معجزات جانوروں سے

اُم معبدؓ : صحابی رسول اللہ ﷺ حبیش بن خالدؓ جو بنو خزاعہ میں سے تھے روایت کرتے ہے کہ نبی اکرمؐ ابو بکر صدیقؓ اور ان کا غلام عامر بن فہیرہؓ اور راستہ بتانے والا ایک شخص عبداللہ بن اریقط لیثی مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ طیبہ کو جا رہے تھے تو راستہ میں ان کا گزر اُم معبد خزائیہ کے خیمے پر سے ہوا وہ ایک باوقار و باعزت عورت تھی اپنی خیمے کے باہر بیٹھی اپنے بچوں کو کھلا پلا رہی تھی۔قافلہ ایمان اس

سے کچھ گوشت اور کھجور خریدنا چاہتے تھے مگر اس کے پاس بیچنے کے لیے کچھ نہ تھا۔ جب کہ اہل قافلہ کا زادِ راہ ختم ہو چکا تھا اور انہیں شدت سے بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ نبی اکرمؐ نے خیمہ کی دوسری طرف ایک بکری کو دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا اے ام معبد اس بکری کا کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگی یہ کمزور (کمسن) ہونے کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ چرنے کے لیے نہیں جا سکی۔ آپؐ نے فرمایا کیا یہ کچھ دودھ دے سکتی ہے۔ ام معبد نے کہا یہ اس کے بس کی بات نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم مجھے اس کے دھونے کی اجازت دو گی۔ ام معبد کہنے لگی اگر آپ اس میں کچھ دودھ محسوس کرتے ہیں تو دوھ لیں۔ نبی ﷺ نے بکری اپنے پاس منگوائی۔ اپنے ہاتھ اس کے تھنوں سے لگائے اور اللہ کا نام لے کر اس بکری کے لیے دعا کی۔ " دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ٹانگیں پھیلا دی اور اس کے تھنوں میں بے پناہ دودھ اُتر آیا۔ حضورؐ نے ایک بڑا برتن منگوایا جو اس پورے قافلے کو سیراب کر سکتا تھا آپؐ نے اس میں دودھ دوہا دودھ کا ایک اور برتن بھر دیا۔ وہ بڑا خوبصورت منظر تھا "۔

چنانچہ آپؐ نے سب سے پہلے ام معبد کو پلایا وہ سیراب ہو گئی پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا وہ بھی لبالب ہو گئے اور آخر میں نبی ﷺ نے خود پیا اور باقی ماندہ دودھ سب نے تھوڑا تھوڑا پی کر ختم کر دیا۔ آپؐ نے دوبارہ دوھا تو برتن پھر بھر گیا ۔ جو ام معبد کے پاس چھوڑ دیا پھر اسے مسلمان کر کے اور اس سے بیت لے کر آگے روانہ ہو گئے۔

ام معبد سے روایت ہے کہ وہ بکری جسے دستِ پاک رسول ﷺ کی برکت حاصل ہوئی تھی عرصہ دراز تک ہمارے پاس رہی تا آنکہ دورِ خلافت فاروقی میں جب قحط پڑا اور خشک سالی کا دور دورہ ہو گیا اور جانوروں کے لیے گھاس وغیرہ کا ایک تنکا بھی نظر نہ آتا تھا وہ بکری مسلسل بھوکی پیاسی رہنے کے باوجود صبح و شام دونوں وقت برابر دودھ دیتی تھی۔ دلائیل نبوت ص ۲۹۶

حضرت نافعؓ : آپؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہم ۴۰۰ افراد تھے ۔ ایک ایسی جگہ پڑاؤ ڈالا جہاں پانی نام کو نہ تھا۔ یہ امر اصحابِ رسول اللہ ﷺ پر سخت گراں گزرا اور پیاس کی وجہ سے جب سخت پریشان ہوئے تو آپؐ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر التجا کی۔ فوراً ایک چھوٹی سینگدار بکری آموجود ہوئی اور آپؐ کے آگے آ کر کھڑی ہو گئی۔ آپؐ نے اُس کا دودھ دوہا۔ خود بھی پیا اور صحابہ کرام کو بھی پلایا حتیٰ کے سبھی سیراب ہو گئے (چار سو ۴۰۰ اصحاب نے پیٹ بھر کر دودھ پیا) ۔ پھر فرمایا اے نافع یہ بکری آج تمہاری ملکیت میں ہے اس کو قابو رکھنا مگر مجھے یقین ہے کہ تم اس کو اپنے قبضہ میں نہیں رکھ سکو گے۔ فرماتے ہیں میں نے اس کو پکڑا ایک میخ زمین میں گاڑ کر رسی کے ساتھ اس بکری کو وہاں باندھ دیا۔ جب رات کے کسی حصہ میں آنکھ کھلی اور بکری کی طرف دیکھا تو وہ غائب تھی۔ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور صورتحال غرض کی قبل اس کے کہ آپؐ دریافت فرمائیں تو آپؐ نے فرمایا اے نافع جو اس کو لایا تھا وہی اس کو لے گیا (اسی لیے میں نے کہہ دیا تھا کے تم اس کو اپنے قبضے میں نہیں رکھ سکو گے۔ ابن جوزی ۳۴۳

۱ بکری کا غیب سے آموجود ہونا بھی معجزہ ۲ چھوٹی سی بکری کے تھوڑے سے دودھ کا ۴۰۰ افراد کو سیراب کرنا ۳ نابالغ بکری ابھی تک بچہ نہ دی ہوئی (بچہ دینے کے بعد دودھ آتا ہے یہ انتظام قدرت ہے) ۴ نافعؓ کو کہنا کہ تم اس بکری کو سنبھال لو مگر مجھے اُمید نہیں کہ تم روک

سکو گے۔ پھر ایسا ہی ہوا ۔

حضرت انسؓ : آپؓ سے روایت ہے کہ غزوہ حنین میں وقتی طور پر مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑے اور وہ پیچھے ہٹے رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے جس کو دلدل کے نام سے آپؐ پکارتے تھے آپؐ نے اس (خچر کو) حکم دیا اے دلدل زمین کے ساتھ چمٹ جا تو اس نے اپنا پیٹ زمین کے ساتھ چمٹا دیا۔ فوراً رسول اللہ ﷺ نے زمین سے ایک مُٹھی مٹی کی اُٹھائی اور ان کفار کی طرف پھینک دی اور فرمایا۔ وہ نصرت و مدد نہیں دیے جائینگے اور اہل اسلام پر غالب نہیں آسکیں گے جونہی مٹی ان پر پڑی وہ شکست خوردگی کی حالت میں پیچھے ہٹنے لگے۔ ہم نے تیر پھینکا نہ نیزہ مارا اور میدان ہمارے ہاتھ میں رہا۔

رزق کی برکت :

حضرت علیؓ و فاطمہؓ : جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے کہا ایک رات کو ہم لوگ بغیر کھانا کھائے ہوے سو گئے صبح کو اُٹھ کر باہر گیا۔ واپس آیا تو دیکھا فاطمہؓ رنجیدہ تھیں۔ میں نے کہا آپؓ کو کیا ہوا؟'' انہوں نے کہا آج نہ تو ہم نے رات کا کھانا کھایا اور نہ دن کا اور نہ ہمارے پاس رات کا کھانا ہے،،۔ میں نکلا اور تلاش کیا تو کچھ مل گیا جس سے میں نے غلّہ اور ایک درہم کا گوشت خریدا فاطمہؓ کے پاس لایا تو انہوں نے روٹی اور سالن پکایا۔ جب وہ ہانڈی پکانے سے فارغ ہوئیں تو کہا کاش آپؐ میرے والد کے پاس جا کر انہیں بلا لاتے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا جو مسجد میں کروٹ کے بل لیٹے ہوے تھے اور فرما رہے تھے اے اللہ میں بھوک سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ ہمارے پاس کھانا ہے آپؐ تشریف لایے۔ آپؐ نے میرے اُوپر سہارا لگایا یہاں تک کہ اندر تشریف لائے۔ آپؐ نے فاطمہؓ سے فرمایا کہ عائیشہؓ کے لیے سالن نکالو۔ انہوں نے ایک پیالے میں نکالا فرمایا کہ حفصہؓ کے لیے سالن نکالو۔ انہوں نے ایک پیالے میں سالن نکالا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپؐ کی نو (۹) زوجات کے لیے سالن نکالا۔ فرمایا اپنے بیٹے اور اپنے شوہر کے لیے سالن نکالو اس کی بھی تعمیل کی۔ فرمایا تم (فاطمہؓ) نکالو اور کھاؤ۔ انہوں نے سالن نکالا۔ ہانڈی ڈھانک دی گئی **اور وہ پھر بھی بھری ہوی تھی** چنانچہ جتنا اللہ نے چاہا ہم نے اس میں سے کھایا۔ طبقات ابن سعد ج ا ص ۲۵۷

ابو ہریرہؓ کی کھجوریں : ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے وہاں لوگوں (کا زادراہ ختم ہو گیا) لوگوں کو بھوک نے پریشان کیا۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ ابو ہریرہؓ تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا زادراہ کے تھیلے میں کچھ کھجوریں ہیں آپؐ نے فرمایا میرے پاس لے کر آؤ۔ میں وہ تھیلا اُٹھا لایا آپؐ نے اس میں اپنا دستِ مبارک ڈال کر ایک مٹھی بھر کھجوریں نکالیں اور انہیں ہاتھ پر پھیلایا پھر مجھ سے فرمایا کہ میری طرف سے دس آدمیوں کو دعوت دے کر بلاؤ۔ میں دس آدمیوں کو لایا اور ان سب نے کھایا اور سب شکم سیر ہو گئے (یعنی پیٹ بھر کر کھایا)۔ اس کے بعد آپؐ یہی عمل کرتے رہے یہاں تک پورا لشکر کھاتا رہا اور سب شکم سیر ہو گئے

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ جتنی تم لے کر آئے تھے وہ سب لے جاؤ اور تھیلے میں ہاتھ ڈال کر مٹھیوں سے نکالتے رہنا مگر تھیلے کو کبھی مت اُلٹنا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اس سے زیادہ کھجوریں مُٹھی میں بھر لی جتنی لایا تھا۔ پھر میں اسی طرح آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مبارک میں اس تھیلے میں سے کھجوریں کھاتا رہا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دوران (جو پونے دو سال تک رہی) ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں بھی اسی تھیلے میں سے کھجوریں نکالتا اور اپنا پیٹ پالتا رہا (عمرؓ ۱۲ سال)۔ پھر حضرت عثمان غنیؓ کے دورِ خلافت میں بھی اسی تھیلے میں سے کھجوریں نکال نکال کر کھاتا رہا۔ یہ تھیلا میری کوکھ کے ساتھ لٹکا رہتا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے محاصرے اور شہادت کے دوران ایک دن یہ تھیلا گر پڑا اور اُلٹ گیا اس کے بعد ہی اس میں کی کھجوریں بھی ختم ہوگئی۔

حضرت انسؓ کی والدہ اُمّ سلیم: اُمّ سلیم سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک بکری تھی میں نے اس کا گھی جمع کیا، جس سے ایک پیالہ بھی نہ بھر سکی۔ میں نے وہ گھی آنحضرت ﷺ کے پاس بھیج دیا آپؐ نے اسے قبول فرمایا اور پیالہ خالی کروا کر میرے پاس واپس بھجوا دیا۔ میں اس وقت گھر میں موجود نہیں تھی میں جب گھر واپس آئی تو مجھے وہ پیالہ بھرا ہوا ملا۔ میں نے اس عورت سے پوچھا جس کے ذریعے میں نے وہ پیالہ بھیجا تھا کہ کیا واقعہ پیش آیا اس نے مجھے تفصیل بتلا دی (آپؐ نے قبول کیا پیالہ کو خالی کر کے دے دیا) مجھے اس بات کا یقین نہیں آیا اور میں خود آنحضرت ﷺ کے پاس گئی۔ میں نے آپؐ سے گھی کے متعلق پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میں نے گھی بھجوایا تھا آپؐ نے فرمایا ہاں وہ پہنچ گیا تھا تب میں نے عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو ہدایت اور ایک سچا دین دے کر بھیجا مجھے وہ پیالہ اتنا بھرا ملا کہ اس میں سے گھی چھلک رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے سن کر فرمایا ام سلیمؓ تمہیں اس سے تعجب ہے؟ تم نے اللہ کے نبی کو کھانا دیا تھا اللہ نے تمہیں دے دیا۔

حمزہ بن عمرو اسلمیؓ: آپؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ غزوہ تبوک کے سفر پر روانہ ہوئے تو میرے پاس زادِ سفر میں گھی کا برتن تھا۔ ایک جگہ میں نے محسوس کیا کہ گھی کم ہو گیا ہے۔ میں نے نبی ﷺ کے لیے کھانا بنایا اور گھی کا برتن دھوپ میں رکھ دیا اور اس میں سے خرخر کی آواز آنے لگی۔ میں اُٹھا اور برتن کو اُوپر سے اٹھالیا۔ نبی اکرم ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے فرمانے لگے۔ اگر تو اسے یونہی چھوڑ دیتا تو یہ وادی گھی کے ساتھ بہنے لگتی۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۹۵۵ کتاب الرقاق) دلایل نبوت ص ۳۸۷

ابورافعؓ: آپؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے بکری کا گوشت پکا رکھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے ابورافعؓ مجھے اس میں سے ایک بازو (دست کا گوشت) دے دو۔ آپؐ نے کھالیا پھر فرمایا ایک بازو اور دے دو۔ میں نے وہ بھی دیدیا اور آپؐ نے اسے تناول فرمالیا۔ پھر فرمانے لگے مجھے ایک بازو اور پکڑا دو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بکری کے ۲ ہی بازو ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم خاموش رہتے تو جتنے بازو میں مانگتا تم دیتے چلے جاتے تو اتنے اور بازو ہو جاتے۔

شیخ ابونعیم فرماتے ہیں ان احادیث میں نبی ﷺ کی رسالت پر یہ دلیل ہے کہ آپؐ جب بھی اللہ سے عادت کے خلاف کوئی بھی ﷺ چیز مانگ لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فوری عطا کر دیتا۔ تا کہ آپؐ کی عظمت وشوکت کو ظاہر کیا جائے۔ اگر آپؐ بازو کا گوشت مسلسل مانگتے رہتے تو اللہ

آپ ؐ کے سوال کو مسلسل شرف قبولیت عطا فرماتا رہتا۔ بحوالہ بخاری۔۔۔ دلایل نبوت

ابوایوب انصاریؓ : آپ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ آنحضورﷺ اور ابوبکرؓ کے لیے کھانا تیار کیا۔ کھانا اتنا ہی تیار کیا کہ وہ دونوں حضرات کے لیے کافی ہو۔ اس کے بعد وہ کھانا ان دونوں کے پاس لے کر آیا۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا جاؤ انصاریوں میں سے ۳۰ معزز آدمیوں کو میری طرف سے دعوت دے کر بلالاؤ حضرت ابوایوبؓ کہتے ہیں کہ اس حکم سے میں پریشان ہو گیا کیونکہ میرے پاس اس سے زائد کچھ نہیں تھا آخر میں نے جا کر ۳۰ آدمیوں کو دعوت دے دی اور انہیں بلا لایا۔ آپ ؐ نے ان سے فرمایا کھاؤ ان سب نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر جانے سے پہلے انہوں نے (اس معجزہ پر گواہی دی) آنحضرتﷺ اللہ کے رسول برحق ہیں۔ جب یہ لوگ چلے گئے تو آپ ؐ نے پھر مجھ سے حکم دیا کہ انصار میں سے ۶۰ معزز آدمیوں کو میری طرف سے دعوت دے کر بلالاؤ۔ میں ان کو بھی بلا لایا اور انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ جانے سے پہلے ان لوگوں نے بھی آنحضرت ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔

اس کے بعد آپ ؐ نے پھر مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور میری طرف سے ۹۰ انصاریوں کو کھانے پر بلالاؤ۔ پھر میں گیا اور ۹۰ آدمیوں کو بلا لایا انہوں نے بھی خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر آنحضرتﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ اس طرح میرے اس تھوڑے سے کھانے میں سے ۱۸۰ آدمیوں نے سیر ہو کر کھایا یہ سب انصاری صحابہ تھے۔ حلبیہ ج ۲ ص ۳۶۵

عمر فاروقؓ : دکیر بن سعیدؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم ۴۰۰ آدمی نبیﷺ کے پاس کھانا لینے کے لئے آئے آپ ؐ نے فرمایا اے عمرؓ جاؤ انہیں کھلاؤ بھی اور کچھ دو بھی۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہﷺ میرے پاس تو صرف چند سیر کھجوریں ہیں جو کہ میرے اہل وعیال کے کھانے کا کُل سامان ہے۔ ابوبکر صدیق کہنے لگے حکمِ نبی سنو اور اس پر عمل کرو، عمر فاروقؓ کہنے لگے نبیﷺ کا حکم سر آنکھوں پر۔

یہ کہہ کر عمر فاروقؓ وہاں سے چلے اور اپنے گھر آئے اپنی گردن سے چابی اُتاری اور دروازہ کھول کر قوم سے کہا اندر آجاؤ۔ تو وہ سب داخل ہو گئے میں سب سے آخر میں داخل ہوا۔ آپ ؓ نے فرمایا لو کھاؤ تو ہر آدمی نے اپنی حاجت کے مطابق کھایا۔ میں نے کھانے کی طرف دیکھا جب کہ میں سب سے آخر میں بیٹھا ہوا تھا مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ہم نے (دستر خوان) سے ایک کھجور بھی کم نہیں کی۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ : آپ ؓ سے مروی ہے کہ ہم رسالتماب علیہ افضل الصلوات کے ساتھ خندق کھودنے میں مصروف رہے۔ میرے پاس ایک چھوٹی سی بکری جو اچھی موٹی تازی تھی میں نے سوچا کتنا ہی اچھا ہو اگر ہم اس کو ذبح کر کے حضور اکرمﷺ کی دعوت کریں۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں تھوڑے بہت جو پڑے ہیں ان کو پیس کر روٹیاں تیار کرے چنانچہ اس نے روٹیاں تیار کیں اور میں نے بکری کو ذبح کیا اور نبیﷺ کے لیے بھنا۔ جب شام ہوی نبیﷺ نے گھر لوٹنے کا ارادہ فرمایا (اور ہمارا معمول یہی تھا دن کو خندق کھودتے اور شام ہوی تو گھروں کو لوٹتے) ۔ میں نے آنحضرتﷺ سے عرض کیا یارسول اللہﷺ میں نے آپ ؐ کے لیے ایک چھوٹی بکری کا سالن اور جو کی روٹی تیار کی ہے میں متمنی ہوں کہ آپ ؐ میرے پاس تشریف فرمائیں اور دل میں خیال یہی تھا کہ آپ ؐ اکیلے تشریف لائیں۔ بحرحال آپ ؐ نے

میری درخواست قبول کرلیا ور تشریف آوری کا دعدہ فرمایا پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ بلند آواز سے اعلان کرے کہ تمام لوگ حضرت جابرؓ کے گھر رسول اللہ کے ہمراہ چلیں۔ میں نے یہ اعلان سنا تو پریشان ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد رسول کریم ﷺ اور تمام صحابہ کرامؓ تشریف لائے اور آپ ﷺ بیٹھ گئے جو کچھ پکا تھا وہ حاضر خدمت اقدس کردیا۔ آپ ﷺ نے دُعا برکت فرمائی بسم اللہ پڑھی اور تناول فرمایا اور دوسرے حضرات گروہ در گروہ آتے گئے جب ایک جماعت فارغ ہوجاتی تو دوسری جماعت آجاتی تھی حتیٰ کے سب اہلِ خندق کھا کر اور سیر ہوکر وہاں سے لوٹے۔

رواہ بخاری و مسلم سیدالانبیاء ابن جوزی ص ۳۲۳

حضرت ابوہریرہؓ : آپؓ سے مروی ہے کہ میں بھوک کی شدت کی وجہ پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ قبل ازیں میں صحابہ کے راستے پر بیٹھا ہوا تھا جہاں سے ان کا گزر ہوتا حضرت ابوبکر صدیقؓ گزرے تو میں ان سے کتاب اللہ کی آیت کے متعلق دریافت کیا اور اس سوال کا مطلب صرف یہ تھا کہ مجھے وہ اپنے ساتھ لے جائیں اور کھانا کھلائیں مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ پھر حضرت عمرؓ گزرے ان سے بھی ایک سوال کیا اور مقصد وہی تھا کہ یہ مجھ مسکین کو کھانا کھلائیں، مگر انہوں نے بھی ایسا نہیں کیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ گزرے میرے چہرے کو دیکھ کر جو کچھ میرے دل میں تھا اس کو بھانپ لیا اور جان لیا۔ فرمایا اے ابوہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے کہا میرے پیچھے آؤ۔ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے چلنا شروع کردیا آپ ﷺ دولت کدہ (گھر) پر تشریف لائے تو میں نے داخل ہونے کی اجازت طلب کی آپ ﷺ نے اجازت دی۔ گھر میں آپ ﷺ کو دودھ کا پیالہ نظر آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اہلِ صفا کے پاس جاؤ میں نے آپ ﷺ کا حکم سنا تو غمگین سا ہوگیا کیونکہ میں یہ امید رکھتا تھا کہ مجھے اتنا دودھ مل جائیگا کہ بقایا شب و روز کفایت کر جائے گا (اور اس وقت میرے سامنے یہ صورت حال تھی) میں آپ ﷺ کا ایلچی تھا اور جب اصحابِ صفوہ آئے تو لامحالہ میں ہی ان کو پلانے والا ہوں گا تو (۷۰ وہ ہیں اور دودھ کا ایک پیالہ) میرے لیے کیا بچے گا۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا اصحابِ صفہ کے پاس گیا اور ان کو بارگاہ مصطفیٰ کی طرف بلایا وہ دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے اذن طلب کیا آپ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت دی وہ آپ ﷺ کے دولت کدہ میں اپنی اپنی جگہ سنبھل کر بیٹھ گئے۔ مختارِ کونین نے فرمایا اے ابوہریرہ پیالہ لو اور ان کو باری باری دیتے جاؤ اور پلاتے جاؤ میں ان کو ایک کے بعد ایک کو دینا شروع کیا جو بھی لیتا وہ اتنا پیتا کہ سیراب ہوجاتا اور پیالہ لوٹا دیتا میں دوسرے کے حوالہ کردیتا وہ بھی پی کر سیراب ہولیتا تب واپس کرتا حتیٰ کے آخری فرد تک سیراب ہوگئے۔ میں نے وہ پیالہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا (ابھی اس میں دودھ بچا ہوا تھا) آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اے ابوہریرہؓ تم بیٹھ جاؤ اور پیو۔ فرماتے ہی میں بیٹھ گیا اور پیالہ کو منہ لگا کر جتنا پی سکتا تھا اتنا پیا آپ ﷺ نے فرمایا اور پیو میں نے پھر پیا حتیٰ کہ آپ ﷺ اسی طرح فرماتے رہے اور پیو اور پیو اور میں پیتا رہا۔ یہاں تک کہ میں مجبور ہوگیا اور عرض کیا اس ذات اقدس کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اب میرے اندر کوئی گنجایئش نہیں رہی اور نہ دودھ کے اندر جانے کا کوئی راستہ ' تو آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تو پیالہ مجھے دو میں نے وہ پیالہ بارگاہ اقدس میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے بقایا کو پیا تب پیالہ خالی ہوا۔ ابن جوزی ص ۳۴۲

حضرت انسؓ : ثابت بنانی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے کہا دورِ رسالت میں آپ نے کوئی عجیب تر چیز دیکھی ہو تو بتلائیں کہنے لگے اے ثابت میں نے ۱۰ سال نبی ﷺ کی خدمت کیا ور میری کوتاہی پر آپؐ نے مجھے عار نہ دلائی۔ ثابت بنانی نے کہا ان ۱۰ سالوں میں جو عجیب تر چیز آپؓ نے دیکھی وہ کیا تھی؟ حضرت انسؓ نے کہا جب نبی ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحشؓ سے نکاح فرمایا تو میری والدہ نے مجھ سے کہا اے انسؓ نبی ﷺ نے نکاح فرمایا ہے اور میں نہیں جانتی کہ آپؐ کے گھر صبح کا ناشتہ ہو۔ تو گھی لاؤ اور کچھ کھجوریں لے آؤ پھر انہوں نے اس سے حیس بنایا (عرب لوگ ایک پکوان کرتے تھے گھی میں کھجوریں گوندھ کر ایک پنیر سا کیا جاتا اس کو حیس کہتے تھے) اور کہا اے انسؓ اسے نبی ﷺ اور آپؐ کی بیوی سیدہ زینبؓ کے پاس لے جاؤ میں پتھر سے بنے ہوئے ایک برتن میں یہ حیس لے کر نبی ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپؐ نے فرمایا اسے کمرے کے اس کونے میں رکھ دو اور جا کر ابوبکرؓ (صدیق) عمرؓ (فاروق) عثمانؓ (غنی) اور علی (مرتضیٰؓ) اور دیگر صحابہؓ کو بلا لاؤ اور اہل مسجد اور راستے میں ملنے والے تمام احباب کو بھی بلا لاؤ۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ کھانا اس قدر کم ہے اور جنہیں بلانے کا مجھے حکم دیا گیا ہے وہ کتنے زیادہ ہو مجھے آپؐ کے امر سے سرتابی کی مجال بھی نہ تھی۔ اس لیے میں لوگوں کو بلا لایا اور سارا مکان اور حجرہ بھر گیا پھر آپؐ نے فرمایا اے انسؓ کوئی اور بھی تمہیں نظر آتا ہے (جو نہ آیا ہو) میں نے کہا نہیں یا نبی اللہ۔ آپؐ نے فرمایا یہ کھانا ادھر لاؤ۔ میں نے وہ برتن لا کر آپؐ کے سامنے رکھ دیا آپؐ نے اپنی ۳ انگلیاں مبارک برتن میں ڈبو دیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے کھانا بڑھنے اور بلند ہونے لگا۔ صحابہ کھانا کھائے اور فارغ ہو کر جانے لگے تا آنکہ سب کھا کر چلے گئے اور برتن ابھی تک بھرا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اسے زینبؓ کے آگے رکھ دو تو میں ان کے آگے رکھ کر دروازہ بند کر کے چلا گیا جو کھجور کی ٹہنیوں سے بنا ہوا تھا۔ ثابت کہتے ہیں میں نے انسؓ سے کہا اے ابوحمزہ جنہوں نے اس برتن سے کھایا تھا آپؓ کے خیال میں ان کی تعداد کیا تھی؟ انہوں نے کہا میرا گمان ہے کہ ۷۱ یا ۷۲ ہو گی۔

حضرت عائشہؓ : ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں نبی ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو میرے گھر میں کسی جاندار چیز کے کھانے کے لیے کچھ نہ تھا البتہ ایک نرم کپڑے میں تھوڑے سے جو بندھے ہوئے تھے۔ میں اسی سے اپنے کھانے کا کام چلاتی رہی تا آنکہ ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ پھر ایک بار میں نے اسے ناپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔

سالم بن ابی الجعدؓ: سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کو کسی کام سے بھیجا، ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کو ہم توشہ بنائے۔ فرمایا مجھے ایک مشک لا دو، وہ دونوں آپؐ کے پاس مشک لائے تو آپؐ نے ہمیں اس کے بھرنے کا حکم دیا ہم نے اسے پانی سے بھر دیا۔ آپؐ نے اس میں ڈاٹ لگا دیا اور فرمایا تم دونوں جاؤ۔ یہاں تک کہ فلاں فلاں مقام تک پہنچو۔ اللہ تم دونوں کو رزق دے گا۔ وہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس مقام پر آئے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا۔ ان کی مشک کھل گئی بکری کا دودھ اور مکھن نکل آیا۔ دونوں نے کھایا اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر (پیٹ بھر کر) ہو گئے۔ ابن سعد ج ۱ ص ۲۴۰

شانِ اعجازی سے تھوڑے پانی کا زیادہ ہونا

انگلیوں مبارک سے معجزہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہمارے ساتھ پانی نہیں تھا۔ آپؐ نے فرمایا ایسا شخص تلاش کرو جس کے ساتھ پانی ہو۔ ہم نے تلاش کیا اور پانی لا کر آپؐ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپؐ نے اس پانی کو ایک برتن میں انڈیل کر اپنا ہاتھ مبارک اس میں رکھا۔ پانی پانچ چشموں کی صورت میں انگلیوں مبارک کے درمیان سے اُبلنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ آؤ بابرکت پانی پیو اور اللہ تعالیٰ کی برکت کی طرف آؤ اور اس سے استفادہ کرو۔ میں نے اس سے پیٹ بھر کر پیا اور لوگ بھی اچھی طرح سیراب ہوئے اور پانی کو حتی المقدور حاصل کر کے ذخیرہ کیا۔ رواہ البخاری ابن جوزی ۳۳۹

حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مقام زوراء پر تشریف فرماتے تھے آپؐ کی بارگاہ اقدس میں پانی کا برتن لایا گیا جس میں (پانی اتنا قلیل تھا کہ اس میں) آپؐ کی انگلیاں مبارک بھی نہیں ڈوبتی تھی۔ آپؐ نے ہاتھ مبارک اس میں رکھا اور فرمایا اے صحابہ آؤ اور وضو کرلو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کی مقدس انگلیوں کے درمیان سے اور اُن کے اطراف سے پانی کا فوارہ کی صورت میں اُبل رہا تھا حتیٰ کے ساری قوم نے وضو کرلیا۔ آپؓ سے عرض کیا گیا وضو کرنے والوں کی تعداد کتنی تھی تو آپ نے فرمایا ۳ صد (۳۰۰) رواہ البخاری ومسلم

زیاد بن حارثؓ : آپؓ سے منقول ہے کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپؐ کے دست اقدس پر بیعتِ اسلام کی۔ پھر میری قوم کا وفد حاضر ہوا جو خود مسلمان ہوا اور اپنی قوم کے مسلمان ہونے کی خوشخبری بھی لایا۔ پھر انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارا ایک کنواں ہے جب موسم سرما ہو تو اس کا پانی ہمیں کافی ہو رہتا ہے ہم اس پر جمع ہو جاتے ہیں اور جب گرمی کا موسم شروع ہوتا ہے تو اس کا پانی کم ہو جاتا ہے اور ہم اِدھر اُدھر پانی کی تلاش میں منتشر ہو جاتے ہیں اور ہماری جماعت بھی منتشر ہو جاتی ہے اور اسلام لانے کے بعد ہم متفرق ہو کر گزارا نہیں کر سکتے کیونکہ اطراف و اکناف کے تمام لوگ ہمارے دشمن ہیں۔ لہٰذا بارگاہ خداوندی میں دُعا کریں کہ اس کا پانی ہماری قوم کو کافی ہو جائے۔ آپؐ نے سات کنکریاں طلب فرمائیں اور ان کو دست اقدس مبارک پر الگ الگ کر کے رکھا اور ان پر دُعا فرمایا اور حکم دیا جب اس کنویں پر پہنچو تو (اللہ کا نام لے کر) یہ کنکریاں ایک ایک کر کے اس میں ڈالتے جانا چنانچہ انہوں نے حسب ارشاد عمل کیا تو اس کے بعد انہیں کبھی بھی کنویں کی تہ (پانی کی فراوانی) دیکھنے کا موقع نہ ملا۔

نمکین کنواں: ابن سکن ھمام بن نفیدا لسعدی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارے لیے ایک کنواں کھودا گیا ہے جس سے نمکین پانی نکلا ہے تو آپؐ نے پانی کا ایک برتن ہمارے حوالے کیا اور فرمایا کہ اس کو کنوئیں میں ڈال دو۔ پس میں نے وہ پانی کنویں میں ڈالا تو وہ میٹھا ہو گیا بلکہ یمن کے تمام کنوؤں سے زیادہ شیریں۔ حجہ ص ۶۹۶

زبیر بن بکارؓ: آپؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ غزوہ ذی قرد میں ایک پانی کے چشمے پر سے گزرے، اس کا نام بیسان تھا۔ آپؐ اس سے ہٹ کر چلے، تو آپؐ کو بتلایا گیا کہ اس کا نام بیسان ہے اور یہ نمکین ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں یہ نعمان ہے اور اس کا پانی شیریں وعمدہ ہے پس آپؐ نے اس کا نام بدل دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پانی کا ذائقہ تبدیل کر دیا۔ بعد میں حضرت طلحہؓ نے اسے خرید کر راہ خدا میں صدقہ کر دیا۔

حضرت انسؓ: حافظ ابونعیم، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے گھر میں ایک کنواں تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن ڈالا تو وہ مدینہ منورہ کا سب سے زیادہ شیریں کنواں بن گیا۔

وائل بن حجرؓ: فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک لوٹے میں کُلی فرمائی اور پھر اس لوٹے کو واپس اسی کنویں میں اُنڈیل دیا گیا، تو اس میں سے کستوری (زعفران) کی خوشبو مہک اُٹھی۔ امام احمد حجتہ ج ۱ ص ۴۰۷

ابوطالب: نبی اکرم ﷺ ایک دفعہ اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ بازار میں تھے یہ بازار ایام جاہلیت میں عرفہ سے ایک میل کے فاصلے ذی المجاز کے مقام پر لگتا تھا۔ اس دوران آپؐ کے چچا کو پیاس لگی تو انہوں نے آپؐ سے کہا بھتیجے مجھے پیاس لگی ہے تو آپؐ نے کچھ کلمات کہہ کر زمین پر ایڑی ماری۔ ابوطالب کا بیان ہے کہ اچانک پانی نکل آیا کہ اس جیسا پانی میری نظر میں نہیں آیا' آپؐ نے فرمایا پی لیجیے تو میں نے سیر ہو کر پی لیا آپؐ نے دوبارہ ایڑی ماری تو وہ پانی غائب ہو گیا اور وہ جگہ پہلے کی طرح ہو گئی۔ حجہ ج ا ص ۴۴۸

حضرت براء بن عازبؓ: آپؓ سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ والے کنویں پر پہنچے اس میں جتنا پانی تھا وہ چند اصحاب کے استعمال کے بعد ختم ہو گیا اور پانی پینے والوں کی تعداد ۱۴۰۰ تھی جب پانی کی قلت اور پیاس کی شدت کی آنحضرت ﷺ سے شکایت کی گئی تو آپؐ نے ایک ڈول پانی نکالنے کا حکم دیا پانی کی کُلی کر کے اس میں ڈال دیا اور دعاء برکت فرمائی (کنویں کا پانی اتنا زیادہ ہو گیا کہ) ہم خود سیراب ہوئے اور اپنے جانوروں کو سیراب کیا۔

مسعود بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے مروی ہے (اسی واقعہ کو مختلف راویوں نے تھوڑا مختلف بیان کیا وہ بھی ہم پیش کرتے ہیں) رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے موقعہ پر ۱۴۰۰ اصحابہؓ کے ہمراہ نکلے جب حدیبیہ میں پہنچ کر ایک قلیل پانی والے کنویں پر پڑاؤ ڈالا۔ جس سے صحابہ تھوڑا تھوڑا پانی حاصل کرتے تھے بس تھوڑی دیر میں وہ پانی ختم ہو گیا۔ صحابہ نے بارگاہ مصطفےٰ میں پیاس کی شکایت کی آپؐ نے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اس کو کنویں میں پھیک نے کا حکم دیا۔ جب حسب الارشاد اس تیر کو کنویں میں پھینکا گیا تو بخدا پانی کنویں کی تہ سے جوش و خروش کے ساتھ چشمہ کی مانند اُبلنے لگا اور جب تک آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ وہاں پڑاؤ ڈالے رکھا وہ کنواں پانی کے ساتھ فوارہ صفت جاری رہا۔ یہاں تک کہ ہم وہاں سے لوٹے۔ ابن جوزی ص ۳۳۵

پہاڑ و پتھر :

ابوسعید ساعدی بدریؓ : آپؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے عباس بن مطلبؓ کل آپؓ اور آپؓ کے بچے گھر میں رہیں۔ مجھے آپؓ سے ضروری کام ہے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے سب بچوں کو ایک کمرے میں جمع کر دیا۔ اتنے میں نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا السلام علیکم۔ تم نے کیسی صبح کی؟ سب نے کہا اچھی صبح کی ہے اور ہم اللہ کی حمد کہتے ہیں۔ یارسول اللہ آپؐ پر ہمارے ماں باپ قربان' آپؐ نے فرمایا قریب ہو جاؤ تو سب افراد ایک دوسرے سے مل کر بیٹھ گئے۔ کہتے ہیں جب سارے آپؐ کے نزدیک تر ہو گئے تو آپؐ نے ان پر اپنی چادر ڈال دی اور فرمایا ''اے اللہ یہ عباس میرا چچا ہے۔ اور یہ میرے اہلِ بیت ہیں انہیں آگ سے یوں چھپا دے (دور کر دے) جیسے انہیں میری چادر نے چھپا رکھا ہے۔ تو دروازے کی دہلیز اور کمرے کی دیواروں سے تین بار آواز آئی آمین آمین آمین۔ دلایل ص ۳۸۶

ابوذر غفاریؓ : آپؓ سے روایت ہے کہ میں گواہ ہوں میں نے ایک بار نبی ﷺ کے پاس حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں سنگریزے تھے۔ وہ آپؐ کے ہاتھ میں تسبیح کہنے لگے۔ حلقے میں ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ عثمان غنیؓ علی مرتضیٰؓ بھی تھے۔ اور تمام اہل مجلس ان کی تسبیح سن رہے تھے پھر نبی ﷺ نے وہ سنگریزے ابوبکر صدیقؓ کو دے دیے تو وہ ان کے ہاتھوں میں بھی محو تسبیح تھے جسے تمام اہل حلقہ سن رہے تھے پھر انہوں نے عمر فاروقؓ کو دے دیے تو وہ ان کے ہاتھ میں محو تسبیح ہی رہے۔ پھر انہوں نے عثمان غنیؓ کو تھما دیے تو وہاں بھی تسبیح گویاں تھے جسے تمام اہل مجلس سن رہے تھے پھر انہوں نے وہ ہمیں دے دیے مگر ہم میں سے کسی کے ہاتھ میں انہوں نے تسبیح نہیں کی۔

آپؓ ہی سے ایسی ہی روایت ہے آپؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں اُٹھائی وہ تسبیح کہنے لگی آپؐ نے زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر اُٹھایا وہ تسبیح کہنے لگی۔ دلایل نبوت ص ۳۸۶

جبل حراء کا وجد: حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب آپؐ نے کوہ حراء میں قدم رکھا وہ حرکت کرنے لگا اُس کو لرزہ طاری ہو گیا۔ آپؐ نے قدم مبارک سے اس کو ٹھوکر ماری اور فرمایا: اے حراء سکون و قرار میں آ اور اس اضطراب اور ہیجان کا مظاہرہ نہ کر تجھ پر نبی اکرم ﷺ کی ذات جلوہ فرما ہے اور صدیق اور شہید ہیں۔

جب کہ اس وقت آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ صدیق ' حضرت عمر فاروقؓ ' حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی مرتضیٰؓ ' حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ ' حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ' حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ تھے۔ اگر میں چاہوں تو نواں آدمی جو آپؐ کے ساتھ تھا اس کا نام بھی بیان کر دو۔ جب لوگوں نے اصرار کیا تو آپؓ نے فرمایا نواں آدمی وہ میں تھا (یعنی کہ سعید بن زیدؓ)۔

حضرت ابن عباسؓ : ابونعیم ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرموت کے روساء نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ انہوں نے کہا ہم نے آزمائش کے طور پر آپؐ سے ایک چیز چھپا رکھی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ ایسا تو

کاہنوں سے کیا جاتا ہے، اور کاہن اور کہانت دونوں آتش جہنم ہوں گے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا پھر ہمیں کیسے معلوم ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے ایک کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر فرمایا یہ گواہی دیں گی کہ میں اللہ کا رسول ہوں پس کنکریوں نے تسبیح پڑھی تو وہ پکار اُٹھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ حجتہ ج ۱ ص ۷۱۴

موسیٰ بن عقبہ اور عروہؓ: بیان کرتے ہیں کہ خیبر کا ایک حبشی غلام اپنے مالک کے ریوڑ (بکریوں کا مندہ) میں تھا اس نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اگر میں اسلام قبول کرلوں تو مجھے کیا صلہ ملے گا؟ آپ نے فرمایا جنت تو اس نے اسلام قبول کرلیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ ریوڑ میرے پاس امانت ہے۔ آپ نے فرمایا اس ریوڑ کو ہمارے لشکر سے نکال کرلے جا۔ پھر کنکری پھینک کر اس کے مالک کی طرف ہانک دے۔ اللہ تعالیٰ تیری اس امانت کو مالک تک پہنچادے گا اس نے یہ کام کیا تو ریوڑا اپنے مالک کے پاس پہنچ گیا چنانچہ یہودی کو پتہ چلا کہ اس کے غلام نے اسلام قبول کرلیا ہے، تو اس نے غلام کو قتل کردیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ نے اس کالے غلام کو عزت عطا فرمائی اور اسے بھلائی کی طرف لے گیا اس کے سینے میں سچا اسلام تھا میں نے اس کے سرہانے ۲ حوریں دیکھی ہیں۔ یہ روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے جسے بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے نقل کیا ہے۔ حجتہ ج ۱ ص ۷۳۳

پتھر کا موم بن جانا : نبی اکرم ﷺ کے لیے پتھر اور سخت چٹانیں نرم ہوگئی۔ مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں میں سے ایک سخت مضبوط گھاٹی جہاں نبی اکرم ﷺ نے نماز کے لیے نرم جگہ تلاش کی تھی۔ تو وہاں پتھر نرم ہوگیا اور اس پر آپ کے ہاتھوں اور کلائیوں کے نشان بن گئے۔

حضرت علیؓ : سیدنا حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہتا تھا ایک بار ہم مکہ کی کسی جانب پہاڑوں اور درختوں میں سے گزر رہے تھے تو جس پہاڑ اور پتھر درخت سے گزرتے اس سے آواز آتی السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ۔ اور میں اس آواز کو سنتا تھا نبی حضور ﷺ فرماتے ہیں ابتداء وحی کے بعد جب میں گھر آنے لگا تو میری یہ حالت تھی کہ راستے میں ملنے والا ہر پتھر ہر درخت یہی کہہ رہا تھا کہ السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ۔

حضرت جابر بن سمرہؓ : (امام مسلم، ابوداؤد طیالسی ترمذی اور بیہقی) جابر بن سمرہؓ سے نقل کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک مکہ مکرمہ میں ایک ایسا پتھر ہے جو میرے اعلان نبوت سے پہلے بھی مجھ کو سلام پڑھتا تھا میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ حجر اسود ہے۔ دوسرے کہتے ہیں نہیں یہ اور پتھر ہے جو مکہ شریف میں زقاق حجر یا زقاق مرفق کے نام سے مشہور ہے، اور لوگ جس سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہی پتھر ہے جو نبی اکرم ﷺ پر گزرتے وقت سلام پیش کرتا تھا۔ امام ابوحفص میانشی مکی کہتے ہیں کہ مکہ میں ہر ملنے والے نے مجھے بتایا کہ یہ وہی مشہور پتھر ہے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر کے بالمقابل دیوار میں لگا ہوا ہے اسی نے نبی اکرم ﷺ سے کلام کیا تھا۔ حجتہ ج ۱ ص ۷۰۶

رکن غربی : ابن النجاری از طریق احمد بن محمد جوہری امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رکن غربی کے پاس پہنچے تو رکن نے آپؐ سے کہا: یارسول اللہ ﷺ کیا میں بیت اللہ شریف کے بنیادوں میں سے نہیں ہوں۔ کیا وجہ ہے کہ مجھے نہ چوما جائے۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: اے رکن ٹھیر جا تجھ پر سلامتی ہو، اب تجھے ترک نہیں کیا جائے گا۔ حجتہ ج ۱ ص ۱۳۷

پتھر کا دشمن کے ہاتھ چپک جانا: معتمر بن سلیمان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مخزوم کا ایک آدمی ہاتھ میں پتھر اُٹھائے نبی اکرم ﷺ کو مارنے کے لیے آیا اس وقت آپؐ سجدہ کی حالت میں تھے۔ اس نے ہاتھ اٹھایا (العیاذ باللہ) کہ سجدے میں ہی آپؐ کا سر مبارک پتھر سے کچل دے۔ مگر اس کا ہاتھ پتھر سے چمٹ گیا۔ اور کوشش کے باؤجود جدا نہ کر سکا تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا انہوں نے کہا تم بزدل ہو کر لوٹ آئے ہو؟ کہنے لگا میں نے بزدلی نہیں دکھائی مگر یہ ہاتھ چمٹ گیا ہے اور کوشش کے باؤجود جدا نہیں ہوا۔ وہ بڑے حیران ہوے دیکھا تو واقع اس کی انگلیاں پتھر سے چمٹ گئی تھی۔ انہوں نے بڑی کوشش کے بعد انگلیاں چھڑوائیں اور کہنے لگے یہ بات تو واقع قابل غور ہے۔

ہاتھ گردن کے ساتھ چمٹ جانا: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ مسجد حرام میں بآواز بلند قرآن پڑھا کرتے اور قریش کے کچھ لوگ سن کر جلا کرتے تھے ایک دن وہ آپؐ کو پکڑنے کے لیے دوڑے۔ یک لخت ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ چمٹ گئے اور آنکھوں سے دکھائی دینا بند ہو گیا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے محمد (ﷺ) ہم آپؐ کو اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہماری یہ مصیبت ختم کروائیں۔ نبی اکرم ﷺ کا قریش کے قریباً ہر قبیلہ سے کچھ رشتہ تھا۔ آپؐ نے دُعا کی تو ان کی یہ مشکل حل ہو گئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی۔

ترجمہ : مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی۔ بے شک آپؐ رسولوں میں سے ہیں سیدھے راستے پر۔ دلائل ص ۱۷۴

جانوروں کا کلام آپ ﷺ کو سجدہ

ام المومنین سیدہ عائشہؓ : آپؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ مہاجرین اور انصار کی ایک محفل میں تشریف فرماتے تھے۔ اتنے میں ایک اُونٹ آیا اور آپؐ کے آگے سربسجود ہو گیا۔

آپؓ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعض گھر والوں نے کچھ جانور رکھے ہوے تھے۔ جب نبی ﷺ باہر نکلتے تو وہ آپؐ کو دیکھ کر خوشی سے اچھلنے کودنے لگتے۔ اور جونہی انہیں آپؐ کی آمد کا احساس ہوتا (کہ آپؐ تشریف لا رہے ہیں) تو وہ گھٹنوں کے بل کھڑے

ہونے لگتے۔ دلایل ص ۳۴۲

زید بن ارقمؓ : آپؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی کسی گلی میں جارہا تھا ہم ایک اعرابی کے خیمہ پر سے گزرے وہاں خیمہ میں ایک ہرنی بندھی ہوی تھی۔ وہ کہنے لگی یارسول اللہ ﷺ اس اعرابی نے کچھ دیر پہلے مجھے شکار کیا جنگل میں میرے ۲ بچے ہیں۔ میرے تھنوں میں دودھ اکٹھا ہو چکا ہے۔ اب یہ نہ مجھے ذبح کرتا ہے اور نہ ہی چھوڑتا ہے کہ میں اپنے بچوں کے پاس چلی جاؤں؟ نبی ﷺ نے فرمایا اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو تو واپس آجائے گی؟ کہنے لگی ہاں۔ ورنہ مجھے اللہ سخت عذاب دے گا۔ تو نبی ﷺ نے اسے چھوڑ دیا وہ تھوڑی دیر کے بعد واپس آگئی آپؐ نے اسے حسب سابق خیمے میں باندھ دیا اتنے میں وہ اعرابی ہاتھ میں مشکیزہ لیے پہنچا نبی ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے بیچو گے؟ وہ عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ یہ آپؐ کے لیے ہدیہ ہے تو نبی ﷺ نے اس ہرنی کو آزاد کر دیا۔

زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں بخدا میں نے اسے دیکھا کہ وہ زمین پر چلتی جارہی تھی کہہ رہی تھی۔

اشھدان لا الہٰ الا اللہ واشھد انّ محمدا رسول اللہ ﷺ

انس بن مالکؓ : آپؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک انصار کا گھرانہ تھا جو اپنے اونٹ پر پانی لایا کرتے اور باغ کو سیراب کیا کرتے تھے۔ ایک بار اونٹ سرکش ہو گیا اور اپنی پشت کو کسی کام آنے روک لیا۔ انصار نبی ﷺ کے پاس آئے سارا حال بیان کیا اور کہنے لگے اب اونٹ ہمارے لیے بیکار ہو گیا جبکہ کھجوریں اور کھیتی سوکھتی جارہی ہے۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا اٹھو وہاں چلیں۔ صحابہ آپؐ کے ساتھ چل پڑے آپؐ باغ پر تشریف لائے اُونٹ باغ کے ایک کونے میں موجود تھا۔ آپؐ اس کی طرف بڑھے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ کتے کی طرح خوفناک ہو چکا ہے ہمیں ڈر ہے یہ کہیں آپؐ پر حملہ نہ کر دے آپؐ نے فرمایا مجھے اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں۔ چنانچہ وہ اونٹ چلتا ہوا آیا اور آپؐ کے آگے سجدہ ریز ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا یہ بے عقل جانور ہے اور ہم صاحب عقل ہیں ہم آپؐ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کسی انسان کو جایئز نہیں کہ وہ دوسرے انسان کو سجدہ کرے۔ اگر ایسا کرنا جائیز ہوتا تو میں عورت کو شوہر کے آگے سجدہ ریز کے لیے کہتا۔ کیونکہ اس پر شوہر کا بہت بڑا حق ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ : عمرؓ سے مروی ہے، کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی محفل میں تشریف فرما رہے تھے، کہ بنی سلیم کا ایک بدو ضب (گو) کا شکار کر کے آیا۔ اس نے کہا لات و عزی کی قسم میں آپؐ پر ایمان نہیں لاونگا جب تک یہ ضب آپؐ پر ایمان نہیں لاتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ضب تو اس ضب نے صاف عربی زبان میں جسے تمام حاضرین سمجھ رہے تھے، جواب دیا لبیک وسعدیک یارسول رب العلمین آپؐ نے پوچھا تو کس کی عبادت کرتی ہے، تو اس نے کہا ”میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان ہے جس کی حکومت زمین میں ہے جس کا راستہ سمندر میں ہے جس کی رحمت جنت میں ہے، اور جس کا عذاب جہنم میں ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا بھلا یہ تو بتا کہ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا کہ آپؐ رب العلمین کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں جس نے آپؐ کی

تصدیق کی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے تکذیب کی وہ گھاٹے میں رہا۔ پس یہ سن کر وہ بدوایمان لے آیا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں یہ حدیث دیگر طریق سے حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔ ابن عسا کر نے ایسی ہی روایت حضرت علی مرتضےٰؓ سے کی ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ : آپؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے، تو وہ دور نکل جاتے ایک دن آپؐ تشریف لے گئے اور موزے اتار کر ایک درخت کے نیچے بیٹھے، پھر جب آپؐ نے ایک موزہ پہنا تو دوسرا موزا ایک پرندہ لے اڑا جس نے فضا میں جا کر اس کو الٹا تو اس میں کینچلی اترا ہوا کالا سانپ برآمد ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا: یہ ہے وہ عزت و کرامت جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ حجتہ ص ۴۳۹

عبداللہ بن جعفرؓ : سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ایک دن انصار کے ایک چار دیواری باغ میں داخل ہوے۔ ناگاہ ایک اونٹ کھڑا نظر آیا جس نے حبیب خدا ﷺ کو دیکھا تو محبت و عقیدت سے بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ سرور عالم ﷺ نے اس کی پیٹھ اور گُردن پر ہاتھ پھیرا تو اس کو سکون وقرار آ گیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے، انصار میں سے ایک جوان حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ اونٹ میرا ہے آپؐ نے فرمایا کیا تو اللہ تعالیٰ سے ان جانوروں کے معاملہ میں نہیں ڈرتا جس نے تجھے ان کا مالک بنا دیا ہے۔ تیرے اس اونٹ نے میرے پاس تیری شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور اس سے کام زیادہ لیتا ہے اور تھکا دیتا ہے

اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت لیلی بن مرہؓ : اسی واقعہ کو اضافہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حضو ﷺ نے انصاری مالک اونٹ سے فرمایا تیرے اس اونٹ کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے عرض کیا بخدا مجھے تو معلوم نہیں ہے کہ اس کا معاملہ کیا ہے۔ ہم نے اس سے کام لیا حتیٰ کہ اب وہ کنویں سے پانی کھینچنے کے قابل نہیں رہا تھا گذشتہ رات ہم نے صلاح ومشورہ کیا کہ اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا اس اونٹ نے میری پناہ لی ہے اس کو ذبح نہ کرو بلکہ مجھے بیچ دو یا ہبہ کر دو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپؐ کا مال ہے۔ آپؐ نے اس پر صدقہ کا اموال والی نشانی لگائی اور پھر اسے اس طرف رکھنے بھیج دیا۔ ابن جوزی ص ۳۴۸

حضرت جابرؓ اسی روایت میں اضافی بیان یوں کرتے ہیں کہ ہم خرہ کے نشیب میں پہنچے تو سامنے سے ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا۔ حضو ﷺ نے ہم سے دریافت کیا کہ تم جانتے ہو کہ اس اونٹ نے کیا کہا؟ یہ اونٹ مجھ سے اپنے مالک کے خلاف امداد کا طلبگار رہے یہ کہتا ہے کہ اس کا مالک اس سے کئی سال کھیتی باڑی کا کام لیتا رہا اب اسے ذبح کرنا چاہتا ہے جابرؓ تم اس کے مالک کے پاس جاؤ اور اسے لے آؤ میں نے عرض کیا میں اس کے مالک کو جانتا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ اونٹ تمہیں اس کے پاس لے جائے گا جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ اونٹ میرے آگے آگے چلا حتیٰ کہ اپنے مالک کے سامنے مجھے لے جا کر کھڑا کر دیا۔ پس میں اس کے مالک کو لے آیا۔ (بزار، طبرانی) حجتہ ج ا ص ۷۲

انس بن مالکؓ : آپؓ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے ہمراہ ابوبکرؓ عمرؓ انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے اور

کچھ انصار بھی ساتھ تھے۔ باغ میں بکریوں کا ریوڑ تھا جیسے ہی بکریوں کی نظر آپؐ پر پڑھی سجدہ کیا۔

ابوسعید خدرؓ ی: گوشت کا بات کرنا : سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت بھنی ہوی بکری نبی اکرم ﷺ کے پاس ہدیہ لائی صحابہ نے اسے کھانا چاہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاتھ روک لو! اس بکری کا ٹکڑا مجھے بتا رہا ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اس یہودی عورت کو آپؐ کے پاس لایا گیا آیا تم نے اس کھانے میں زہر ملایا تھا؟ کہنے لگی ہاں! میرا خیال تھا کہ اگر آپؐ جھوٹے (نعوذ و باللہ) ہیں تو میں لوگوں کو نجات دلا دوں گی اور اگر سچے ہیں تو اللہ آپؐ کو ضرور خبر دار کر دے گا۔

ابن عباسؓ اسی واقعہ کو بیان کرتے ہوے اتنا اضافہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بکری کو قوت گویائی دی (بات کرنے کی طاقت) اور وہ چاروں قدموں پر کھڑے ہو کر کہنے لگی اے نبی کریم ﷺ مجھے نہ کھائیں میں زہر آلود ہوں۔ دلائل ص ۱۷۳

ابن منظور: سے مروی ہے، جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو سیاہ رنگ کا ایک گدھا آپؐ کے ہاتھ آیا۔ آپؐ نے اس سے کلام فرمایا: اور اس گدھے نے بھی جواباً کلام کیا۔ آپؐ نے پوچھا تم کون ہو اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے جد کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا فرمائے جن پر سوائے انبیائے کرام کے کسی نے سواری نہیں کی۔ میں اُمید رکھتا ہوں کے آپؐ مجھ پر سواری فرمائینگے اب ہماری نسل میں سوائے میرے اور کوئی نہیں ہے نہ آپؐ کے سوا نبیوں میں کوئی باقی رہا ہے آپؐ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت تھا اور میں جان بوجھ کر گرا دیا کرتا تھا۔ وہ مجھے بھوکا رکھتا اور میری پیٹھ پر مارتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اب تیرا نام یعفور ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کسی کو بلانے کے لیے بھیجتے تو وہ اس شخص کے دروازے پر اپنا سر ٹکراتا جب صاحب خانہ باہر نکلتا، تو وہ گدھا اسے اشارہ سے بتاتا کہ رسول اللہ ﷺ خدمت میں حاضر ہو، جب نبی اکرمؐ کا پردہ فرمائے وہ گدھا ابی ہیثم بن تیہان کے کنویں پر آیا اور اسی غم میں اپنے آپ کو کنوئیں میں گرا دیا۔

ابونعیم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کچھ اختلاف سے یہی روایت نقل کی ہے۔، ابن حبان وغیرہ محدثین نے اس کی روایت کی ہے کہ متعدد اسناد سے مروی ہے۔ بعض محدثین نے اسے منکر کہا ہے، ابن کسیر نے حدیث کو غریب کہا ہے۔ اسی واقعہ کو شیخ محدث نے مدارج میں امام سہیل کی کتاب التعریف والاعلام کے حوالے سے یہ سارا واقعہ لکھا ہے۔

نومولود بچہ اور رسالت: معرض یمامیؓ کہتے ہیں کہ میں نے حجتہ الوداع کے سال نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج ادا کیا، میں ایک گھر کے اندر داخل ہوا، تو وہاں رسول اللہ ﷺ کا دیدار ہوا۔ آپؐ کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا، میں نے وہاں یہ حیران کن واقعہ دیکھا کہ یمامہ کا ایک شخص اپنے نومولود بچے کو لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنے بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔ حضور ﷺ نے اس نومولود بچے سے پوچھا ’’اے بچے میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو نے سچ کہا اللہ تجھے

برکت عطا فرمائے۔ پھر اس بچے نے جوان ہونے تک بات نہ کی۔ ہم اسے مبارک الیمامہ کہتے تھے۔ (بیہقی، دارقطنی، حاکم، خطیب بغدادی)

قوت گویائی: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایسا شخص لایا گیا جس نے جوانی تک بات نہیں کی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا ''میں کون ہوں'' تو اس نے کہا آپؐ اللہ کے رسول ہیں پس اللہ تعالیٰ نے اسے نبی اکرم ﷺ کے لیے معجزانہ طور پر قوت گویائی عطا فرمائی (حافظ سیوطی خصایص)

مردوں کا زندہ کیا جانا: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا: میں تو آپؐ پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک آپؐ میری بیٹی کو زندہ نہیں کر دیتے۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاؤ تو اس نے آپؐ کو اپنی بیٹی کی قبر دکھائی۔ پس آپؐ نے فرمایا: اے فلانہ اس نے جواب دیا لبیک وسعدیک آپؐ نے سوال فرمایا: کیا تو دنیا میں لوٹ کر آنا پسند کرتی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے ماں باپ سے زیادہ بہتر پایا، اور آخرت کو دنیا سے اچھا دیکھا۔ (بیہقی دلائل)

اسی روایت کو قاضی عیاضؒ شفا شریف میں حضرت حسن بصریؒ سے اسی واقعہ کو کچھ اضافی الفاظ میں بیان کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے نام لے کر اُسے پکارا اے فلانہ اللہ کے اذن سے زندہ ہو جا تو وہ لبیک وسعدیک کہتی ہوی قبر سے نکل آئی۔ آپؐ نے اس لڑکی سے کہا۔ تیرے ماں باپ اسلام قبول کر چکے ہیں اگر تو چاہے، تو تجھے ان کی طرف لوٹا دوں اس نے جواب دیا، مجھے ان کی ضرورت نہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو ان سے بہتر پایا۔ حجتہ ج ۱ ص ۶۷۵

انس بن مالکؓ: آپؓ سے روایت ہے کہ ہم صفہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے، کہ ایک نابینا بوڑھی عورت آئی اس کے ہمراہ اس کا ایک بیٹا بھی تھا جو بالغ تھا، زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ اسے مدینہ شریف کی وباء نے اپنی گرفت میں لے لیا وہ کچھ دن بیمار رہا، پھر فوت ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کیں اور ہمیں اس کے کفن دفن کا حکم دیا، پھر جب ہم اس کو غسل دینے لگے، تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: انس اس کی ماں کے پاس جاؤ اور اسے خبر کرو۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں نے جا کر اسے اطلاع کی تو وہ آ کر اپنے بیٹے کے قدموں کے پاس بیٹھ گئی اور دونوں پاؤں پکڑ لیے، پھر کہنے لگی میرا بیٹا فوت ہو گیا؟ ہم نے کہا ہاں تو اس نے کہا: '' اے اللہ تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے بخوشی اسلام قبول کیا، بتوں سے کنارہ کشی کی اور تیری طرف رغبت کے ساتھ نکلی۔ اے اللہ تو بتوں کے پجاریوں کو مجھ پر ہنسی کا موقع نہ دے اور اس مصیبت کے گراں بوجھ کو میرے اوپر نہ ڈال جس کے اٹھانے کی مجھ میں سکت نہیں''

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم ابھی اس کے یہ کلمات پورے نہ ہوے تھے کہ اس لڑکے نے اپنے قدموں کو حرکت دی اور منہ پر سے کپڑا اتار دیا، پھر ہمارے ساتھ کھانا کھایا اور نبی اکرم ﷺ کے پردہ فرمانے تک زندہ رہا جب کہ اس کی والدہ فوت ہو گئی تھی۔

ابن عدی، ابن ابی دنیا، بیہقی اور ابونعیم کی روایت حضرت انسؓ سے حجتہ ج ۱ ص ۶۷۶

جنوں کا ایمان : محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ بنو ثقیف کو اسلام کی دعوت دے کر طائف سے مکہ مکرمہ واپس آ رہے تھے آپؐ مقام نخلہ (ایک وادی ہے جہاں طائف کے بلند پہاڑ ختم ہوتے ہیں مکہ کی طرف جانے والا ہموار میدان شروع ہوتا ہے وہیں کہیں یہ وادی واقع ہے) پر پہنچ کر آدھی رات کے وقت نماز پڑھنے لگے اتنے میں جنوں کے وفد کا ادھر گزر ہوا جن کا تذکرہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہے (سورہ احقاف) جہاں تک میں نے سنا ہے وہ سات جن تھے جن کا نصیبین (نصیبین ملک شام کا شہر ہے جہاں قبیلہ بنو ربیعہ آباد تھا) سے تعلق تھا۔ یہ ان کے نام تھے۔حسا۔مسا۔شاصرہ۔ناصرہ۔ابن الارب۔ابین۔اخضم۔

یہ جن آپؐ کا قرآن سنتے رہے۔ جب آپؐ نماز ختم کر چکے تو یہ جن صاحب قرآن کی زبان مبارک سے قرآن کی آیات سن کر ان کے دل پگھل گئے اور وہ ایمان لے آئے اور اطاعت پذیر ہو گئے تھے۔ یہ اپنی قوم کی طرف دعوت حق دینے اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرانے واپس چلے گئے

حضرت کعب بن احبارؓ روایت کرتے ہیں کہ قوم کو دعوت دینے کے (چند ماہ) بعد تو پھر ۳۰۰ جنوں کا عظیم وفد وہاں سے نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کے لیے آیا ان میں سے احقب نامی جن نے نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور کہا کہ ہماری قوم مقام حجون پر آئی ہوئی ہے اور مشتاق زیارت ہے۔ تو آپؐ نے اس سے حجون پر ملاقات کا وعدہ کیا ۔(بعض روایت میں ۷۰۰ جنوں کا وفد ربیع الاول ۱۱ھ)

عمران بن ابی انسؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جنوں سے ملاقات کو جاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ ایسا شخص نہ جائے جس کے دل میں کسی بھی دوسرے شخص کے لیے رائی برابر کھوٹ ہو۔ عبداللہ بن مسعودؓ یہ سن کر فوری اُٹھے اور کھجوروں کے شربت والا برتن اٹھا کر آپؐ کے ساتھ ہو گئے حجون پہنچ کر نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن مسعودؓ کے گرد دائیرہ کھینچ دیا اور فرمایا میرے آنے تک اس کے اندر کھڑے رہنا اور کچھ خوف نہ رکھنا یہ کہہ کر آپؐ تشریف لے گئے۔ راوی کہتا ہے کہ ابن مسعودؓ نے کہا میں دیکھ رہا تھا کہ جنوں کے بڑے بڑے قبیلے گروہ در گروہ آ رہے تھے اور نبی اکرم ﷺ مجھ سے غائب ہو گئے اور وقت سحر واپس آئے میں تا ہنوز کھڑا تھا بیٹھا نہیں تھا۔ حضورؐ نے عبداللہؓ سے پوچھا تم ساری رات کھڑے رہے؟ انہوں نے کہا آپؐ نے مجھے فرمایا تھا کے میرے واپس آنے تک کھڑے رہو۔ تو میں آپؐ کی واپسی تک کیسے بیٹھ سکتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تم نے کچھ دیکھا؟ انہوں نے کہا میں نے کچھ سیاہ وجود اور کچھ رسیاں سی دیکھی ہیں اور سخت شور سنتا رہا ہوں آپؐ نے فرمایا یہ نصیبین کے جن تھے میرے پاس اپنا ایک جھگڑا لائے تھے جو ان میں چل رہا تھا۔ صبح طلوع ہونے پر آپؐ نے عبد اللہؓ سے فرمایا تمہارے پاس وضو کے لیے کچھ ہے؟ انہوں نے عرض کیا میرے پاس شربت خرما کا ایک برتن ہے۔ آپؐ نے فرمایا خرما کا پھل ہے اور پانی پاک صاف پھر فرمایا مجھے وضو کرواؤ تو میں نے وضو کروایا۔ اتنے میں ان میں سے دو جن آ گئے آپؐ نے انہیں فرمایا میںؐ نے تمہارا جھگڑا اُٹھا نہیں دیا؟ کہنے لگے کیوں نہیں؟ مگر ہم نے چاہا کے ہم میں سے کچھ ایسے نمازی ہونے چاہیں جنہوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہو؟ چنانچہ آپؐ نے نماز پڑھائی اور انہوں نے ساتھ پڑھی۔ آپؐ نے نماز فجر میں سورہ ملک اور سورہ جن کی تلاوت فرمائی۔ (واقدیؒ نے مختلف راویوں سے اس واقعہ کو پیش کیا ہے جس کو ابو نعیمؒ نے دلائل نبوت میں مرتب کیا ص ۳۲۷

نبوت سے ۴۰۰ سال پہلے: ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے کچھ ساتھی حج کے لیے روانہ ہوے۔ایک جگہ شاہراہ پر پڑا ہوا سانپ ملا جو گول مول پڑا تھا، ویسے سانپ میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے اور اس سے کستوری کی سی مہک اٹھ رہی تھی۔

میں نے کہا میں تو اس سانپ کی حقیقت سمجھے بغیر آگے نہیں بڑھونگا۔میں کچھ دیر وہاں رکا تھا کہ وہ سانپ مر گیا۔میں نے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر اسے راستے سے ہٹا دیا اور ایک جگہ دفن کر دیا۔اور دن ڈھلنے سے پہلے اپنے قافلہ سے جا ملا۔اہلِ قافلہ ایک جگہ بیٹھے ہوے تھے اتنے میں مغرب کی طرف سے ۴ عورتیں آ گیئں۔ان میں سے ایک نے کہا تم میں سے عمر (سانپ) کو کس نے دفن کیا ہے؟ ہم نے پوچھا کون عمر؟ وہ کہنے لگی تم میں سے سانپ کو کس نے دفن کیا ہے؟ میں نے کہا ''میں نے'' تو اس عورت نے کہا خدا کی قسم تم نے ایک روزہ دار اور شب زندہ دار (رات تمام جگنے والا) ہستی کو سپرد خاک کیا ہے جو اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق حکم کرتا تھا۔تمہارے نبی اکرم ﷺ پر اس وقت ایمان لایا تھا۔جب اس نے آپؐ کی بعثت سے ۴۰۰ سال قبل آسمانوں میں انؐ کی تعریف سنی تھی۔(یہ ان جنوں میں سے تھا جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے قرآن سنا تھا) تو اس شخص نے بتلایا کہ ہم اللہ کی حمد کہی اور سب نے حج ادا کیا پھر میں نے حضرت عمر فاروقؓ کے پاس مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اور سانپ کے بارے میں جو دیکھا عرض کیا۔وہ کہنے لگے تم سچ کہتے ہو میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپؐ فرماتے تھے وہ جن میری بعثت سے ۴۰۰ سال قبل مجھ پر ایمان لایا تھا

دوسری روایت میں ہے کہ معاذ بن عبداللہ بن معمرؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی آ گیا اور اس نے یہ واقعہ سنایا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو تم نے عجیب منظر دیکھا ہے اور اگر جھوٹے ہو تو کذب بیانی کا گناہ پاؤ گے۔ دلائل النبوۃ امام ابو نعیم احمد بن عبداللہؒ ص۔ ۳۲۴

ابی بن کعبؓ: آپؓ سے روایت ہے کچھ لوگ حج کرنے کو مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوے مگر راہ میں بھٹک گئے اور پیاس کی وجہ سے موت کے قریب پہنچ گئے جب انہیں موت سامنے نظر آنے لگی تو انہوں نے کفن پہن لیے اور مر جانے کی نیت سے لیٹ گئے۔تو اچانک ان کے سامنے درختوں میں سے ایک جن نمودار ہوا۔اور کہنے لگا میں ان جنوں میں سے ہوں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے قرآن سنا ہے میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوے سنا تھا مومن دوسرے مومن کا بھائی ہوتا ہے اور اس کا نگہدار اور رہنما ہوتا ہے اسے دھوکہ نہیں دیتا۔یہ تمہارے قریب ہی پانی کا چشمہ ہے اور یہ تمہارا راستہ ہے اس جن نے انہیں پانی کا مقام بھی بتلایا اور سیدھے راستے پر بھی ڈال دیا۔ دلائل۔ص ۳۲۵

ابو ہریرہؓ: آپؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک بہت بڑا خطرناک خبیث جن آج رات مجھ پر حملہ آور ہوا تا کہ میری نماز میں خلل انداز ہو تو اللہ تعالٰی نے مجھے اس پر اختیار دیا اور میں نے اسے دبوچ لیا اور چاہا کہ اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں تا کہ صبح تم سب اسے دیکھ سکو مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ سلام کی یہ دعا یاد آ گئی ۔اے پروردگار مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو نہ ملے (سورہ ص آیت ۳۵) تو اس دعا کو ذہن میں لا کر میں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ نا کام لوٹ گیا۔دلایل ص ۳۲۹

حضرت جابر ؓ : آپ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ ذات الرقاع میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوے۔ جب ہم مقام حرہ واقم پر تھے تو ایک بدوی عورت اپنے آسیب زدہ بچے کو لے کر حاضر خدمت ہوی۔ آپ ﷺ نے اس لڑکے کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور ۳ مرتبہ فرمایا اے دشمن خدا نکل جا میں اللہ کا رسول ہوں۔

ابن عباس ؓ سے اسی طرح کی روایت ہے جس میں یہ اضافہ کے ساتھ۔ یارسول اللہ ﷺ اس بچے پر آسیب کا اثر ہے وہ صبح شام اسے جھپٹ لیتی ہے اور ہمارے لیے پریشانی پیدا کر دیتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ سن کر اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی جس کی وجہ سے اس بچے کو قے آئی تو اس کے پیٹ سے سیاہ مانند ایک چیز نکلی اور وہ شفایاب ہو گیا۔

امام احمد، دارمی، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباس ؓ حجتہ ج ۱ ص ۶۸۷

عثمان بن ابی العاص ؓ: آپ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے قرآن یاد نہ رہنے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان ہے ۔تم میرے قریب آؤ اے عثمان۔ پھر آپ ﷺ نے میرے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور میرے سینے پر دستِ مبارک رکھ دیا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے شیطان عثمان کے سینے سے نکل جا کہتے ہیں پھر میں جو چیز بھی سنتا مجھے یاد رہتی۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ : آپ ؓ ہی سے مروی ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام ؓ سے کہا: تم لوگ کہتے ہو کہ ابوہریرہ نبی اکرم ﷺ سے زیادہ روایتیں بیان کرتا ہے۔ خدا کی قسم! اصل حقیقت یہ ہے کہ میرے مہاجر بھائی کاروبار میں مشغول رہتے تھے انصاری بھائی مال مویشی کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے جبکہ میں ایک نادار شخص تھا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چپکا ہوا رہتا تھا۔ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنی چادر پھیلا کر رکھے گا تا آنکہ میں اپنی گفتگو پوری کرلوں پھر وہ اسے اکٹھا کر کے اپنے سینہ سے لگائے تو اسے کبھی میری بات نہیں بھولے گی۔ پس میں نے اپنی چادر، جس کے علاوہ میرے جسم پر اور کوئی کپڑا نہ تھا، پھیلا دی یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنی گفتگو پوری فرمالی، پھر میں نے اس چادر کو اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگا لیا، اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اس کے بعد آج تک مجھے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہوے ارشاد نہیں بھولے۔ (بخاری مسلم) حجتہ ج ۲ ص ۳۳۲

گستاخوں کا انجام: عتیبہ بن ابولہب کو شیر نے پھاڑ ڈالا: عروہ بن زبیر ھبار بن اسود سے روایت کرتے ہیں ابو لہب اور اس کا بیٹا عتیبہ ملک شام کے سفر پر چلے میں بھی ان کے ساتھ تیار ہوا۔ عتیبہ نے کہا بخدا میں اس کے پاس (نبی ﷺ کے پاس) جاتا ہوں اور اس کے رب کے بارے میں دل آزاری کرتا ہوں۔ تو وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا اے محمد (ﷺ) میں وہ ہوں جو اس خدا کا منکر ہے اور اس کا انکار کرتا ہوں جو قریب ہوا پھر اور قریب ہوا پھر اتنا فاصلہ رہ گیا جو دو کمانوں میں ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے آپ ﷺ کے آگے تھوک دیا اور آپ ﷺ کی بیٹی (سیدہ رقیہ ؓ کا نکاح اس کے ساتھ ہوا تھا مگر رخصتی ابھی نہیں ہوی تھی) آپ ﷺ کے گھر بھیج دی۔ نبی اکرم ﷺ

نے فرمایا اے اللہ اس پر اپنے درندوں میں سے کوئی درندہ مسلط کر دے۔عتیبہ وہاں سے اٹھا ابولہب کے پاس پہنچا اور ساری گفتگو سنا دی۔ابو لہب نے کہا بیٹا، خدا کی قسم اب میں تمہارے متعلق دعاء محمد (ﷺ) کی اثر پذیری سے بے خوف نہیں رہ سکتا۔

راوی کہتا ہے پھر ہم سفر پر روانہ ہوئے اور مقام شرات پر جا کر پڑاؤ کیا۔ہم ایک راہب کے عبادت خانہ کے قریب اُترے تھے۔اس راہب نے کہا اے عرب کے مسافروں یہاں تم کیوں اترے یہ تو شیروں کی چراہ گاہ ہے۔ابولہب نے ہم سے کہا تم میرا حق تو پہچانتے ہو ہم نے کہا ابولہب کیوں نہیں؟ اس نے کہا بے شک محمد (ﷺ) نے میرے بیٹے پر دعا کی ہوی ہے۔اب خدا کی قسم میں اس کے متعلق بہت پر خطر ہوں۔تم اس عبادت خانے میں اپنا سامان رکھو پھر میرے بیٹے عتیبہ کا بستر بچھاؤ پھر اس کے آس پاس اپنے بستر بچھادو ہم نے ایسا ہی کیا۔ہم نے اپنا سامان جمع کیا تو وہ ایک اونچا سا چبوترہ بن گیا اس پر ہم نے اس کا بستر بچھایا اور آس پاس (زمین پر) اپنے بچھونے بچھا دیے۔چنانچہ ہم اور ابو لہب اس کے گرد نیچے سوئے تھے اور وہ سامان کے اوپر سو رہا تھا۔

رات ایک شیر آ گیا اور ہمارے چہرے سونگھنے لگا۔مگر اسے اپنا مطلوب نہ ملا۔وہ کچھ دیر کھڑا رہا پھر اس نے چھلانگ لگائی اور وہ سامان کے اوپر چڑھا ہوا تھا۔اب وہ عتیبہ کا منہ سونگھا پھر اس کے سر پر اتنے زور سے اپنے پنجے مارے کے کھوپڑی پھٹ گئی۔اس کے منہ سے صرف اتنے لفظ نکلے میری تلوار اور درندے! اس کے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکا۔ہم کود کر اُٹھے مگر شیر جا چکا تھا۔اور عتیبہ کا سر پھٹا پڑا تھا۔ابولہب نے کہا میں جانتا ہوں۔خدا کی قسم یہ دعاء محمد (ﷺ) کے اثر سے کبھی بچ نہ سکتا تھا۔ دلائل ص ۴۰۲

منہ ٹیڑھا ہونا : عبدالرحمان بن ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ حکم بن ابی العاص حضور ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ جاتا جب آپؐ گفتگو فرماتے تو وہ منہ بسور کر ٹیڑھا کرتا ایک دن آپؐ نے اس سے فرمایا ''ایسا ہی ہو جا'' تو اس کا منہ فی الواقع ٹیڑھا ہو گیا اور مرتے تک ٹیڑھا ہی رہا۔

حاکم ، طبرانی ، بیہقی حجتہ ج ۲ ص ۳۳۲

ابن قمئہ : غزوہ اُحد میں ابن قمئہ کے حملے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے دونوں رخسار مبارک بھی زخمی ہو گئے تھے کیونکہ اس چوٹ کی وجہ سے زرہ کی کڑیاں رخساروں میں پیوست ہو گئی تھیں۔ابن قمئہ نے جب آنحضرت ﷺ پر وار کیا تھا تو اس نے للکار کر کہا۔

لو یہ سنبھالو۔میں ابن قمئہ ہوں ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔اللہ تجھے ذلیل و پست اور برباد کر دے۔

حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کی بد دعا کو قبول فرمائی۔چنانچہ اس جنگ کے بعد جب وہ اپنی بکریوں کے مندے میں پہنچا تو انہیں لے کر پہاڑ پر چڑھنے اور بکریوں اور مینڈھوں کو گھیر کر لے جانے لگا اچانک ایک مینڈھے نے اس پر حملہ کیا اور اس زور سے اس کے سینگ مارا کہ یہ پہاڑ سے نیچے لڑھک گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ۔اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پہاڑی بکرا مسلط فرما دیا۔وہ اُچھل اُچھل کر اس کے سینگ مارتا رہا۔یہاں تک کہ اس

نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حلبیہ ج ۴ ص ۱۷۵

ام قرفہ کے اولاد کے ہلاکت: ابونعیم حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی فزارہ کی ایک عورت نے اپنے بیٹوں، پوتوں میں سے ۳۰ سوار نبی اکرم ﷺ کے قتل کے لیے روانہ کئے حضور ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپؐ نے دعا فرمائی، اے اللہ! اس بدبخت عورت کو اولاد سے محروم فرما بعدازاں حضرت زید بن حارث کے زیر قیادت کے ایک فوجی دستہ ان کی طرف بھیجا جس نے ام قرفہ اور اس کی ساری اولاد کو قتل کر دیا

عقبہ بن ابی معیط کی گستاخی اور انجام: نبی اکرم ﷺ اکثر عقبہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے ایک بار عقبہ سفر سے لوٹا تو ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں سرداران قریش کو مدعو کیا، اور نبی اکرم ﷺ کو بھی دعوت دی، پھر اسنے سرداران قریش کے سامنے کھانا لگایا تو حضورؐ نے تناول فرمانے سے انکار کر دیا اور فرمایا جب تک تم توحید ورسالت کی گواہی نہیں دو گے میں تمھارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ یہ سن کر عقبہ نے کلمہ پڑھا۔ پس حضور ﷺ نے اس کا کھانا تناول فرمالیا اور دوسرے بھی کھا کر لوٹ گئے۔ عقبہ ابی بن خلف کا دوست تھا، لوگوں نے ابی کو عقبہ کے کلمہ شہادت پڑھنے کی خبر دی تو وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا: عقبہ تو بھی بے دین ہو گیا ہے، اس نے جواب دیا بخدا میں بے دین نہیں ہوا، میرے گھر میں ایک معزز آدمی آیا تھا جس نے بغیر میرے کلمہ شہادت پڑھے کھانے سے انکار کر دیا، لہٰذا میرے لیے باعث شرم تھا کہ وہ میرے گھر سے بلا کھائے چلا جاتا، چنانچہ میں نے توحید ورسالت کی گواہی دی، حالانکہ یہ گواہی میں نے دل سے نہیں دی، یہ سن کر ابی نے اس سے کہا، میرا تم سے ملنا اب حرام ہو گیا ہے جب تک تم محمد (ﷺ) کو معاذ اللہ) پامال نہیں کرتے، ان کے چہرے پر نہیں تھوکتے اور ان کی آنکھوں کے درمیان تھپڑ نہی مارتے، عقبہ نے اس سے وعدہ کیا، پھر جب عقبہ کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوی، تو اس نے یہ مکروہ حرکت کرنے کی کوشش کی، ضحاک کہتے ہیں کہ جب عقبہ نے تھوکا تو اس کی تھوک نبی اکرم ﷺ کے چہرہ انور تک نہ پہنچا بلکہ خود اسی کے چہرے کی طرف آگ کی چنگاری بنکر لوٹی اور اسے جلا دیا اس کا اثر مرنے تک برقرار رہا، اللہ تعالیٰ نے اسی بدبخت کے متعلق قرآن میں آیت نازل فرمائی۔

ترجمہ: اور جس دن ظالم اپنا ہاتھ چبا چبا لے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی، وائے خرابی! میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا، بیشک اس نے مجھے بہکا دیا، میرے پاس آئی ہوی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے۔

امام حلبی حجتہ ج۲ص۳۰۳ ۲۹ ۲۷ ۲۵

حارث کی بیٹی کا واقعہ: حضور نبی ﷺ نے حارث بن ابو حارثہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنی بیٹی حضرت حمزہؓ کے نکاح میں دے دے۔ اس نے جواباً کہا "میری بیٹی میں عیب ہے۔" حالانکہ وہ بالکل بے عیب تھی۔ جب حارث گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیٹی برص کے مرض میں مبتلا ہے۔ ابن فتحون، طبریؒ سے روایت خصایص الکبری سیوطی ص۲۳۲

حضور پر جھوٹ منسوب کرنے کا انجام : حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص جد جندعی انصار کی بستی میں آیا اور ان سے کہا ''رسول اللہؐ نے مجھے بھیجا ہے آپؐ کا حکم ہے کہ تم فلاں عورت کے ساتھ میری شادی کر دو حالانکہ نبی پاک ﷺ نے اسے نہیں بھیجا تھا۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ کو اس کے جھوٹ کا علم ہوا تو آپؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو فرمایا تم دونوں جا کر قتل کر دو لیکن میرا خیال ہے کہ وہ نہیں ملے گا (زندہ) جب وہ دونوں وہاں پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ وہ سانپ کے کاٹنے سے مر گیا ہے بیہقیؒ، رزاقؒ سیوطی ج ۲ ص ۲۳۰

حضور نبی اکرم ﷺ کی پیشن گویاں

نبی اکرم ﷺ نے جو پیشن گویاں کی جو کہ آپؐ کی حیاتِ پاک میں یا آپؐ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اسی طرح واقع ہوئیں۔

جنگ بدر: حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر والی رات حضور اکرم ﷺ نے اگلے دن قتل ہونے والے کفار کی قتل گاہوں کی نشان دہی فرمادی تھی۔ آپؐ نے زمین پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا۔ انشاءاللہ کل فلاں کافر کی لاش یہاں گری پڑی ہوگی۔

اسی طرح آپؐ نے ایک اور جگہ ہاتھ مبارک زمین پر رکھا اور فرمایا۔ انشاءاللہ کل فلاں کافر کی لاش یہاں گری پڑی ہوگی۔

راوی حدیث انسؓ فرماتے ہیں ۔قسم اس ذات کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جن مقامات کی نشان دہی آپؐ نے فرمائی وہ ان سے ذرا بھی آگے پیچھے نہ گرے۔ بالکل انہی جگوں پر ان کے لاشے گرنے لگے۔ اس کے بعد کفار کی لاشوں کو ایک کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ حضور نبی پاک ﷺ اس کنوئیں پر تشریف لائے اور انہیں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ اے فلاں بن فلاں بن فلاں! تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ فرمایا تھا کیا تم نے دیکھ لیا ہے کہ وہ سچا نکلا۔ میں نے اپنے رب کریم کے وعدہ کو سچا ہوتے دیکھ لیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ بے روح جسموں سے کیسے گفتگو فرمارہے ہیں؟ تو مرشد قلب ونگاہ ﷺ نے فرمایا ۔تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے۔ البتہ یہ میری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ سیوطی ج ۱ ص ۴۷۶

براء بن عاذبؓ : سے روایت ہے کہ خندق کھودتے ہوئے ایک بہت بڑا سخت پتھر نکل آیا، جس پر کدال کا اثر نہ ہوتا تھا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حال عرض کیا۔ حضورؐ نے پتھر کو دیکھا، کُدال کو ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ کہہ کر ضرب لگائی ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا، اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے ملک فارس (ایران) کی کنجیاں عطا کی گیئں اور میں اس وقت مدائن کے سفید محل کو دیکھ رہا ہوں پھر دوسری ضرب لگائی اور ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا، پھر فرمایا: مجھے ملک شام کے خزانے یا کنجیاں عطا کی گئیں۔ بخدا میں نے وہاں کے سُرخ سُرخ محلات کو ابھی دیکھ لیا ہے، پھر تیسری ضرب لگائی اور سارا پتھر چکنا چور ہو گیا اور فرمایا: مجھے ملک یمن کی کنجیاں عطا کی گیئں، واللہ میں یہاں سے اس وقت شہر صنعاء کی دروازں کو دیکھ رہا ہوں یہ پیشن گوئی اس وقت فرمائی جب مدینہ منورہ پر کفاّر کی فوج حملہ آور ہو رہے تھے اور ان کے بچاؤ کے لیے شہر کے گرد

خندق کھودی جارہی تھی، ایسے وقت کی حالت میں اتنے ممالک کی فتوحات کی اطلاع دینا اللہ کے نبی ہی کا کام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرف بہ حرف پورا فرمایا (بیہقی اور ابونعیمؒ نے براء بن عاذب سے روایت کی ہے) رحمت العالمین قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ج ۳ ص ۱۶۶

آپؐ کا ارشاد ہے کہ دین غالب ہوگا۔ شہر اور متمدن علاقے فتح ہونگے (جیسے کہ کوفہ، بصرہ اور بغداد جیرو السلام وغیرہ کو آپؐ کی اُمت نے فتح کیا)۔ آپؐ نے فرمایا: آپؐ کو دیکھنے والے اور آپؐ کا زمانہ پانے والے بعض لوگ مرتد ہو جائینگے۔

آپؐ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے فوری بعد ہی کچھ لوگوں نے ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں زکواۃ کے انکار کر بیٹھے آپؓ نے ان کے خلاف قدم اُٹھایا۔ یہ بھی اطلاع پوری ہوی۔

فرمایا: آپؐ کے بعد خلافت ۳۰ سال رہے گی پھر ان کے بعد ظالم بادشاہت شروع ہوگی۔

دنیا نے دیکھ لیا آخری خلیفہ امیر المومنین حضرت حسنؓ کی ۶ ماہ کی خلافت کے بعد (معاویہ اور حسنؓ کے درمیان صلح) معاویہ خلیفہ بنے دورِ خلافت بادشاہت میں بدل گئی۔

کسریٰ کے نام مکتوب : حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ (ایران کے بادشاہ) کی طرف گرامی نامہ (خط) ارسال فرمایا۔ جب کسریٰ نے آپؐ کا خط مبارک پڑھا تو (بدبخت) نے اسے پھاڑ دیا۔ اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ بددعا فرمائی کہ خدا کرے اہل فارس پارہ پارہ ہو جائیں امام بخاری بحوالہ ابن عباس

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کی جانب مکتوب گرامی بھیجا تو اس نے اسے پھاڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کسریٰ نے اپنی سلطنت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ بیہقیؒ بہ سند ابن شہاب

حضرت وحیہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے کسریٰ کے نام مکتوب فرمایا تو کسریٰ نے صنعاء (یمن) کے والی بازان کو ایک دھمکی آمیز خط لکھا کہ تمھارے علاقے میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو مجھے دعوت دیتا ہے کہ میں اس کا دین قبول کرلوں۔ پس تم اس سے نمٹ لو۔ ورنہ میں تمہارا برا حشر کروں گا۔ کسریٰ کا یہ حکم پاتے ہی صنعاء کے والی بازان نے خط دے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چند آدمی روانہ کردیے۔ جب حضور ﷺ نے اس کا خط پڑھا تو پندرہ دنوں (۱۵) تک ان مہمانوں کو کوئی جواب نہ فرمایا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: بازان کو جاکر بتادو کہ میرے رب نے اس کے رب کسریٰ کو آج رات سات گھڑیاں گزرنے کے بعد قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا ہے جس نے اسے جان سے مارڈالا ہے۔

یہ خبر لے کر وہ بازان کے پاس لوٹ آئے جب فرمان رسالت کی تصدیق (اطلاع ان کو پہنچی) ہوگئی تو علم نبوت کی یہ معجزہ نمائی کو دیکھ کر بازان اور اہل یمن مسلمان ہوگئے۔ (اس واقعہ کو ابوہریرہؓ، ابوسلمہؓ، عکرمہؓ) نے بھی روایت کی ہیں۔ سیوطی ج ۲ ص ۳۵

فتح مصر: ابوذرؓ : نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم عنقریب اس ملک کو فتح کرلوگے جہاں کا سکہ قیراط ہے، تم وہاں کے لوگوں سے بھلائی کرنا

ان لوگوں کے لیے میری طرف سے امان ہے۔ نیز ان کی میرے ساتھ قرابت داری ہے۔ (پھر ابوذرؓ سے فرمایا) جب تم دیکھو گے کہ دو شخص ایک اینٹ برابر کی زمین پر جھگڑ رہے ہیں تب وہاں سے چلے آؤ۔ (مسلم ابی ذرؓ)

ابوذرؓ نے فتح مصر کو بھی دیکھا اور وہاں قیام بھی اختیار کیا اور یہ بھی دیکھا کہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرجیل، اینٹ برابر زمین کے لیے جھگڑ رہے تھے، تب وہاں سے چلے بھی آئے۔

صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ لھم ذمتہ ورحماً کی تفسیر بیہقی وابونعیم میں کعب بن مالک میں موجود ہے کہ ہاجرہ اُم اسمٰعیلؑ اور ماریہؓ قبطیہ اُم ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ مصریہ ہیں اور حدیث میں ملک مصر کا نام صراحتاً ہے۔ رحمت ج ۳ ص ۱۶۶

حضرت علیؓ کے متعلق حضور کی پیشن گوئی: صلح حدیبیہ کے لکھنے کا مرحلہ آیا تو حضورؐ نے پہلے اوس ابن خولہ کو حکم دیا کہ وہ لکھیں مگر سہیل (کفار کی طرف سے نمایندہ) نے کہا یہ معاہدہ آپؐ کے چچا کے بیٹے علی یا ورنہ عثمان بن عفان لکھیں گے اور کوئی نہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو حکم دیا اور فرمایا لکھو ''لکھو محمد رسول اللہ نے اس پر سہیل ابن عمرو سے صلح کی''۔ اسی وقت سہیل نے کہا۔ اگر میں یہ شہادت دے چکا ہوتا کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں تو پھر آپ سے نہ جنگ ہوتی اور نہ آپؐ کو بیت اللہ سے روکا جاتا۔ اس لیے اپنا نام اپنے والد کے نام کے ساتھ لکھیے۔ حضرت علیؓ آپؐ کے ارشاد پر وہ عبارت لکھ چکے تھے مگر پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا اس کو مٹادو۔ حضرت علیؓ اسی پر اصرار اور ضد کرتے رہے کہ میں محمد رسول اللہ ہی لکھوں گا۔ تب آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا لکھ دو۔ کیونکہ تمھیں بھی ایسے ہی حالات سے گزرنا ہے ایک موقعہ آئے گا کہ تم مجبوری کی حالت میں ایسی ہی رعایت دو گے۔

اس جملہ میں رسول اللہ ﷺ نے آیندہ پیش آنے والے اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا جو حضرت علیؓ اور معاویہ کے درمیان پیش آیا کیونکہ جنگ صفین کے موقعہ پر ان کے درمیان اس بات پر صلح اور سمجھوتہ ہوا تھا کہ ختم سال تک جنگ بند کردی جائے۔ چنانچہ جب اس وقت معاہدہ لکھنے والے نے یہ لکھا کہ امیر المومنین علی ابن طالب اور معاویہ ابن ابوسفیان نے ان شرائط پر سمجھوتہ کیا ہے۔ تو عمرو ابن عاص جو دو حکموں میں سے ایک تھے فوراً بولے کہ علی کا نام صرف ان کے باپ کے نام کیساتھ لکھئے (یعنی امیر المومینین نہیں صرف علی بن ابوطالب) ادھر معاویہ عمرو بن عاص سے بولے '' اگر میں یہ سمجھتا کہ وہ یعنی علی امیر المومنین ہیں تو میں ان سے جنگ ہی کیوں کرتا۔ لہذا اگر اس وقت میں یہ اقرار کرلوں کہ وہ امیر المومنین ہیں اور پھر بھی ان سے لڑوں تو مجھ سے زیادہ برا شخص کون ہوسکتا ہے لہذا صرف علی ابن طالب لکھو اور امیر المومنین کا لفظ مٹادو۔ اسی وقت کسی نے کہا '' امیر المومنین آپ امارت مومنین کا لفظ نہ مٹایئے کیونکہ اگر آج آپؓ نے اپنے نام کے ساتھ اس لفظ کو مٹادیا تو یہ امارت دوبارہ آپؓ کو نہ ملے گی۔ مگر یہ سننے کے باوجود حضرت علیؓ نے لکھنے والے کو یہ حکم دیا کہ امیر المومنین کا لفظ میٹ دو تو ان کو حدیبیہ کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کے وہ کلمات یاد آگئے جو آپؐ نے ان سے فرمائے تھے۔ چنانچہ علیؓ نے فرمایا '' اللہ اکبر۔ بعینہ وہی صورت حال ہے خدا کی قسم صلح حدیبیہ کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کا کاتب اور صلح نامہ لکھنے والا تھا جبکہ مشرکوں نے آنحضرت ﷺ سے کہا تھا آپؐ اللہ کے

رسول نہیں ہیں۔ نہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں صرف اپنا اور اپنے والد کا نام یعنی محمد ابن عبداللہ لکھیے ! یہ سن کر عمرو نے علی سے کہا ''سبحان اللہ کیا تم ہمیں کفار سے مشابہت دے رہے ہو، حضرت علیؓ نے کہا۔ اے بد اصل ! میں کب مسلمانوں کا دشمن رہا ہوں۔ تم اسی طرح اپنی ماں کے سوا کسی کو برا نہیں کہہ رہے ہو۔ اس پر عمرو نے کہا آیندہ میں تمہاری کسی مجلس میں شریک نہیں ہوگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ''میں خدا سے چاہتا ہوں کہ وہ میری مجلسوں میں تمہارے اور تم جیسوں کے وجود سے پاک ہی رکھے گا۔ حلبیہ ج ۵ ص ۴۔۸۳

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر دی جس کو مختلف اصحاب نے روایت کی ہے۔

حضرت علیؓ خود روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی میرے تعلق (حضورؐ) جھوٹ منسوب کرتا ہے اس نے جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالیا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ (میرا قتل) ان امور میں سے ہے جن کی طرف آپؐ نے مجھے اشارہ کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تھا یہاں سے یہاں تک کا حصہ رنگین ہوجایگا۔ آپؐ نے اپنی داڑھی سے لے کر سر کی طرف اشارہ کیا۔

جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ اللہ نے حضرت علی سے فرمایا تمہیں مجبور کر کے امیر اور خلیفہ بنایا جائے گا۔ پھر تم قتل ہو گے اور یہاں سے یہاں تک کا حصہ رنگین ہو جائے گا۔ آپؐ نے داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا۔

عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں اور علیؓ غزوہ عشیرہ میں ساتھ تھے۔ ایک جگہ ہم نے پڑاؤ کیا وہاں ہم نے چند چھوٹی سی کھجوروں کو دیکھا اور ان کے نیچے مٹی کی دھول پر ہی سو گئے ہمیں نبی علیہ اللہ کے سوا کسی نے بیدار نہیں کیا۔ آپؐ تشریف لائے اور حضرت علیؓ کے پاؤں کو آہستہ سے ٹٹولا۔ اور حالت یہ تھی کہ ہم مٹی سے لت پت تھے آپؐ نے فرمایا علی اُٹھو میں تمہیں بتلاؤں نہیں کہ سب سے بدبخت انسان کون ہے ایک تو قوم کے ثمود کا وہ مرد احمر جس نے صالح علیہ سلام کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور دوسرا وہ جو تم پر اس جگہ وار کرے گا۔ آپؐ نے اپنے سر کی جانب اشارہ کیا اور یہ تر ہو جا یگی آپؐ نے اپنی داڑھی پکڑ لی۔ (یعنی سر سے لے کر داڑھی تک خون ہی خون ہوگا۔

یہ پیشن گوئی حرف بحرف ثابت ہوی ۱۷ رمضان مبارک ۴۰ھ کو سحر کے وقت عبدالرحمان بن ملجم نے آپؓ پر تلوار سے بھرپور وار کیا جو اتنا شدید تھا کہ آپؓ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ تک اترتی چلے گئی۔

محمد بن حنفیہ کی ولادت : حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرمایا: علی ! تمھارے ہاں میرے بعد ایک بیٹا پیدا ہوگا جسے میں نے اپنا اسم گرامی اور کنیت عطا فرمادی ہے وہ بیٹا محمد ابن حنفیہ ہے۔

امام حسنؓ : ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے (حسنؓ) اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا۔

چنانچہ ماہ ربیع الاول میں آپؓ نے حضرت معاویہ کے ساتھ صلح کرتے ہوے ان کے حق میں خلافت سے دست برداری کا اعلان کردیا اور اُمت

مسلمہ ایک بڑے سیاسی خلفشار اور جنگ سے بچ گئی۔ ابونعیم ۴۹۷

امام حسینؓ کی شہادت :انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ بارش برسانے والے فرشتے نے اللہ سے اجازت چاہی کہ نبی اکرمؐ کے پاس حاضر ہو چنانچہ اسے اجازت دے دی گئی (اور وہ آ گیا) نبیﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے فرمایا کہ ذرا دروازے کا دھیان رکھنا کوئی آنہ جائے۔ اتنے میں حسین بن علیؓ آئے اور آپؐ رسول اللہﷺ کے کاندھے پر چڑھنے لگے تو فرشتے نے عرض کیا کیا آپؐ ان سے محبت رکھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا آپؐ کا کوئی امتی ہی انہیں قتل کرے گا۔ اور اگر آپؐ چاہیں تو میں ان کی قتل گاہ کی مٹی دکھلا دوں؟ یہ کہہ کر اس نے ہاتھ جھٹکا اور آپؐ کو ایک سرخ مٹی دکھلا دی۔ جو بعد میں ام سلمہؓ نے سنبھال لی۔

جبکہ سلیمان بن احمد کی روایت میں ہے کہ اسے نبی اکرمﷺ نے سونگھا تو فرمایا کرب اور بلا کی بو ہے اس میں، ہم سنا کرتے تھے کہ حسین بن علیؓ کربلا میں شہید ہوں گے۔

انس بن حارثؓ : آپؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے سنا نبی اکرمﷺ فرما رہے تھے میرا یہ بیٹا سرزمین عراق میں شہید ہوگا۔ تو جو شخص وہ دور پائے اس کی مدد کرے کہتے ہیں یہ انس بن حارثؓ امام حسینؓ کے ساتھ شہید ہوے۔

روایت کرنے والوں نے روایت کی ہے کہ جب ۱۰ محرم ۶۰ھ کو میدانِ کربلا میں امام حسینؓ کی شہادت ہوی اُسی وقت ام سلمہؓ کے پاس جو مٹی تھی اس میں خون ابلنے لگا سیدہ ام سلمہؓ نے حضرت عباسؓ کو بلوا کر وہ مٹی دکھلائی۔ جب قافلے والوں کے ساتھ اہلِ بیت مدینہ منورہ واپس آئے وہ لوگوں سے واقعات کی تفصیل دن اور وقت کا پتہ چلا کہ جس وقت امام حسینؓ شہادت ہوی اسی وقت اسی لمحہ مٹی کا رنگ سرخ ہوا تھا۔

عثمان غنیؓ : انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں ایک دن میں نبی اکرمﷺ کے ساتھ باغ میں بیٹھا تھا۔ کسی نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو آپؐ نے فرمایا انس اٹھو آنے والے کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ میں اسے یہ بتلا دو؟ فرمایا بتلا دو، میں باہر نکلا تو وہ ابوبکر صدیقؓ تھے۔ میں نے کہا آپؐ کو جنت اور نبیﷺ کے بعد خلافت کی بشارت ہو۔

پھر ایک اور آدمی نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؐ نے انسؓ جاؤ اس کے لیے دروازہ کھولو اور اسے جنت اور ابوبکرؓ کے بعد خلافت کی بشارت سنا دو۔ میں باہر آیا تو وہ عمر فاروقؓ تھے۔ میں نے انہیں جنت اور ابوبکر صدیقؓ کے بعد خلافت کی بشارت دی۔

پھر کوئی آنے والا آ گیا اور دروازے پر دستک دی۔ آپؐ نے فرمایا انس جا کر دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت اور عمرؓ کے بعد خلافت کا مژدہ سنا دو۔ اور یہ بھی بتلاؤ کہ وہ مقتول ہوگا۔ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ میں اسے یہ بتلا دوں؟ فرمایا بتلا دینا میںؓ باہر آیا تو وہ عثمان غنیؓ تھے۔ میں نے کہا آپؓ کو جنت اور عمرؓ کے بعد کی خلافت کی بشارت ہو۔ اور یہ کہ آپؓ مقتول ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ نبیﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ؟ کیوں؟ بخدا میں نہ گانے کا دلدادہ ہوں نہ جھوٹ سے اپنی زبان کو کبھی ملوث کیا ہے۔ اور جب سے آپؐ کے

ہاتھ پر بیعت کی ہے میں نے وہ بیعت والا ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ سے نہیں لگایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا عثمان یہ ہو کر رہے گا۔

سب سے پہلے یہی ایک معجزہ ہے کہ اندر بیٹھے ہوئے آدمی کو یہ علم نہیں ہوتا باہر دستک دینے والا کون ہے اور اس کے تعلق سے صحیح خبر دینا ایک نہیں بلکہ ۳ آدمیوں کے لیے کہنا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ نبی ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہر لفظ حق ہے اور تاریخ گواہ ہے اور آج بھی ہر مسلمان جانتا ہے ایسا ہو کر رہا جس طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

عبداللہ بن عباسؓ : آپؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں مجھے میری والدہ ام الفضلؓ نے بتلایا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزری آپؐ نے فرمایا تم ایک لڑکے سے حاملہ ہو۔ جب وہ پیدا ہوا تو اسے میرے پاس لانا۔ تو ولادت کے بعد میں نومولود بچے کو لے کر نبی ﷺ کے پاس آئی آپؐ نے اس کے دائیں کان میں اذاں اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ پھر اسے اپنے لعاب دہن مبارک سے گھٹی پلائی اور اس کا نام عبداللہؓ رکھا اور فرمایا حکمرانوں کے باپ کو لے جاؤ۔ تو میں نے یہ بات حضرت عباسؓ سے کہی وہ بڑے خوش لباس آدمی تھے انہوں نے نیا لباس پہنا اور نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جب آپؐ نے انہیں آتے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔

عباس بن مطلبؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ۔ یہ ام الفضل نے مجھے کیا بتلایا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو اس نے تمہیں بتلایا وہی کچھ ہے وہ حکمرانوں کا باپ ہے۔

امام حافظ ابونعیم لکھتے ہیں کے اس کی (عبداللہ ابن عباسؓ) کی اولاد کا سلسلہ قائم رہے گا تا آنکہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے نماز پڑھنے والوں میں بھی ان کی اولاد کا ایک فرد ہو گا۔

آپؐ کی پیشن گوئی کے مطابق بنواُمیہ امیر معاویہ کے خاندان کے بعد بنوعباسیہ کی خلافت شروع ہوی جس کے جدامجد عبداللہ ابن عباسؓ تھے۔

نجاشی : ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی فوت ہوئے نبی اکرم ﷺ نے ان کی وفات سے لوگوں کو مطلع کیا اور لوگوں کو صف میں کھڑا کیا اور ۴ تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھا۔

بریدہ بن حصیب سلمیؓ : آپؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے بعد کئی لشکر جنگ کے لیے نکلیں گے تو تم خراساں جانے والے لشکر میں جانا وہاں مرونامی فردوگاہ میں اترنا پھر وہاں کے شہر میں رہائیش کر لینا۔ کیونکہ اسے ذوالقرنین نے بنایا تھا اور اس کے لیے برکت کی دعا بھی کی تھی تو وہاں والوں کو کوئی برائی نہ پہنچے گی۔

حضرت بریدہؓ : بڑے جلیل القدر صحابی ہیں مکی دور میں اسلام لائے تمام غزوات نبویہ میں شریک ہوئے پھر صدیقی اور فاروقی ادوار خلافت میں مختلف اسلامی فتوحات میں آپؓ نے نمایاں کردار ادا کیا پھر عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں جب خراسان پر لشکر کشی ہوی تو آپؓ نبی ﷺ کے ارشاد کے مطابق اسلامی لشکر میں شریک ہوئے اور خراسان فتح کیا۔ اور پھر ۵۱ ھ میں آپؓ نے حسب حکم مرو میں رہایش اختیار کی اور ۶۰ ھ کو انتقال کر گئے۔

سراقہ بن مالکؓ : حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔ میں اور رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کرنے لگے ہم رات کے آخری حصہ میں نکلے بقیہ رات چلتے رہے اور دن بھی حتیٰ کہ دوپہر کا وقت ہوگیا اور اُدھر کفار قریش ہمیں تلاش کرنے میں مصروف تھے مگر سوائے سراقہ بن مالک کے کوئی شخص ہم تک نہ پہنچا۔ جب وہ گھوڑے کو دوڑاتے ہوا جب قریب پہنچا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ہمیں ڈھونڈنے والے دشمن پہنچ گئے۔ آپؐ نے فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے اور میں رونے لگا آپؐ نے دریافت فرمایا ابوبکر کیوں روتے ہو؟ عرض کیا خدا کی قسم اپنی جان کے لیے نہیں روتا بلکہ آپؐ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے اس لیے آنکھوں سے سیلاب اشک رواں ہوگئے تب رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ ہمیں شرارت سے کفایت فرما جیسے بھی چاہے اور تجھے پسند ہو۔

نبی اکرم ﷺ کے منہ مبارک سے جونہی یہ الفاظ نکلے، سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پاؤں سخت پتھریلی زمین میں دھس گئے۔ وہ گھوڑے سے کود گیا اور کہنے لگا اے محمد (ﷺ) میں اس امر کا یقین رکھتا ہوں کہ یہ حادثہ تمھاری دعا کی وجہ سے پیش آیا ہے۔ اب دعا کریں اللہ نے مجھے اس پریشانی سے نجات فرمائے میں آپؐ کے عہد کرتا ہوں (خود تکلیف پہنچانے کا ارادہ فاسد تو درکنار) بخدا جن کو اس راہ آتے دیکھوں گا انہیں بھی باز رکھوں گا۔ اور یہ میرا ترکش ہے اس میں سے ایک تیر رکھ لے آپؐ کا اس راہ میں فلاں فلاں جگہ میری اونٹنیوں اور بکریوں پر گزر ہوگا جو بھی ضرورت ہو دودھ کی یا سواری کی وہاں سے لے لینا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں اس کے لیے دعا نجات فرمائی فوراً گھڑا زمین سے باہر آگیا۔

سراقہ فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے نبی اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا تھا: تیری کیا شان ہوگی جب تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

جب عمر فاروقؓ کے پاس فتح ایران کے مال غنیمت میں کسریٰ کے کنگن پہنچے تو انہوں نے سراقہ بن مالکؓ کو بلوایا اور اسے وہ کنگن پہنائے جو سراقہ کے بازوؤں کے اوپر تک پہنچے۔ عمر فاروقؓ نے کنگن پہنا کر زبان سے کہا۔ اللہ کا شکر ہے جس نے کسریٰ بن ہرمز سے جو اپنے آپ کو رب الناس کہلاتا تھا یہ کنگن چھین لیے اور آج سُراقہؓ بن مالک اعرابی مدلجی کو پہنائے۔ کسی نے کہا امیر المومنین مرد کے لیے سونا حرام ہے، آپؓ نے فرمایا جس نے حرام کہا اُسی کے حکم پر عمل کر کے پہنا رہا ہوں

امام شافعیؒ نے تحریر کیا ہے یہ کنگن سُراقہ کو نبی ﷺ کی پیشن گوئی کی تعمیل میں پہنائے گئے

حدیث کے مختصر فقرہ پر غور کرے جو کہ ۳ پیشن گوئیوں پر مشتمل ہے۔

خلافت فاروقؓ کی صداقت پر جس نے نبی اکرمؐ کے ارشاد کو پورا کیا۔

فتح ایران اور فتح ایران تک سُراقہؓ کے زندہ رہنے پر۔ سراقہؓ کا خلافت عثمانؓ ۲۴ھ میں (بعض روایت میں ۲۰ھ) کو انتقال ہوا اور فتح ایران کے بعد وہ چند سال زندہ رہے۔ رحمت العلمین قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ج ۳ ص ۱۶۸

ضمرہ بن ثعلبہؓ : آپؓ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ میرے شہید ہونے کی دعا فرمایئے، حضور ﷺ نے فرمایا:

الٰہی میں مشرکین پر ابن ثعلبہؓ کا خون حرام کرتا ہوں۔ یہ بزرگ جہاد میں دشمن پر بے دھڑک حملے کیا کرتے اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے نکل جاتے پھر صحیح سلامت واپس آجاتے۔ (اللہ کے نبی نے ان کی شہادت کے بجائے ان کی زندگی اور بے خوف ہو کر لڑنے کو ترجیح دی تھی)

ابوذر غفاریؓ: اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوذرؓ کو مسجد میں سویا ہوا دیکھا تو آپؐ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ مسجد میں سو رہے ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ کہاں سوؤں مسجد کے سوا میرا کوئی گھر نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اس وقت کیا کرو گے جب تم کو یہاں سے جلاوطن کر دیا جائے گا عرض کیا میں شام (ملک) چلا جاوں گا۔ فرمایا: اس وقت کیا کرو گے جب تمہیں شام (ملک) سے بھی نکال دیا جائے گا؟ عرض کیا میں واپس آجاؤں گا۔ جب تمہیں دوبارہ جلاوطن کر دیا گیا تو تمہارا ردعمل کیا ہوگا۔ عرض کیا اس وقت میں تلوار لے کر جہاد کروں گا یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر طرز عمل نہ بتاوں؟ اس وقت تمہارے لئے بہتر یہ ہوگا کہ تم اسی طرف چلے جانا جس طرف لوگ تمہیں لے جائیں یہاں تک کہ اسی حالت پر مجھ سے آملنا۔ (ابو نعیم)

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ، جب نبی اکرم ﷺ تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ لوگ پیچھے رہ گئے تھے اس کے بعد حضرت ابوذرؓ آکر ملے۔ کسی مسلمان نے انہیں دیکھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ ایک شخص راستے میں چلتا ہوا نظر آرہا ہے۔ فرمایا ابوذرؓ ہو سکتے ہیں، وہ جو قریب پہنچے چنانچہ لوگوں نے غور سے دیکھا تو پکار کر کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! بخدا! وہ ابوذرؓ ہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

اللہ ابوذرؓ پر رحم فرمائے۔ وہ تنہا چلتے ہیں، تنہا مریں گے، اور تنہا ہی اُٹھائے جائیں گے۔

پھر وقت گزرتا رہا تا آنکہ ابوذرؓ ربذہ کی طرف جلاوطن کر دیے گئے۔ وہیں ان کا وصال ہو گیا۔ ان کی بیوی ان کا خادم ساتھ تھے ان کے جسد مبارک کو برسر راہ رکھ دیا گیا کہ اچانک ایک قافلہ آنکلا (جس میں ابن مسعود) کسی نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو بتایا گیا کہ ابوذر غفاریؓ کا جنازہ ہے سن کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رُو پڑے اور کہنے لگے سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، کہ اللہ تعالیٰ ابوذرؓ پر رحم فرمائے وہ تنہا چلتے ہیں تنہا مریں گے اور اکیلے ہی اُٹھائے جایں گے، پھر سواری سے اتر کر ان کے دفن کا انتظام کیا۔ (ابن اسحاق، بیہقی) حجتہ ج ۲ ص ۵۰

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ: محدثین کرام نے حدیث مبارک: نبی ﷺ سلمان فارسیؓ کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا "اگر علم ثریا ستارے پر بھی ہوتا تو بلند ہمت فرزندان فارس اسے حاصل کر لیتے" (اہل فارس تھے آپ کے دادا ہی داخل اسلام ہوئے تھے) کا مصداق حضرت امام ابوحنیفہ کو قرار دیا ہے۔ (اس میں اختلاف ہے بعض ائیمہ کسی اور کا نام لیتے ہیں۔ حجتہ ج ۲ ص ۴۹۳

امام مالکؒ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب لوگ علم کی تلاش میں دور دراز کا سفر کرتے ہوئے اپنے اُونٹوں کے جگر گھسا دیں گے مگر انہیں مدینہ شریف کے عالم سے زیادہ علم والا نہیں ملے گا" سفیان ثوری کہتے ہیں کہ ہماری نظر میں اس پیشن گوئی کا مصداق حضرت امام مالک بن انس ہیں۔ (ترمذیؒ) حجتہ ج ۲ ۱۴۸ سیوطی ج ۲ ص ۴۰۲

عالم قریش حضرت امام شافعیؒ : حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''قریش کو برا بھلا نہ کہو ان کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں، اس عالم سے مراد امام شافعیؒ ہیں کیونکہ کسی قریشی عالم، خواہ وہ صحابہ کرام میں سے ہوں یا دوسرے، اس قدر روئے زمین پر نہیں پھیلا جتنا امام شافعیؒ کا علم پھیلا ہے۔

حجاز کی آگ ۶۵۴ سال پہلے کی پیشن گوئی : نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں آئے گی جب تک حجاز میں ایسی آگ نمایاں ہوگی جو بصریٰ کے اونٹوں پر اپنی روشنی ڈالے گی۔

یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم میں موجود ہے۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ ۲۵۶ھ کو امام مسلم بن الحجاجؒ نے ۲۶۱ھ میں انتقال فرمایا۔

نبی اکرم ﷺ بیان کردہ حدیث کا ظہور جمادی الثانی ۶۵۴ھ کو ہوا۔ یعنی شیخین الحدیث کی وفات کے ۴ صدیوں کے بعد۔

شیخ صفی الدین: مدرس مدرسہ بُصریٰ کی شہادت موجود ہے کہ جس روز اس آگ کا ظہور حجاز میں ہوا اسی شب بصریٰ کے بدوؤں نے آگ کی روشنی میں اپنے اپنے اونٹوں کو دیکھا اور شناخت کیا۔ یہ آگ یکم جمادی الثانی کو پہاڑ سے پھوٹ پڑی۔ دوسری تاریخ کو زلزلہ کی رفتار تیز محسوس ہوتی تھی تیسری کو زلزلہ کی شدت بڑھ گئی۔ چوتھی کو زلزلہ کے ساتھ گرج کی آوازیں بھی آنے لگیں۔ پانچویں کو دھوئیں نے زمین و آسمان اور اُفق کو چھپالیا۔ آگ کے شعلے بلند ہونے لگے پتھر پگلنے لگے۔ ایسا نظر آتا تھا کہ پہاڑ سے نہر احمر کی ابشار گر رہی ہے۔ روز بروز آگ کا رُخ جانب شہر مدینہ منورہ تھا۔ مدینہ والوں نے جمعہ کی شب مسجد نبوی ﷺ میں حاضر رہ کر بسر کی اور تمام شب تضرّ ح زار (رورو کر دعایں کرنا) کرتے۔ صبح کو دیکھا کہ آگ کا رُخ پلٹ گیا۔ تعجب خیز بات یہ تھی کہ اس شدتِ نار کے وقت بھی مدینہ منورہ میں جو ہوا آتی تھی وہ ٹھنڈی نسیم ہوتی تھی۔

رحمت ج ۳ ص ۱۷۰

خانہ کعبہ کی کنجی : ۱۳۴۸ سال کی پیشن گوہی : فتح مکہ کے دن (پنشنبہ ۲۰ رمضان ۸ھ) نبی اکرم ﷺ نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہؓ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوے ارشاد فرمایا تھا:

لو یہ کنجی سنبھالو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم سے یہ کلید کوئی نہ چھینے گا، مگر وہی جو ظالم ہوگا۔

ان مختصر الفاظ میں تین پیشنگو یاں تحریر ہے۔

۱ ۔ خاندان ابوطلحہؓ کا دنیا میں برابر باقی رہنا نسل قایئم رہنا۔

۲۔ کلید بیت اللہ کی حفاظت وخدمت کا ان ہی سے متعلق رہنا۔

۳۔ ان کے ہاتھوں سے کلید چھیننے والے کا ظالم ہونا۔

نمبرا اور ۲ کی بابت اب تک پوری دنیا کو معلوم ہے کہ یہ کلید بنوشیبہ میں آج تک موجود ہے اور یہ نسل اب تک جاری ہے۔

نمبر ۳ کی بات مورخین کا بیان ہے کہ یزید پلید نے اُن سے یہ کلید چھین لی تھی، اُس کے بعد پھر ۱۳۴۰ کا زمانہ شاہد صدق ہے کہ کسی اور شخص نے اللہ کے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے ظالم کہلانے کی جرات نہیں کی۔ (چھیننے کی کوشش ہی نہیں کی)۔

رحمت للعالمین قاضی سلیمان سلمان منصور پوری ج ۳ ص ۱۷۰

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ : آپؓ کی روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے حضور میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور اُس نے فاقہ کی شکائیت کی۔ دوسرا آیا اُس نے ڈکیٹیوں (چوریوں) کی شکایت کی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے عدیؓ اگر تمہاری عمر لمبی ہوی تو تم دیکھ لوگے کہ ایک بوڑھیا حیرہ سے چلے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اللہ کے سوا اور کسی سے نہ ڈرتی ہوگی (میں نے اپنے دل میں کہا کہ ڈکیٹ کدھر چلے جائیں گے جنھوں نے تمام بستیوں کو اُجاڑ رکھا ہے)۔ پھر فرمایا اگر تیری عمر لمبی ہوی تو تم کسریٰ کے خزانوں کو جا کر کھولو گے میں نے پوچھا کیا کسریٰ بن ہرمز فرمایا، ہاں کسریٰ بن ہرمز۔ پھر فرمایا اگر تیری عمر لمبی ہوی تو دیکھ لے گا کہ ایک شخص زکواۃ کا سونا اور چاندی لیے ہوے پھرے گا اور اسے کوئی نہ ملے گا جو زکواۃ کا پیسہ لینے والا ہو۔

عدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایسی بوڑھیا کو بھی حج کرتے دیکھ لیا جو کوفہ سے (بعض دوسری روایتوں میں حیرہ کا لفظ آیا یہ جو عدی ہی کی روایت میں سے ہے) اکیلی حج کو آئی تھی اور اللہ کے سوا اسے کسی اور کا خوف نہیں تھا۔ اور خزائن کسریٰ کی فتح میں تو میں شامل تھا۔ تیسری بات بھی تم اے لوگو دیکھ لوگے۔ (صحیح بخاری۔۔) عدی بن حاتم ۶۷ ھ میں بعمر ۱۲۰ سال کوفہ میں وفات پائی۔

امام بیہقیؒ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کی سلطنت میں تیسری بات بھی پوری ہوگئی کہ زکواۃ دینے والے کو کوئی بھی فقیر نہ ملتا تھا اور وہ اپنا مال گھر واپس لے جایا کرتا تھا۔ قاضی سلیمان ج ۳ ص ۱۶۵

انس بن مالک رضی اللہ عنہ : **جہادِ بحری**: انسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ نے امّ حرامؓ کے گھر میں آرام فرمایا جب بیدار ہوے تو حضور ہنس رہے تھے۔ امّ حرام نے وجہ پوچھی، فرمایا مجھے میری اُمت کے وہ لوگ دکھلائے گئے جو سمندر میں جہاد کے لیے سفر کریں گے وہ اپنے جہازوں پر ایسے بیٹھے ہونگے جیسے شاہ اپنے اپنے تخت پر نشست کرتے ہیں۔ امّ حرام نے عرض کی کہ میرے لیے بھی دعا فرمایے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ حضور نے دعا کردی اور پھر لیٹ گئے پھر ہنستے ہوے بیدار ہوے۔ فرمایا مجھے میری امت کے دوسرے غازی جہازوں پر سوار ہوکر جہاد کرنے والے دکھلائے گئے۔ ام حرامؓ نے کہا دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں شامل فرمائے، فرمایا نہیں تو پہلے لوگوں میں سے ہے

امیر معاویہ کے زمانہ میں جب عبادہ بن صابتؓ بحری جہاد کو گئے تو یہ امّ حرام بھی اپنے شوہر کے ساتھ گئی غزوہ سے واپسی کے وقت اُمّ حرامؓ

کے لیے سواری لائی گئی وہ سوار ہونے لگی تو جانور نے لات ماری اور ان کا انتقال وہیں ہو گیا۔ (صحیحین) سلیمان ج ۳ ص ۱۶۵

حذیفہؓ : واقعات تا قیامت: آپؓ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوے اور حضورؐ نے ہر ایک بات جو قیامت تک ہونے والی تھی بیان فرما دی جسے یاد ہے اُسے یاد ہے، جو بھول گیا وہ بھول گیا، میرے سامنے بھی جب ایسا واقعہ آ جاتا ہے جو میں بھول چکا تھا تو اُسے دیکھتے ہی سمجھ جاتا ہوں جیسے ہم کسی شخص کو بھول جایا کرتے ہیں اور پھر اس کا منہ دیکھ کر پہچان لیا کرتے ہیں۔ (بخاری مسلم)

ابو ذرؓ آپؓ سے جو روایت ہے اُس میں مزید صراحت ہے کہ حضورؐ نے نماز فجر کے بعد نماز ظہر تک خطبہ فرمایا۔ نماز پڑھ کر پھر خطبہ شروع کیا غروب شمس تک یہی ہوتا رہا اس خطبہ میں واقعات تا قیامت کا ذکر فرمایا تھا جسے وہ خطبہ زیادہ محفوظ رہ گیا وہ ہم میں سے زیادہ عالم ہے (مسلم)

حضرت عمرؓ کے بعد فتنوں کا آغاز: شیخینؒ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروقؓ کے پاس بیٹھے ہوے تھے کہ آپؓ نے پوچھا تم میں سے کس کو فتنہ کے متعلق فرمان نبوی یاد ہے؟ میں نے کہا مجھے یاد ہے۔ آپؓ نے فرمایا بتائیے۔ ''میں نے کہا کہ حضور ﷺ نے ایسے آدمی کا تذکرہ فرمایا جسے ان کے اہل وعیال، مال و متاع اور ہمسائے کے متعلق فتنہ و آزمائش میں ڈالا جائیگا پھر نماز اور صدقے کے ذریعے اسے چھٹکارا ملے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں اس فتنے کے متعلق نہیں پوچھ رہا ہوں بلکہ میرا سوال اس فتنہ کے بارے میں ہے جو سمندر کی لہروں کی مانند موجزن ہوگا۔ میں نے کہا امیر المومنین آپؓ کو اس سے کوئی خطرہ نہیں۔ اس فتنے اور آپؓ کی ذات کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا ''تمہارا کیا خیال ہے وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے گا؟'' میں نے کہا اس دروازہ کو توڑ دیا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ''پھر وہ دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ حضرت حذیفہؓ سے پوچھا گیا کہ اس دروازے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا اس سے مراد حضرت عمرؓ کی ذات ہے۔

حضرت عروہ بن قیسؓ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ سے کہا گیا کہ فتنے ظاہر ہو چکے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کے جب تک ابن خطابؓ زندہ ہیں فتنے رونما نہیں ہو سکتے فتنوں کا ظہور ان کے بعد ہوگا۔ احمد، بیہقی، طبرانیؒ بحوالہ عروہؓ سیوطی ج ۲ ص ۳۹۰

بزارؒ طبرانیؒ اور ابو نعیمؒ (المعروفہ) میں حضرت قدامہ بن مظعونؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ نے فرمایا میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عمرؓ کے متعلق یہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ''یہ فتنہ کے لیے رکاوٹ ہیں۔ تمہارے اور فتنے کے درمیان اس وقت تک بڑا ہی مضبوط دروازہ بند رہے گا جب تک تمہارے مابین یہ شخص زندہ موجود ہے۔''

حضرت کعبؓ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا ''قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! ذوالحجہ کے اختتام سے پہلے آپؓ جنت میں داخل ہو چکیں ہوں گے۔ ہم کتاب اللہ (آپ پہلے یہودیوں کے عالم تھے وہ تورات) میں یہ لکھا پاتے ہیں کہ آپؓ جہنم کے دروازہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو اس میں گرنے سے بچائیں گے جب آپؓ کا وصال ہو جائے تو یہ لوگ قیامت

تک دوزخ میں گرتے رہیں گے (ابن سعد کعبؓ سے روایت کرتے ہیں) سیوطیؒ ج ۲ ص ۳۹۱

بیہقیؒ **حضرت ابوموسیٰ اشعریٰؓ** سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''قیامت سے پہلے ہرج رونما ہوگا'' صحابہ کرام نے عرض کی ''یارسول اللہؐ ہرج کا کیا مطلب ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ۔''ہرج کا مطلب قتل ہے۔ تم مشرکین کو قتل نہیں کرو گے بلکہ ایک دوسرے کو موت کے گھاٹ اتارو گے۔

حضرت کرز بن علقمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''بادلوں کی طرح فتنے ظاہر ہوں گے جن کے باعث تم زہریلے سانپ بن جاوگے اور ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔ احمدؒ بزارؒ بیہقیؒ سیوطی ج ۲ ص ۳۹۲

واقعہ حرہ : حضرت ایوب بن بشیر معاویؒ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر پر روانہ ہوے۔ جب حرۂ زہرہ کے پاس سے گزرے تو تھوڑی دیر کے لیے رک گئے اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔صحابہ کرام نے وجہ دریافت کرنا چاہی تو ارشاد فرمایا: ''حرہ کے اس مقام پر میرے صحابہ کے بعد افضل ترین لوگوں کا قتل کیا جائے گا۔ یہ حدیث پاک مرسل ہے جسے ابن عباسؓ ایک قرآن کی آیت کی تفسیر کے ساتھ بیان کرتے ہیں (امام بیہقیؒ فرماتے ہیں)

بیہقیؒ حضرت حسنؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حرہ کے دن مدینہ منورہ میں اس قدر قتل عام ہوا کہ کسی ایک فرد کے بچنے کی امید بھی نہ تھی۔

حضرت امام مالک بن انسؒ سے روایت ہے کہ حرہ کے دن سات سو (۷۰۰) حفاظ کرام شہید ہوے جن میں سے تین سو (۳۰۰) صحابہ کرام تھے اور یہ واقعے یزید پلید کے عہد میں پیش آیا۔ امام بیہقیؒ ۔سیوطیؒ

ضرت مغیرہؓ روایت کرتے ہیں کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ کو تین دن تک لوٹا اور یہ واقعہ حرہ ۶۰ھ میں بدھ کے دن پیش آیا جب کہ ماہ ذی الحجہ کے تین دن باقی تھے۔ سیوطیؒ ج ۲ ص ۴۰۸

جھوٹی احادیث گھڑنے والے انسان اور شیطان

امام مسلمؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت کے آخر میں کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو تمہارے سامنے ایسی احادیث بیان کریں گے جو نہ تم نے کبھی سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباؤاجداد نے۔ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا۔

ابن عدی اور بیہقیؒ نے حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائیم نہ ہوگی جب تک ابلیس بازاروں میں گھوم پھر کر یہ نہ کہے گا کہ فلاں بن فلاں نے مجھ سے یہ یہ حدیث بیان کی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ شیطان انسانی شکل میں آئے گا اور لوگوں کے سامنے جھوٹی احادیث بیان کرے گا جس کی وجہ سے لوگوں میں انتشار پھیل جائے گا۔

امام بخاریؒ (اپنی تاریخ میں) اور بیہقیؒ حضرت سفیانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے سامنے ایک ایسے شخص نے حدیث بیان کی جس نے ایک آدمی کو مسجد خیف میں قصہ گوئی کرتے سنا تھا۔ میں نے اس کے متعلق پتہ کیا تو وہ شیطان نکلا۔

ابن عدیؒ اور بیہقیؒ حضرت عیسیٰ بن ابو فاطمہ فزاری سے روایت کرتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں اپنے شیخ کے پاس بیٹھ کر احادیث لکھ رہا تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھے شیبانی نے حدیث سنائی ہے۔ ایک شخص بولا مجھے بھی شیبانیؒ نے حدیث سنائی ہے۔ شیخ نے فرمایا شعبی سے روایت ہے۔ وہ شخص بولا مجھے بھی شعبی نے بتایا ہے۔ شیخ نے کہا حارث سے مروی ہے تو شخص مذکور کہنے لگا۔ اللہ کی قسم میں نے حارث کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث سنی ہے شیخ نے حضرت علیؓ کی روایت کا ذکر کیا تو وہ شخص کہنے لگا اللہ کی قسم میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا ہے اور صفین کے موقع پر موجود تھا۔ عیسیٰ فزاری کہتے ہیں کہ میں نے عجیب صورت حال دیکھی تو آیت الکرسی پڑھنے لگا۔ جب میں نے ادھر دیکھا تو وہ شخص غائب ہو چکا تھا۔ سیوطی ج ۲ ص ۴۱۴

خارجیوں کا فتنہ: شیخینؒ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں ہم حضورﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپؐ لوگوں کے درمیان مال تقسیم کر رہے تھے اتنے میں ذوالخویصرہ آ گیا کہنے لگا اے اللہ کے رسول! عدل سے کام لو۔ حضور اکرمﷺ نے فرمایا ''افسوس اگر میں عدل نہیں کرتا تو کون کرتا ہے۔ اگر میں نے عدل وانصاف سے کام نہ لیا تو خائب وخاصر ہو جاؤں گا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی حضورﷺ اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ رسول اکرمﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ اس کے ایسے ساتھی ہوں گے جن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں تم اپنے صوم وصلاۃ کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پاک کو پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے ان کی نشانی ہے کے ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان یا گوشت کے لوتھڑے کے مانند ہوگا۔ یہ لوگ ایک بہترین گروہ کے خلاف بغاوت کریں گے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کے میں نے یہ فرمان نبوی سنا ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علیؓ نے ان خارجیوں کے ساتھ جنگ کی۔ میں بھی آپؓ کے ساتھ تھا۔ حضرت علیؓ نے مذکورہ آدمی ڈھونڈنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے ڈھونڈھ کر آپؓ کی خدمت میں لایا گیا۔ میں نے اسے غور سے دیکھا تو اس کی جسمانی ساخت فرمان نبوی کے عین مطابق نکلی۔

مسلمؒ حضرت عبیدہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی المرتضیٰؓ اہل نہر (خارجی) سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا: اگر یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر رسول اللہﷺ نے فرمایا تھا تو پھر دیکھو ان میں ایک شخص ہوگا جس کے ہاتھ کی ساخت ناقص ہوگی۔ حسب ارشاد ہم نے اس شخص کی تلاش شروع کر دی۔ ڈھونڈتے ڈھونتے ہم نے اس کو پا لیا اور اسے ہم حضرت علیؓ کی پاس بلا لائے۔ جب وہ آپؓ کے پاس آیا تو آپؓ نے تین بار اللہ اکبر کہا۔ پھر ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم تکبر کا شکار ہو جاؤ گے تو میں تمہیں بتا دیتا کہ ان لوگوں کے قاتلین کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولﷺ کی زبان سے کون کون سی بشارتیں سنائیں تھیں۔ میں (حضرت عبیدہؒ) نے عرض کی: کیا آپؓ نے

رسول اللہ ﷺ سے یہ بشارتیں سنی تھیں ۔آپؓ نے تین بار فرمایا: ہاں ۔رب کعبہ کی قسم میں نے سنی تھی ۔ سیوطی ج ۲ ۴۲۵

دوقسم کے دوزخی لوگ: امام مسلمؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' دوقسم کے دوزخی میں نے دیکھے ۔ایک وہ جن کے پاس گائے کی دم کے مانند کوڑے ہوں گے اور ان سے وہ لوگوں کو زدوکوب کریں گے ۔

حاکمؒ ابوامامہؓ سے روایت کرتے ہیں حضورؐ نے فرمایا اس امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کے پاس گائے کی دم کے مانند کوڑے ہوں گے اور وہ صبح شام اللہ کی ناراضگی میں گزاریں گے ۔ (ایسے تاریخ میں کئی واقعات ہوے ہیں جیسے اماموں کو اور کئی تابعین کو خلفاوں نے اپنے دور میں کوڑے لگایں جس سے ان کی شہادت ہوی)۔ دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو اتنا باریک لباس پہنیں گی کہ سارا بدن برہنہ محسوس ہوگا ۔اپنے جسم کو بڑے ناز سے مٹکاتی ہوی چلیں گی ان کے سریوں دکھائی دیں گے جیسے بختی اونٹوں کی کوہان جھوم رہی ہوتی ۔

سیوطی ج ۲ص ۴۳۴

منکرین سنت اور متشابہ آیات پر بحث کرنے والے

حضرت مقدام بن معدیکربؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : مجھے کتاب دی گئی اور اس کے ساتھ اس کی مثل (سنت) دی گئی ۔عنقریب ایک سیر شکم (پیٹ بھرا) شخص تکیہ لگا کے بیٹھے گا اور کہے گا ۔صرف قرآن پر عمل کرو ۔اس کے حلال کردہ چیزوں کو حلال جانو اور اس کے حرام کردہ چیزوں کو حرام جانو ۔ بیہقیؒ

حضرت ابورافعہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تم میں سے ایسا شخص ہرگز نہیں دیکھنا چاہتا جو تکیہ لگا کر بیٹھتا ہوا اور اسے کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کے متعلق میرا حکم سنایا جائے تو وہ کہے ۔

''ہم کچھ نہیں جانتے ۔ہم صرف کتاب الہٰی کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں ۔ ابوداؤدؒ بیہقیؒ سیوطی ج ۲ص ۴۳۰

شیخینؒ حضرت عایشہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ۔

ترجمہ: وہی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی ۔اس کی کچھ آیتیں محکم ہیں ۔وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں ۔پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ صرف متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں ۔قرآن سے ان کا مقصد فتنہ انگیزی اور غلط معنی کی تلاش ہے اور اللہ تعالیٰ کے بغیر اس کے صحیح معنی کو کوئی نہیں جانتا اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم اس کے ساتھ ایمان لائے ۔سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور صرف عقلمند ہی نصیحت قبول کرتے ہیں ۔''

حضرت عایشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا ''جب تم ایسے آدمیوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کے پیچھے پڑے ہوے ہیں تو سمجھ جاؤ کہ آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے یہی لوگ مراد لئے ہیں ۔ایسے لوگوں سے بچ کے رہنا ۔''

بیہقیؒ کا مفہوم یہ ہے کہ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات میں جھگڑا کرتے ہیں تو جان لینا کہ یہی مراد الہٰی ہیں ۔حضرت ایوبؓ

فرماتے ہیں کہ میں نے جتنے بھی اصحاب اہواء (خواہشات نفسانی کے پیروکار) دیکھے ہیں وہ سبھی متشابہا آیات میں جھگڑتے ہیں۔

امام مہدی موعود علیہ سلام: نبی اکرم ﷺ نے امام مہدی کے آنے کی متواتر احادیث سے پیشن گوئی فرمائی ہیں۔ یہ ایک متفقہ بات ہے جسے عالم اسلام کا ہر فرقہ تسلیم کرتا ہے۔ علماء دین کے پاس یہ ایک موضوع بحث رہی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ کئی شخصیتوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور کئی دعوے دار بعد میں اپنے دعوے سے دست بردار بھی ہوے۔ آمد مہدی کے تعلق سے مختلف فرقوں میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ اہل تشیع کے پاس مہدی آئے اور غایب ہو گئے وہ پھر ظاہر ہونگے۔ اور اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ مہدی کا ابھی تک ظہور نہیں ہوا اور وہ آپ کے آنے کے منتظر ہیں۔

ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش شہر جونپور میں حضرت امیر سید عبداللہ صاحبؒ کو بی بی آمنہؓ کے بطن سے تین فرزند ہوے ۱ احمد ۲ سید محمدؑ ۳ فرزند کمسنی میں فوت ہوئے۔ سید محمد ۱۴ جمادی الاول روز دوشنبہ ۸۴۷ھ کو دنیا میں تشریف لائے۔ سید محمد جونپوریؑ نے امام مہدی کا دعویٰ کیا تو آپ کے دعویٰ کے تصدیق ایک جم غفیر نے کی اور آپ کے ماننے والے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئے ۔ اللہ کے فضل سے میں بھی مصدق مہدی ہوں۔

اس مضمون میں ہم کو بعثت مہدی کے موضوع پر بحث کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے چونکہ حضور اکرم ﷺ نے مہدی کے آنے کی پیشن گوئی کی تھی اسی لیے ہم نے یہاں اس کا تذکرہ کرنا مناسب سمجھا۔ آیے اب ہم آپ کو بعثت مہدی کی پیشن گوی کے تعلق کے احادیث بیان کرتے ہیں۔

احادیث : امام مہدی کی بعثت کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ کے کثیر تعداد احادیث ہیں ہم یہاں چند کا ذکر کرینگے۔

عبداللہ ابن مسعودؓ : سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''دنیا ہرگز ختم نہ ہوگی جب تک کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو پیدا نہ کرے جو میرا ہمنام اور اس کا باپ میرے باپ کے ہمنام ہوگا زمین کو عدل انصاف سے بھر دیگا جس قدر کہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔

اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اپنی سنن میں اور طبرانی ابونعیم و حاکم نے اپنی جوامع میں ذکر کیا۔

ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے کنز خلافت پر تین (بنی امیہ بنی فاطمہ بنی عباس) خلیفہ زادگان جنگ کریں گے مگر وہ کسی ایک کو بھی نہ ملے گا۔ پھر کالے جھنڈے مشرق کی طرف سے نکلے گے (تاتاری) وہ مقاتلہ عظیم کریں گے کوئی قوم ان کو قتل نہ کر سکے گی۔ اس کے بعد خلیفۃ اللہ مہدی کا ظہور ہوگا پس جب تم مہدی کی خبر سنو تو ان کے حضور میں حاضر ہو کر ان سے بیعت کرو گو تم کو برف پر سے گذرنا پڑے کیونکہ وہی اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ حاکم اور ابونعیم نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کو مفصلاً ذکر کیا ہے۔ اور امام احمدؒ نے اپنی مسند میں، ابن ماجہ اور امام بیہقی نے دلایل نبوت میں بیان کیا ہے۔

عوفؓ سے مروی ہے کہ ان سے نبی ﷺ نے فرمایا اے عوف جس وقت میرے اہل بیت سے دعوی مہدویت کے ساتھ کوئی مرد ظاہر ہوا اور تم نے ان کو پایا تو ان کی اتباع کرلو اور ہدایت پانے والوں سے ہو جاؤ۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ مہدیؑ سے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائیگی وہ امام نہ سونے والے کو جگائیں گے نہ بیٹھے کو اٹھائینگے۔ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں یہ حدیث لکھی ہے۔

عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت ہرگز ہلاک نہ ہوگی کیونکہ میں خود اس کے اول میں ہوں اور عیسیٰ ابن مریم اس کے آخر میں ہیں اور مہدی اس کے درمیان میں ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں حافظ ابونعیم اپنی عوالی میں

انس بن مالکؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

محمد ابن الحنفیہ نے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مہدی ہمارے اہل بیت میں سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے ایک رات میں اس لایق بنادیں گے

ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور امام ابوداؤد نے سنن میں اور امام احمد نے مسند میں بحوالہ محمد حنفیہ سے ابن کثیر قرب قیامت ص ۵۱

اللہ سبحان تعالیٰ دنیا میں انسانی ہدایت کے لیے اپنے پیغمبروں کو مختلف زمانوں اور مختلف علاقوں میں مبعوث فرماتے رہے اور ہر پیغمبر کو ایک خاص معجزہ عطا کیا۔ جس کسی بھی علاقے میں پیغمبر مبعوث ہوے وہاں اس قوم میں کسی خاص شعبے پر مہارت وعروج ہوتا تھا اپنے پیغمبر کو اُسی قسم کا کمال دیا جاتا تھا۔ جیسا کہ فرعون کے دور میں جادو کا بول بالا تھا موسیٰ کو اسی قسم کا کمال معجزہ عطا فرمایا۔ عیسیٰ کے دور میں طِب علاج عروج پر تھی عیسی علیہ سلام کو طبی علاج کی طرح معجزہ دے کر بھیجا گیا۔ بحرحال ہر پیغمبر ایک خاص قسم کے معجزہ کہ ساتھ اپنی قوم میں ہدایت دیتا رہا۔ ہمارے نبی اکرم سارے انبیاء کے سردار اور آخری نبی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ہر وہ معجزہ کے ساتھ بعثت کیا جب بھی کسی بھی کوئی بھی خواہش یا آزمایئش کی خاطر لوگوں نے آپؐ سے مطالبہ کیا چاہے وہ زمین، آسمان، موسم ، جانور وغیر کی اُسے ہمارے نبی نے اُس کو پورا کیا اور آپؐ کو اللہ نے ہر قسم کا اختیار دے کر دنیا میں بھیجا۔ آپؐ کو تمام اور کامل خصوصیات کے ساتھ مبعوث کیا گیا تھا۔

موسیٰ علیہ سلام نے اپنی امت کی پانی کی کمی کی شکایت کی اس پر اللہ کے حکم سے اپنا عصاء پتھر پر مارا جس سے پانی کے چشمے بہنے لگے۔ پتھر سے پانی کا نکلنا ایک معجزہ ضرور ہے فہم سے ممکن ہے مگر خارج عقل نہیں ہے۔ ہماری نبی اکرم ﷺ کے انگلیاں مبارک تھوڑے سے پانی میں ڈبو کر دعا کرنے سے فواروں کی طرح چشمے ابلنے لگے جسے ۱۴۰۰ افراد اور ان کے جانوروں نے ۳ دن استعمال کیا یہ عقل بعید کے خلاف ہے گوشت پوست سے پانی کا جاری ہونا صرف اور صرف معجزہ ہی ہے۔ نمکین پانی کے کنویں کو صرف یہ کہنا نہیں یہ میٹھا اور بہترین ہے آپؐ کی زبانِ مبارک سے نکلنا فوری پانی کا اسی طرح ہوجانا یہ ایک معجزہ ہے۔ آپؐ کے حکم سے موسم بدل جاتے تھے اور قحط زدہ علاقوں میں آپؐ کی دعا ختم ہونے سے پہلے بارش شروع ہوجاتی تھی آپؐ کے نبوت سے پہلے بچپن اور کمسنی کی عمر میں عبدالمطلب اور ابوطالب کی خواہش پر بارش کی دعا کی اللہ نے فوری اپنے نبی کی دعاوں کے نتیجہ میں بارش برسائی۔

سلیمان علیہ سلم کو اللہ تعالیٰ نے ہوا، جنات پر حاکم بنایا اور جانور، پرند پر اپنی قدرت سے بولی سمجھنے کی طاقت عطا کی۔ یہ معجزہ دے کر پیغمبری اور بادشاہت عطا کی۔ اس کے برخلاف ہمارے نبی اکرم ﷺ کو یہ ساری نعمتیں عطا کی۔ جانور آپؐ کے آگے سربجود ہو جاتے تھے، بگڑے ہوئے وحشی جانور آپ کے حکم سے سدھر جاتے۔ بعض وقت وہ آ کر اپنے پر ظلم اور تکلیف کا اظہار کرتے اللہ کے نبیؑ اُن کے مطالبات کو پورا کرتے وہ آپؐ کی گفتگو کو سمجھتے اور جانور کی گفتگو آپؐ سمجھتے۔ اور مختلف اوقات میں آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتے اور سلام کرتے۔

جھاڑ اور اسکے ٹہنیاں آپؐ کے حکم کو سنتے اور اُس پر عمل کرتے بعض دفعہ تو سجدہ کرتے اور اپنی جڑوں کو اکھاڑ کر آپؐ کے قریب آ جاتے اور پھر واپس اپنی جگہ چلے جاتے اور پہلے کی طرح پھر سے قایئم ہو جاتے۔

ایک مقام پر نبی اکرم ﷺ جنّات کی جماعت سے ملاقات کی اور ان کو قرآنِ مجید پڑھ کر سنایا فوری وہ جماعت آپؐ کے دستِ مبارک پر ایمان لے آئی اور رسالت کو تسلیم کیا اور اپنی قوم کے دوسرے جنات میں تبلیغ کا کام انجام دیا۔

عیسیٰ علیہ سلام : کو اللہ تعالیٰ نے کئی خاص معجزے دے کر مبعوث فرمایا جس میں بیماروں کو شفا (صحت) عطا کرنا غیب کی باتیں بتلانا، مردوں کو زندہ کرنا ہے۔ یہ معجزات عیسیٰ اپنی امت کے سامنے اپنی پیغمبریت کے ثبوت میں پیش کرتے رہے۔

ہمارے نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں عیسیٰؑ کے یہ معجزات ایک حصہ رکھتے ہیں۔ حضورؐ کا اپنے لعبِ دہن سے بیماریوں کو دور کرنا اور جنگ میں زخمی ہونے والے اصحاب کو چھو کر ان کے زخموں کو ٹھیک کر دینا، کسی کے ٹوٹے ہاتھ، پیر آنکھ غرض ہر اجزا: کو اپنے لعابِ دہن لگا کر فوری جوڑ دینا اور پہلے سے زیادہ اچھا کر دینا، نابینا اصحاب کا آنا آپؐ کا ہاتھ مبارک آنکھوں پر پھیرنا فوری اُن کی بینائی کا واپس آ جانا اور اس شخص کا ۱۰۰ سال عمر کے بعد بھی سوئی میں دھاگہ ڈالنا یہ معجزات ہی تو ہیں۔

مدینہ منورہ کی ہوا اور موسم مہاجرین ملکہ کو راز نہ آنا، وہ لوگوں کا مسلسل بیماریوں میں مبتلا رہنا، اس پر اصحاب کی شکایتیں سن کر اللہ سے دعا کر کے بیماریوں اور طاعون کو مدینہ منورہ سے نکل جانے کا حکم دینا دنیا نے دیکھ لیا کہ فوری مدینہ شریف کا موسم بدل کر خوش گوار ہو جانا۔ آج بھی مدینہ منورہ میں طاعون کی بیماری کا وجود نہیں ہے۔

ہر پیغمبر نے اپنے زمانے میں محمد ﷺ کے آنے کی خوشخبری دی اور اپنی اپنی امت کو نصیحت کی جب آپؐ کا دور پاؤں تو آپؐ پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ تاجدارِ مدینہ خاتم النبین، امام الانبیاء کے تمام معجزات میں کا ایک جزیا ایک حصہ ہر ایک پیغمبر کو عطا کیا گیا۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ ایک مکمل اور آپؐ ہی کی ذات ایسی ہے کہ آپؐ کا ہر لمحہ حیات معجزہ ہی معجزہ ہے جس کا تصور کوئی بھی تمام کایئنات میں نہیں کر سکتا۔

نبی اکرم ﷺ کی مخصوص خصوصیات

حضرت حلیمہؓ : بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ دو ماہ کے ہوئے تو دونوں طرف کروٹ لے لیتے تھے، تین ماہ کے ہوئے تو پاؤں پر کھڑے ہوگئے، چوتھے مہینے دیوار پکڑ کر چلنے لگے، پانچویں ماہ بذات خود چلنے پر قدرت پائی، آٹھ ماہ کے ہوئے تو بولنا شروع کر دیا کہ آپؐ کی بات سنائی دینے لگی، نو ماہ کے عمر کو پہنچے تو فصیح زبان میں گفتگو کرنے لگے اور جب دس ماہ کے ہوئے تو بچوں کے ساتھ تیراندازی شروع کر دی۔ آپؐ کی اٹھان اور عالم شباب دوسرے جوان لڑکوں کی مانند نہ تھی۔ کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر روزانہ آفتاب کی طرح نور اترتا، پھر چھٹ جاتا۔ آپؐ جس چیز کو ہاتھ لگاتے، تو بسم اللہ کہتے۔

بی بیؓ فرماتی ہیں کہ ایک دوپہر آپؐ کی تلاش میں نکلی۔ یہاں تک کہ آپؐ کو رضاعی بہن شیماء کے ساتھ دیکھا غصے سے کہا: اس سخت گرمی میں؟ تو آپؐ کی بہن نے کہا اماں میرے بھائی کو دھوپ نہیں لگتی، میں نے دیکھا کہ ایک بادل ان پر سایہ کناں تھا یہ رکتے تو وہ ٹھہر جاتا، جب آپؐ چلنے لگتے تو وہ بادل بھی چل پڑتا۔

ام ایمنؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بچپن یا جوانی میں کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت کرتے نہیں دیکھا، صبح سویرے اٹھ کر آب زم زم نوش فرماتے، بعض وقت ہم ناشتہ پیش کرتے تو فرماتے میں شکم سیر (پیٹ بھرا ہوا) ہوں۔
ابوطالب کے دیگر بچے جب صبح کو اٹھتے ان کے بال پراگندہ، آنکھیں گندی اور رنگ زرد ہوتے تھے مگر آپؐ صبح اس حالت میں کرتے کہ آپؐ کے بالوں میں تیل لگا ہوا ہوتا، آنکھوں میں سرمہ موجود ہوتا اور رنگ انتہائی صاف ہوتا، گویا لطف خداوندی کے پر لذت عیش میں ہوں۔

بلند آواز : عبدالرحمان بن معاذؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں منیٰ میں خطبہ ارشاد فرمایا جس سے ہمارے کانوں کی کھڑکیاں کھل گیں۔ ہم اپنے اپنے (خیموں اور) مقامات میں بیٹھے آپؐ کا خطبہ سن رہے تھے آپؐ لوگوں کو مسائل حج سکھلا رہے تھے پھر آپؐ نے فرمایا اب تم کھجور کی گٹھلی جیسی کنکریاں مارنی ہیں۔

ام المومنین سیدہ عائیشہ : آپؓ سے روایت ہے کہ ایک بار جمعہ کے دن نبی اکرم ﷺ ممبر پر تشریف فرما ہوئے تو لوگو سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ عبداللہ بن رواحہؓ نے محلّہ بنی غنم میں یہ آواز سن لی اور وہیں بیٹھ گئے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یہ ابن رواحہؓ بنی غنم میں سرِ راہ بیٹھے ہیں انہوں نے آواز سنی کہ آپؐ لوگوں سے فرما رہے ہیں کہ بیٹھ جاؤ تو وہیں بیٹھ گئے۔ آپؐ کی آواز قدرتاً اتنی بلند تھی کہ مسجد نبوی سے نکل

کر دور تک پہنچی اور محلّہ غنم میں عبداللہ بن رواحہؓ نے سنا۔

عبداللہ بن بریدہؓ : آپؓ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہتے ہیں ایک بار ہم نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی نماز ختم ہونے کے بعد آپ ؐ ہماری طرف بڑے غضب میں بلند آواز کے ساتھ متوجہ ہوے۔آپ ؐ کی آواز اتنی بلند تھی کہ پردہ نشین عورتوں نے بھی بند حجروں میں اسے سن لیا۔فرمایا اے لوگوں کئی ایسے ہیں جو زبان سے ایمان لائے ہیں مگر ان کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوا۔مسلمانوں کو گالی نہ دو۔ان کی خفیہ باتوں میں نہ پڑو۔کیونکہ جو مسلمانوں کی ذاتی اور خفیہ باتوں میں پڑتا ہے اللہ اُسے رسوا کر دیتا ہے۔

سماعت و بصارت (سنّا اور دیکھنا): ابوذر غفاریؓ :آپؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے اور آسمان چرچرا رہا ہے اور اسے ایسا کرنا چاہیے۔آسمان میں کہیں بھی چار انگشت جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی جبین نیاز جھکائے بارگاہ ایزوی میں سجدہ ریز نہ ہو۔قسم بخدا اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو گے زیادہ روؤں گے نرم بستروں پہ عورتوں سے لطف اندوزی چھوڑ دو گے اور بارگاہ خداوندی میں محو دعا رہنے کے لیے گھاٹیوں میں جا بسیرا کرو گے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ارشاد فرماتے تھے۔صفیں درست کرو اور مل کر کھڑے ہو کیونکہ میں تمہیں پیچھے سے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے آگے سے۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اپنے پیچھے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے آگے دیکھتا ہوں اس لیے صفیں درست رکھا کرو۔ (بخاری کتاب الاذان)

پسینہ مبارک : انس بن مالکؓ :آپؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ام سلیمؓ کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔وہ آپؐ کے لیے چمڑے کی چٹائی بچھا دیتیں آپؐ اس پر آرام فرمایا کرتے پھر وہ چٹائی سے آپؐ کا پسینہ مبارک اتار کر عطر دان میں ڈال لیا کرتی۔
آپؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی عنبر یا کستوری نبیؐ کے پسینے مبارک سے زیادہ خوشبودار نہیں دیکھی۔ مسلم ج ۲ ص ۲۵۷
آپؓ ہی کی اور ایک روایت ہے کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب (اپنے گھر سے) ہماری طرف تشریف لائے تو ہمیں آپؐ کی آمد کا علم ہو جاتا تھا۔آپؐ کے وجود والی خوشبودار ہوا ہم کو معطر کر رہی ہوتی۔

ام المومنین سیدہ عایشہؓ :آپؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا پسینہ مبارک آپؐ کے چہرے پر یوں چمکتا تھا جیسے موتی ہوں اور وہ مہکتی کسوری (زعفران) سے بڑھ کر خوشبودار ہوتا تھا۔

حضرت جابرؓ : آپؓ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی چند بے مثال خصایل تھیں مثلاً یہ کہ جس راستے سے آپؐ گزر

جاتے تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ آپؐ ادھر سے گزرے ہیں۔ کیونکہ آپؐ کے وجود مبارک کے خوشبودار پسینے سے یا اس کی خوشبودار ہوا سے راستے معطر ہو جاتے۔ مستدرک الحاکم ج ۲ ص ۵۱۰ ۔ ترمذی اور ابن ماجہ ۔۔۔ ابو نعیم ص ۳۹۲ ، ۵۴۰

حضرت ابو ہریرہؓ : مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپؐ میری مدد فرمائیں، آپؐ نے فرمایا اس وقت تو کچھ پاس نہیں، ہاں تم کھلے منہ کی شیشی اور درخت کی ٹہنی لاؤ وہ دونوں چیزیں لے آیا تو آپؐ نے دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی، آپؐ نے فرمایا اسے لے لو اور اپنی بیٹی کو کہو کہ وہ یہ لکڑی اس شیشی میں ڈبو کر لگایا کرے، چنانچہ جب وہ لڑکی خوشبو لگاتی تو اہلِ مدینہ اس کی خوشبو محسوس کرتے، اسی وجہ سے ان کے گھرانے کو بیت المطیبین کے نام سے یاد کرتے۔ طبرانی

حضرت معاذ بن جبلؓ : آپؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور انور ﷺ کے ہمراہ چل رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا میرے قریب آؤ میں قریب ہوا تو مجھے رسول اکرم ﷺ کے بدن اطہر سے ایسی خوشبو محسوس ہوی جو مشک و عنبر سے زیادہ لطیف تھی (بزار) حجتہ ج ۲ ص ۳۷۹

مبارک ہتھیلی : حضرت جابر بن ثمرہؓ کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے میرے رخساروں پر دستِ مبارک پھیرا تو میں نے آپؐ کے ہاتھ کی خنکی اور خوشبو محسوس کی، گویا آپؐ نے خوشبودان سے دست مبارک نکالا ہو۔ (مسلم) ۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مبارک ہتھیلی کو ریشم و دیبا سے زیادہ نرم و ملایم محسوس کیا اور کوئی خوشبو خوشبوئے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ پاکیزہ نہیں پائی۔ (شیخین)

قوت : حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے گرفت اور مجامعت میں چالیس (۴۰) مردوں کی قوت عطا کی گئی ہے۔

حالت خواب : حضرت عایشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ (ﷺ) کیا آپؐ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا اے عایشہؓ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں مگر ان کے دل بیدار رہتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ : فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں بیمار ہوا، رسول اللہ ﷺ عیادت کے لیے تشریف لائے اور دست مبارک میری پیشانی پر رکھا پھر میرے چہرے، سینے اور پیٹ پر پھیرا تو آج تک مجھے آپؐ کے دست اقدس کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ (امام احمد)

جسم اقدس کا سایہ نہ تھا : ذکوانؓ روایت کرتے ہیں۔ دھوپ ہو یا چاندنی نبی اکرم ﷺ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ امام ابن سبعؒ

فرماتے ہیں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے خصایص میں سے تھا کہ آپؐ کا سایہ زمین پر نہ پڑھتا تھا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ نور تھے جب آپؐ سورج کی روشنی یا چاند کی چاندنی میں چلتے تو آپؐ کا سایہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپؐ کے سایہ نہ ہونے کی ایک شاہد یہ حدیث ہے۔ جس میں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے، اے اللہ مجھے سراپا نور بنادے۔

آپؐ کی لطافت ونورانیت کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے یہ خوبصورت شعر کہا۔

سارا زمانہ اس کے زیر سایہ ہے جس کے جسد اطہر کا اپنا کوئی سایہ نہیں، بلکہ دوسروں کا سایہ بھی اس پیکر نور کی نورانیت میں آکر گم ہو جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ابن سبع کے الفاظ یہ ہیں کہ مکھی کبھی حضورؐ کے کپڑوں پر نہیں بیٹھی نہ ہی کھٹمل نے آپؐ کو اذیت دی۔ امام قاضی عیاض شفاء میں اور امام عزفی مولود میں ۔۔۔۔ حجتہ ج ۲ ص ۳۸۰

اگر آپؐ کا کوئی بالِ مبارک آگ میں گر جاتا تو وہ جلتا نہیں تھا (نہ آگ اس کو جلا سکتی تھی)

آنحضرت ﷺ جب کسی جانور پر سوار ہوتے تو جب تک آپؐ سوار رہتے تو وہ جانور نہ پیشاب کرتا تھا نہ گوبر یا لید کرتا تھا۔

جماہی سے حفاظت : نبی اکرم ﷺ کی شیطان سے عصمت وحفاظت کی ایک دلیل یہ ہے کہ آپؐ نے کبھی جمائی نہیں لی۔

امام بخاری نے تاریخ میں ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے یزید بن اصم سے نقل کیا ہے۔

عقل مصطفی ﷺ کی عظمت: وہب بن منبہؒ کی روایت بیان کرتے ہیں میں نے اکہتر (۷۱) آسمانی کتابوں کا مطالعہ کیا اور سب میں یہی پایا کہ اللہ تعالیٰ نے آغاز سے اختتام دنیا تک لوگوں کو عقل مصطفی ﷺ کے مقابل اتنی عقل فرمائی، جتنی ذرہ ریگ (ریتی) کو ریگستان دنیا کے ساتھ نسبت ہے، بے شک محمد رسول اللہ ﷺ دانش و رائے میں سارے جہاں کے لوگوں سے زیادہ ہیں۔ ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے بحوالہ وہب بن منبہ سے ۔۔۔ حجتہ ج ۲ ص ۳۷۶

اعجاز سماعت (سننے کی طاقت) حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، میں آسمانوں کے چرچرانے کی آواز سنتا ہوں اور ان کے شایان شان ہے کہ وہ چرچر کریں کیونکہ آسمانوں میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو۔ ترمذی، ابن ماجہ، ابونعیم ۔۔۔ حجتہ ج ۲ ص ۳۷۷

حسن مبارک : حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حسین اور خوبرو تھے آپؐ دراز قد تھے نہ کوتاہ قد، بلکہ متوسط القامت تھے ۔ (بخاری، مسلم) براءؓ سے کسی نے سوال کیا، کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس تلوار کی مانند تھا، فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح حسین تھا۔ بخاری

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے حسین تر کسی کو نہیں دیکھا، یوں معلوم ہوتا تھا گویا آپؐ کے چہرہ اقدس میں

آفتاب روشن ہو جب تبسم (ہنستے) فرماتے تو دیواریں جگمگا اُٹھتی۔

حضرت جابر بن ثمرہؓ کہتے ہیں ان سے کسی نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس تلوار کی مانند تھا، فرمایا نہیں، بلکہ چاند و سورج کی مانند گول تھا۔ مسلم

دارمی اور بیہقی حضرت جابر بن ثمرہؓ سے روایت کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا، آپؐ سرخ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے میں کبھی آپ ﷺ کو دیکھتا، کبھی چاند کو خدا کی قسم آپؐ مجھے چاند سے زیادہ حسین نظر آئے۔

روشن چہرہ : حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپؐ کا چہرہ اقدس جگمگا اُٹھتا۔ یوں معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اس سے ہمیں حضورؐ کی حالت مسرت کا علم ہو جاتا۔ بخاری

حضرت ابو عبیدہؓ: بیان کرتے ہیں میں نے ربیع بنت معوذؓ سے درخواست کی کہ مجھے حضور ﷺ کے حسن و جمال کے متعلق بتایے۔ فرمایا: بیٹا اگر تو حضور ﷺ کی زیارت کرتا تو پکار اُٹھتا کہ آفتاب روشن ہے۔ (دارمی، طبرانی بیہقی)

حضرت علیؓ : آپؓ سے مروی ہے کہ۔ نبی اکرم ﷺ کا رنگ گورا اور جاذب نظر تھا۔ بیہقی

آپؓ ہی سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ کی چشمان مبارک بڑی، پلکیں دراز اور آنکھوں میں سرخی کی لکھیر تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ : فرماتے ہیں میں نے کوئی شخص حضور ﷺ سے زیادہ بہادر، زیادہ سخی اور خوبصورت نہیں دیکھا۔ دارمی

حضرت عائشہؓ : آپؓ سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک یہ ہے کہ آپؐ حد سے زیادہ لمبے اور پتلے وجود کے نہ تھے اور نہ ہی ایسے کوتاہ قد تھے کہ نظر میں نہ جچیں۔ بلکہ قد مبارک کی یہ کیفیت تھی کہ اکیلے چلتے تو درمیانہ قد نظر آتے مگر جب آپ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی چل رہا ہوتا تو آپؐ اس سے اُونچے ہی دکھائی دیتے خواہ وہ کتنا ہی لمبا کیوں نہ ہوتا ہو۔ کبھی ایسا ہوتا کہ دو آدمی آپؐ کے ساتھ چل رہے ہیں اور آپؐ کا قد ان سے اُونچا ہے مگر وہ آپؐ سے جدا ہوئے تو وہ دراز قامت نظر آئے اور نبی اکرم ﷺ درمیانہ قد کے ٹھیرے اور آپؐ ارشاد فرمایا کرتے بھلائی مکمل طور پر میانہ قامت میں ہے۔

آپؐ میانہ قد کے تھے مگر یہ آپؐ کا اعجاز تھا کہ بڑے سے بڑا دراز قامت آدمی بھی جب آپؐ کے ساتھ کھڑا ہوتا تو آپؐ اُس سے اونچے ہی نظر آتے کیونکہ اللہ کو یہ پسند نہیں کہ اس کے حبیب ﷺ کے حضور کسی کا سر آپؐ سے اُونچا ہو۔ دلائل ص ۵۶۲

پیشانی داڑھی اور گردن وغیرہ : آپؐ کی جبین انور (پیشانی مبارک) بہت ہی روشن ترین تھی۔ جب آپؐ کی پیشانی مبارک بالوں میں سے نمودار ہوتی یا آپؐ کسی بند جگہ سے باہر نکلتے یا رات کے اندھیرے میں تشریف لاتے یا اچانک لوگوں کے سامنے

آجاتے تو آپؐ کی پیشانی مبارک یوں لگتی جیسے روشن چراغ ضوفشاں ہواور لوگ پکار اُٹھتے کہ بدر کامل طلوع کر آیا۔

حضرت حسانؓ ابن ثابت نے آنحضرتﷺ کی جبیں مبارک کے بارے میں ایک شعر کہا ہے۔

ترجمہ : جس وقت انتہائی تاریکیوں میں ان کی جبیں روشن نما ہوتی وہ اس طرح جگمگاتی ہے جیسے اندھیروں میں شمع۔

آپؐ کے رُخسار ہموار تھے جن میں گوشت کی کمی بیشی نہ تھی۔آپؐ کا چہرہ نہ زیادہ لمبا تھا نہ اتنا گول کہ پیشانی سکڑی ہو۔

داڑھی مبارک گھنی تھی۔ لب زیریں (ہونٹ کے نیچے) کے نیچے والے بال کچھ ابھرے ہوئے تھے اوران کے دائیں بائیں خالی جگہ یوں چمکتی تھی جیسے ہیرے ہوں۔اوران بالوں کے نیچے پھر بال تھے جو داڑھی کے ساتھ جا ملے تھے اور اسی کا حصہ محسوس ہوتے تھے۔

آپؐ کی گردن مبارک تمام بندگان خدا سے حسین تر تھی جسے لمبی کہا جا سکتا تھا نہ چھوٹی۔دھوپ اور ہوا نے گردن کا رنگ ایسا کر دیا تھا کہ گویا وہ چاندی کی ایسی صراحی ہے جس میں سونے کی آمیزش (ملاوٹ) ہو،گردن میں چاندی کی سی سفیدی اور سونے کی سی سرخی جھلکتی تھی جبکہ گردن کا وہ حصہ جو کپڑے میں چھپا تھا اور اس سے نیچے والا حصہ تو ایسا چمکدار رنگ رکھتا تھا جیسے وہ بدر کامل ہو(مکمل چاند یعنی کہ چودھویں کا چاند)۔

دندان مبارک: حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہﷺ کے سامنے کے دونوں دانتوں میں کشادگی تھی آپؐ جب گفتگو فرماتے تو اُن سے نور نکلتا ہوا محسوس ہوتا۔ دارمی،شمایل ترمذی بیہقی طبرانی حجتہ ج ۲ ص ۳۷۱

سینہ مبارک : آپؐ کا سینہ مبارک کشادہ تھا جس پر بالوں کی ایک خوبصورت لکیر تھی جو ناف تک چلی گئی تھی۔اور سینہ و شکم (پیٹ) پر اس کے علاوہ بال نہ تھے۔

ہتھلیاں مبارک : ہتھلیاں مبارک فراخ (بڑی چوڑی) اور پر گوشت تھیں

اُنگلیاں مبارک : ایسی خوبصورت کہ گویا کہ چاندی کی شاخیں ہیں دست مبارک (ہاتھ) ریشم سے زیادہ نرم تھے۔اور ایسے خوشبودار کہ جیسے عطار (عطر بنانیوالے) کے ہاتھ ہوں۔خواہ ان پر خوشبو لگی ہو یا نہ آپؐ سے مصافحہ کرنے والا ایک دن تک اپنے ہاتھوں میں خوشبو محسوس کرتا رہتا۔اگر آپؐ کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔کیونکہ اس کے سر سے خوشبو آنے لگتی۔

آپؐ پورے وقار سے چلتے اور چلتے ہوئے یوں محسوس ہوتا جیسے گہرائی میں اُتر رہے ہو(کیونکہ نگاہ پست ہوتی تھی) آپؐ کی رفتار آہستہ مگر تکبر سے خالی ہوتی جس میں ایک رعب اور وقار ہوتا جب کسی نیکی کی طرف جانا ہوتا تو سب سے آگے ہوتے اور تیز چلتے مگر جب ایسی صورت نہ ہوتی تو آپؐ سب سے پیچھے رہتے اور آہستہ آہستہ چلتے۔

آپؐ فرمایا کرتے میں اپنے باپ آدم علیہ سلام کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔اور ابراہیم علیہ سلام سے صورت و سیرت میں سب لوگوں سے زیادہ مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

یہ روایت بی بی عائشہؓ سے ہے اس لیے ان کی صداقت میں کیا شک ہے اور پھر ایک بیوی اپنے شوہر کو قریب سے دیکھتی ہے۔ دلائل ص ۵٦٦

حضرت شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی تخلیق (بالا اوصاف کی حامل) شکل وصورت پر ہوئی، اس طرح آپؐ کی صورت اور اٹھان کمال حسن کا آئینہ دار ہے۔ یونہی سیرت اور رتبہ کے لحاظ سے مرتبہ کمال پر فائز ہیں اور ظاہر اور باطن کے تمام زاویوں اور جہتوں سے آپؐ تمام انسانوں سے زیادہ جمال وکمال کے حامل ہیں۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں — یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا — کوئی تجھ سا ہوا نہ ہوگا شاہ تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا : مجھے آپؐ جیسا نہ کوئی آپؐ سے پہلے نظر آیا نہ آپؐ کے بعد۔ آپؐ کے حسن جمال کو ہیبت و وقار کے پردوں نے ڈھانپ رکھا تھا تا آنکہ آنکھیں اس حسن بے حد کے دیدار کی تاب لاسکیں۔ اس کے باوجود حضرت حسانؓ فرماتے ہیں کہ جب میری نظر آپ ﷺ کے انوار وتجلیات پر پڑی تو میں نے اپنے ہاتھ اس انداز سے اپنی آنکھوں پر رکھ لیے کہ مبادا میری بصارت نہ زائل ہو جائے

حضور اکرم ﷺ کے دیگر خصوصی امتیازات

حضرت امام الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ آپؐ شریعت و طریقت، حقیقت، معرفت چاروں میں جامع (مکمل) ہیں جبکہ دیگر انبیائے کرام کو کسی ایک سے سرفراز کیا جاتا تھا جیسا کہ موسیٰؑ اور خضرؑ سے واضح ہے۔ اور مہدی کا ظہور آپ کی طریقت اور خدا کی معرفت کے لیے ہی ہے اور ذاتِ مہدی کا آنا ہی اس خاص مظہر کو پورا کرنا ہے۔ آپؐ کا خصوصی امتیاز یہ ہے کہ آپؐ سلسلہ نبوت کے آخری پیغمبر ہیں۔ آپؐ کی شریعت دائمی ہے جو تمام شرائع کی ناسخ ہے اور یہ بھی ہے کہ انبیائے گزشتہ آپؐ کے زمانہ پاک میں پیدا ہوتے تو ان پر آپؐ کی اطاعت لازم ہوتی۔ کیونکہ آپؐ تمام لوگوں اور تمام عالموں کے لیے مبعوث فرما ہیں۔ اور آپؐ کے پیروکار تمام انبیاء کے پیروکاروں سے بڑھ کر ہیں اور جنات بالاتفاق آپ کے دائیرہ رسالت میں ہیں۔ اور ایک قول کے مطابق آپؐ سارے فرشتوں کے رسول بھی ہیں۔ آپؐ کے خصائیص میں سے ایک اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ حتیٰ کہ کافروں کو بھی تاخیر عذاب کی صورت میں اس رحمت سے حصہ ملا ہے۔

ارشاد نبی ﷺ ہے میں اس وقت نبوت سے سرفراز ہو چکا تھا، جب آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے

ہر نبی خاص اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتا ہے مجھے ساری انسانیت کی طرف نبی بنایا گیا ہے

آپؐ کی ظاہری صورت فی الحقیقت اسی طرح کی ہے مگر آپؐ کی حقیقت کو سوائے پروردگار عالم کے کوئی نہیں جانتا جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبرؓ سے فرمایا تھا۔

''اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کوئی شخص بجز میرے رب تعالی کے میری حقیقت سے آگاہ نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ سید التابعین حضرت اویس قرنیؒ نے فرمایا اصحاب رسول اللہ ﷺ نے ایک ظل (رتی برابر یا چھوٹا حصہ) کے آپؐ کی شخصیت کا کچھ نہیں دیکھا ۔ پوچھا گیا کیا ابوبکر صدیقؓ نے بھی آپ ﷺ کو اپنی اصلی صورت کریمہ میں نہیں دیکھا تو فرمایا: ہاں! حضرت صدیقؓ نے بھی آپؐ کی صورت اصلیہ نہیں دیکھی۔

حضرت عیدروسؒ زیر قول ومعدن الاسرار الربانیہ فرماتے ہیں۔

حضرت سید عالم نور مجسم ﷺ اسرار ربانیہ کی کان ہیں کیونکہ آپؐ اسرار ذات الٰہیہ اور انوار صفات سینہ کی تجلی کا آئینہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرار کے خزانے آپؐ کے قلب اطہر میں ودیعت (محفوظ) کیے ہیں۔ جو صرف آپؐ پر ظاہر ہوے جو آپؐ کے لیے بے حجاب ہیں۔ حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے کئی اقسام کے علوم عطا فرمائے ، کچھ علوم ایسے ہیں جنہیں پوشیدہ رکھنے کا عہد لیا اور بعض ایسے ہیں جن کے چھپانے یا نہ چھپانیکا اختیار دیا اور بعض علوم وہ ہیں جن کی خاص وعام تک تبلیغ کا حکم دیا۔ عیدروس فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ فرمایا: میں روز قیامت اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد وثناء بجالاوں گا جواب تک ظاہر نہیں ہوی، اسی لیے اللہ نے نبی ﷺ کو دعا ''رب زدنی علما'' پڑھنے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوا کہ سید عالم ﷺ کو ہر لمحہ کمالات اور غیر متناہی علوم میں ترقی ملتی رہی۔ حجتہ ج ۱ ص ۱۱۷

ابوسعید نیشاپوری نے '' شرف المصطفیٰ '' میں فضائل کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر فضلیت عطا ہوی ہے ان خصایص کی تعداد ۶۰ ہے۔ (سیوطی فرماتے ہیں)

۱ آپؐ کی دشمنوں کے مقابلہ میں ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ نصرت وامداد کی گئی۔

۲ آپؐ کو جامع کلمات عطا کیے گئے۔

۳ آپؐ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی۔

۴ ہر شئے کا علم بخشا گیا بعض ائمہ کے نزدیک حتیٰ کہ روح کا علم بھی مگر اسے پوشیدہ رکھنے کا حکم ہوا۔

۵ دجال لعین کے حالات آپ پر کھول دیے گئے جبکہ دیگر انبیاء پر یہ راز منکشف نہ ہوا۔

۶ آپؐ کا نام اقدس احمد رکھا گیا۔

۷ حضرت اسرافیل علیہ سلام نے آپ کی بارگاہ میں حاضری دی۔

۸ نبوت اور سلطنت دونوں کو یکجا کر دیا گیا۔ امام غزالیؒ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ نبوت کے ساتھ سلطنت کے جمع ہونے کی وجہ سے آپ کو دیگر انبیائے کرام پر فضلیت حاصل ہوی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دین ودنیا کی فلاح کی تکمیل فرمائی۔

9 آپؐ خالی پیٹ سوتے اور صبح شکم سیر اُٹھتے۔

10 قوت اور طاقت میں کوئی آپؐ کا ہمسر نہ تھا۔

۱۱ زمین آپؐ کے قدموں کے سامنے سمٹ جاتی۔

۱۲ آپؐ طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے انگشتاں مبارک (انگلیاں) درام کرتے تو ان سے پانی رواں ہوتا۔

۱۳ آپؐ کو شرح صدر کا اعزاز ملا۔

۱۴ بعض کفّار کے عذاب میں تخفیف کے لیے آپؐ کی شفاعت قبول کی گئی۔

۱۵ آپؐ کا ذکر مبارک بلند کیا گیا۔

۱۶ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے نام اقدس کو اپنے نام کے ساتھ ملایا۔

۱۷ آپؐ حبیب الرحمان اور سردار بنی آدم ہیں۔ میں سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

۱۸ آپؐ اللہ کی بارگاہ میں تمام خلایق سے زیادہ معزز و مکرم ہیں۔

۱۹ ساری اُمت آپؐ کے سامنے پیش کی گئی یہاں تک کہ آپؐ نے سب کو دیکھ لیا۔

۲۰ آپؐ کی اُمت کے قیامت تک کہ پیش آنے والے واقعات وحالات آپؐ کے سامنے پیش کیے گئے۔

۲۱ حالت حیات میں آپؐ کو مغفرت کی نوید جاوفزا سنائی۔

۲۲ آپؐ کو بسم اللہ، فاتحہ الکتاب (الحم کا سورہ) اور آیت الکرسی سورتوں کی خصوصیت عطا کی گئی۔

۲۳ تلوار اور سلطنت کا اجتماع بھی آپؐ کی فضلیت ہے۔

آپ ﷺ کے خصوصیات میں یہ بھی ہے کہ آپؐ کو حسن و جمال سے نوازا گیا جبکہ حضرت یوسف علیہ سلام کو حسن کا ایک حصہ عطا ہوا۔

آپؐ کے ہزار اسمائے گرامی ہیں، تقریباً ۷۰ اسمائے گرامی اللہ تعالیٰ کے مقدس ناموں پر ہیں۔

آپؐ کی فضلیت ہے کہ فرشتے آپؐ پر سایہ کناں رہتے تھے۔

آپؐ نے جبرائیل امین کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا۔

آپؐ نے فرمایا روز قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور آدم علیہ سلام اور دیگر انبیاء سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے اور کوئی فخر نہیں ہے آپؐ کی بعثت کے باعث کہانت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ شہاب باری کے ذریعے آسمانی خبروں کو محفوظ کیا گیا۔ آپؐ کی ولادت پاک کی وجہ سے ابلیس کو آسمانوں پر جانے روک دیا گیا۔ آپ کی پشت مبارک پر قلب اطہر کے مقابل جہاں سے شیطان دخل اندازی کرتا ہے مہر نبوت لگائی گئی (تاکہ آپؐ ہر قسم کے شیطانی وسوسہ اندازیوں سے محفوظ اور معصوم رہیں۔ آپؐ کے شیطان کو مسلم کر دیا گیا۔

آپؐ کے والدین کریمین کو دوبارہ زندہ کیا گیا یہاں تک کہ وہ آپؐ کی رسالت پر ایمان لائے۔ یہ واقعہ میں کافی علماء میں اختلاف ہے بعض نے کافی شواہد کے ساتھ اس کا ثبوت دیا۔ اور دوسرا طبقہ سخت مخالفت کیا۔ مگر میں آپؐ کے والدین کے ایمان لانے کو مانتا ہوں۔

آپؐ نے انبیاء کرام کی (بعد از احیاء) معراج کو جاتے ہوئے بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام کو دوبارہ زندہ کیا گیا آپؐ نے امامت کی

اور نماز پڑھائی۔

فضلیت معراج اور ۷ آسمانوں کے پھٹنے، قاب قوسین تک رسائی اور اس مقام تک باریابی جہاں کسی نبی مرسل یا فرشتہ مقرب کو اذن باز یابی نہیں ہوی۔

آپؐ رویت باری تعالیٰ (سر کی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا یعنی کہ دیدار ہوا) سے ۲ بار مشرف ہوے۔ آپؐ نے جنت کی سیر کی اور دوزخ کا معاینہ فرمایا آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھی اور انہیں ذہن میں محفوظ رکھا، اس مشاہدہ کے دوران دل ونگاہ میں کجی اور لغزش کے آثار تک ظاہر نہ ہوے۔ حجتہ ج ۱ ص ۱۳۳

آپؐ کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ فرشتوں نے آپؐ کے ساتھ کفار کا قتال کیا۔ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جبرائل امین کے ساتھ زمین پر بھیج کر جنگ میں مدد کی اور وہ کفاروں کو قتل کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارک کی قسم اور آپؐ کے زمانے کی قسم کھائی۔

آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے صاحبِ قبلتیین بنایا حضور اکرم ﷺ کی خواہش ہمیشہ سے یہی رہی کہ قبلہ مکہ مکرمہ رہے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی خواہش کے مطابق بیت المقدس سے مکہ مکرمہ کو قبلہ بنادیا اور آپؐ کی خواہش پوری کردی اور آپؐ اللہ کہ بنائے ہوے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور پڑھائی۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ بھی خصوصی اعزاز ہے کہ، قبر میں مردے سے آپؐ کے متعلق سوال ہوگا۔

ملک الموت کا وقتِ پردہ فرمانے کے وقت اجازت طلب کرنا اور پردہ فرمانے کے بعد امہات المومنین کا دوسروں سے نکاح کا حرام ہونا آپؐ کا خصوصی مرتبہ ومقام ہے۔

حضرت عمرؓ فاروق سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ کیا وجہ ہے کہ آپؐ ہم سے زیادہ فصیح اللسان (اعلیٰ زبان میں گفتگو کرنا) ہیں حالانکہ آپؐ کبھی کہیں اور نہیں گئے، فرمایا: اسماعیل علیہ سلام کی زبان مٹ چکی تھی، تو جبرائیل علیہ سلام نے وہی زبان لا کر مجھے یاد دلائی۔ ابونعیم بحوالہ عمرؓ حجتہ ج ا ص ۱۲۸

حضرت ابوبکر صدیقؓ : آپؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ (ﷺ) میں نے ملک عرب گھوم کر دیکھا ہے اور بڑے بڑے ارباب فصاحت کا کلام سنا ہے مگر آپؐ سے فصیح تر کوئی نہیں سنا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: میرے پروردگار نے میری تعلیم وتربیت فرمائی ہے اور میں عرب کے فصیح اللسان قبیلے بنوسعد میں پروان چڑھا ہوں۔ ابن عساکر حجتہ ج ۲ ص ۳۷۲

طبرانی حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں کیونکہ میری ولادت بنوقریش میں ہوی اور نشونما بنوسعد میں، پھر میری زبان میں لحن یعنی سقم کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔

گزشتہ اُمتیں (شروع آپؐ کی اُمت میں بھی) اپنے پیغمبروں سے کہا کرتی رَاعِنَا سَمعک یعنی اپنی بات سنانے میں ہماری رعایت فرمایئے (راعنا کہنے کے بجائے انظرنا کہنے کا حکم ہوا) اللہ نے امت محمدیہ کو منع کر دیا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو اس طرح خطاب کریں۔ خود اللہ نے قرآن حکیم میں آپؐ کا نام لے کر خطاب نہیں فرمایا بلکہ (اے نبی اے رسول اور دوسرے خطابات سے پکارا)

بخلاف دیگر انبیاء کرام کے کہ اللہ نے انہیں ناموں سے خطاب فرمایا۔

آنحضرت ﷺ کی ایک فضلیت یہ ہے کہ آپؐ کی اُمت پر نماز کے دوران آخر تشہد میں آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے اور بعض علماء کے نزدیک ہر ذکر کے وقت واجب ہے۔ حلبیہ ج٦ص٣٩٠

میدان محشر میں خصوصی مرتبہ: آنحضرت ﷺ کے امتیازات وخصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ روز محشر میں آپؐ پہلے انسان ہوں گے جو اپنی قبر مبارک سے برآمد ہونگے۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے میں قبر سے برآمد ہوگا پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر قبرستان بقیع کے مدفونین ہیں جو میرے ساتھ چلیں گے۔ پھر میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا۔

آنحضرت ﷺ کی ایک فضلیت یہ ہے کہ آپؐ کو روز محشر موقف یعنی میدان عرفات میں جنت کے حلّوں میں سے اعلیٰ ترین حُلّہ پہنایا جائے گا۔ اس روز آنحضرت ﷺ عرش کی دائیں جانب مقام محمود میں کھڑے ہونگے۔ اسی طرح اس دن آنحضرت ﷺ کو شفاعتوں کا حق حاصل ہوگا اور وہ گیارہ (١١) قسم کی شفاعتیں ہوگی جن کا حق آپ ﷺ کو حاصل ہوگا۔ اس دن وہ رسول اللہ کی ذات ہوگی جس کے ہاتھ میں لواء الحمد (جھنڈا) ہوگا اور آدم سے لے کر بعد تک کے تمام انبیاء آپؐ کے اس پرچم کے نیچے ہوں گے۔ نیز اس دن آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کے خطیب اور امام ہوں گے

حشر کے دن پہلا سجدہ: روز محشر میں آپؐ ہی پہلے شخص ہوں گے جنہیں سجدہ کی اجازت دی جائے گی۔ آپؐ پہلے شخص ہوں گے جو پروردگار عالم کا دیدار کریں گے۔ نیز یہ کہ آپؐ پہلے سجدہ کریں گے تو پروردگار عالم فرمائے گا۔

''اپنا سر اٹھاؤ اے محمد ﷺ! کہو تمہاری بات سنی جائے گی مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا تم شفاعت کرو تمھاری شفاعت وسفارش قبول کی جائے گی۔''

پُل صراط اور جنت: آنحضرت ﷺ کا یہ بھی امتیاز ہے کہ پل صراط پر سے گزرنے والے سب سے پہلے شخص آپؐ ہوں گے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے بھی آپؐ ہی ہوں گے۔ اس وقت آپؐ کے ساتھ فقراء اور مساکین ہوں گے۔ پھر یہ کہ آپؐ کو وسیلہ اور تقرب کا مقام حاصل ہوگا جو جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد کے معجزات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بطریق مالک بن دینار مروی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے تین (۳) بار فرمایا: میری حیات ظاہری بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا پردہ فرمانا بھی تمہارے لئے خوب ہے۔ یہ ارشاد سن کر لوگ خاموش ہو گئے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ فرمایا: میری حیات ظاہری اس اعتبار سے تمہارے لئے بہتر ہے کہ مجھ پر آسمان سے وحی اترتی ہے اور میں تمہیں حلال حرام اشیاء کی خبر دیتا ہوں، میرا پردہ فرمانا تمہارے لئے اس واسطے بہتر ہے کہ تمہارے اعمال ہر جمعرات میرے حضور پیش کئے جائینگے پس اچھے عمل دیکھ کر اللہ کا شکر بجالاؤں گا اور اگر گناہ دیکھوں گا تو بخشش کی دعا کروں گا۔ حجۃ ج ۲ ص ۴۱۷

سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ : آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سید التابعین کہا جاتا ہے۔خلافت فاروقی کے دوسرے سال پیدا ہوئے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات حفظ تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حادثہ حرہ (یزید بن معاویہ ۶۳ ھ میں مدینہ پر حملہ کیا اس دوران ۳ دن تک مسجد نبوی میں اذان ہوی نہ نماز) کی راتوں میں میں نے خود کو یوں پایا کہ مسجد نبوی میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا تھا۔اور جب بھی نماز کا وقت آتا مجھے قبر رسول اکرم ﷺ سے اذان کی آواز آتی تھی۔تو میں آگے بڑھ کر اقامت کہتا اور نماز پڑھ لیتا جبکہ شامی لوگ مسجد میں گروہ در گروہ آتے اور (مجھے دیکھ کر) کہتے اس پاگل بوڑھے کو دیکھو۔ دلایل ص ۵۰۶

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے وصال شریف کے بعد عالم برزخ میں آپ ﷺ سے توسل کے واقعات اتنے زیادہ ہیں ان کا شمار ممکن نہیں۔ اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
میں ایک دفعہ ایسے مرض میں مبتلا ہو گیا جس کے علاج سے اطباء (ڈاکٹرز) عاجز آگئے۔۲۸ جمادی الاولی ۸۹۳ھ کے رات میں مکہ مکرمہ میں حاضر تھا میں نے بارگاہ رسالت میں اپنے مرض کا استغاثہ (حالت،ضرورت) پیش کیا تو حضور اکرم ﷺ نے نگاہیں کرم فرمائی رات خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں یہ تحریر تھی۔
یہ اذن شریف کے بعد بارگاہ رسالت سے احمد بن قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کی دوا ہے۔جب بیدار ہوا تو خدا کی قسم بیماری کا نام ونشان تک نہ تھا۔اور میں برکت رسول اللہ ﷺ سے شفایاب ہو گیا۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ۸۸۵ھ کا ایک اور واقعہ ہے کہ میں مکہ شریف سے زیارت کے بعد مصر جا رہا تھا، راستے میں ہماری خادمہ غزال حبشیہ کو آسیب کا اثر ہو گیا، اور کئی دن تک وہ اس حالت میں مبتلا رہی، تو میں نے اس کے لئے بارگاہ رسالت میں استغاثہ پیش کیا (دعا،التجا)، بعد ازاں خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا جس کے ساتھ وہ جن تھا اس شخص نے مجھ سے کہا، رسول اللہ ﷺ نے اسے آپ کے پاس بھیجا ہے چنانچہ میں نے اس جن کی سرزنش کی اور اس سے حلف لیا کہ آیندہ وہ اس عورت کو پریشان نہیں کرے گا، میری آنکھ کھلی تو دیکھا اس عورت کے چہرے کی سرخی زائل ہو چکی تھی گویا اس کے بندھن ٹوٹ گئے اور اس کو رہائی مل گئی، اس کے بعد وہ ہمیشہ امن وعافیت کے ساتھ رہی۔

(امام قسطلانیؒ مواہب کے مقصد ۱۰ فصل ۲ میں تحریری عبارت) حجتہ ج ۲ ص ۵۱۳

امام بوصیریؒ : امام شرف الدین بوصیری (متوفی ۶۹۴ھ) اپنے قصیدہ بردہ (چادر) کا سبب تصنیف یوں بیان کرتے ہیں۔ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے جن میں سے بعض وزیر زین الدین یعقوب بن زبیر کی درخواست پر تصنیف ہوے۔ بعداذاں ایسا اتفاق ہوا کہ میں مرض فالج میں مبتلا ہو گیا اور اس سے میرا نصف بدن بیکار ہو گیا میرے جی میں آیا کہ حضور اکرم ﷺ کی مدح (تعریف، شان) میں ایک اور قصیدہ لکھوں۔ چنانچہ میں نے یہ قصیدہ بردہ تیار کیا۔ اور بتوسل حضورؐ بارگاہ باری تعالیٰ میں اپنی عافیت کے لیے دعا کی۔ میں نے اس قصیدہ کو بار بار پڑھا اور آنحضرت ﷺ کے توسل سے دعا کی اور سو گیا، (اب دیکھیے احمد مختار کی مسیحائی اور محمد عربی کی چاہ فرمائی) خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست شفا میرے مفلوج حصہ پر پھیرا۔ اور اپنی چادر (بردہ) مبارک مجھ پر ڈال دی ۔ آنکھ کھلی تو میں نے اپنے کو تندرست اور قوی پایا، اور وہ چادر اپنے اوپر ڈلی ہوی پائی۔ میں نے اس قصیدے کا ذکر کسی سے نہ کیا تھا مگر جب میں صبح کو گھر سے نکلا تو راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا کہ وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں لکھا ہے۔ میں نے کہا آپ کون سا قصیدہ طلب فرماتے ہیں؟ وہ بولے جو تم بحالت مرض میں لکھا ہے اور اس کا مطلع بھی بتا دیا اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم رات کو یہی قصیدہ ہم نے دربار نبوی میں سنا ہے۔ جب یہ پڑھا جا رہا تھا تو حضور ﷺ اس کو سن سن کر جھوم رہے تھے۔ جیسا کہ باد نسیم کے جھونکے سے میوہ دار درخت کی شاخیں جھومتی ہیں۔ حضور انور ﷺ نے ان کو پسند فرمایا اور پڑھنے والے پر ایک چادر ڈال دی یہ سن کر میں نے اپنا خواب بیان کیا اور یہ قصیدہ اس درویش کو دے دیا۔ اس نے لوگوں سے ذکر کر دیا اور یہ خواب مشہور ہو گیا۔

سیرت رسول عربی مولانا نور بخش توکلی ص ۷۲۹

حضرت شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ جامع ازہر کے عالم کے ساتھ میرا مناظرہ امام بوصیری کے اس شعر

'' آپ کے بارے میں انتہائی علم یہ ہے کہ آپؐ بشر ہیں اور ساری مخلوق سے افضل ہیں ''

شعر پر ہوا۔ اس نے کہا: اس فضلیت پر کوئی دلیل نہیں میں نے جواباً کہا کہ اس افضلیت محمدیہ پر اجماعِ امت منعقد ہو چکی ہے۔ مگر اس نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد خواب میں دیدار مصطفیٰ ﷺ کا شرف حاصل ہوا۔ نبی اکرم ﷺ حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ کے ساتھ جامع ازہر کے منبر کے پاس تشریف فرما تھے حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: مرحبا! اے ہمارے حبیب! پھر اپنے اصحاب کرام سے ارشاد فرمایا کہ فلاں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور دیگر مخلوق پر میری تفضیل (اعلیت) اجماعی عقیدہ نہیں کیا ، اسے علم نہیں کہ معتزلہ کی اہل سنت سے مخالفت اجماع میں قادح نہیں ہے۔ حجتہ ج ۱ ص ۱۱۳

حضرت شاذلیؒ فرماتے ہیں ایک بار پھر خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ امام بوصیریؒ

کا ارشاد فَمبلغ العلم فِیهِ انّهُ بَشَر کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص آپؐ کی ذات مقدسہ کا عرفان نہیں رکھتا اس کا انتہائی علم اسی قدر ہے کہ آپؐ بشر ہیں، ورنہ آپؐ روح قدسی اور پیکر نبوی کے ساتھ بشریت سے کہیں بلند ہیں، فرمایا تم سچ کہتے ہو، تمہاری مراد سمجھ گیا ہوں۔ (حضرت شاذلی نے چند احادیث بطور ثبوت تحریر کی ہیں۔ جس کو ہم نے تحریر کے طوالت کی وجہ سے پیش نہیں کیا۔) حجتہ ج ا ص ۴۔۱۱۳

صحت یابی : بغداد میں ایک علویہ اقامت پذیر تھی پندرہ (۱۵) سال سے بیمار تھی، ایک رات سو کر اٹھی تو بالکل تندرست تھی اور اُٹھنے بیٹھنے کے قابل ہوگئی تھی، اس سے اس حیران کن شفایابی کے متعلق سوال ہوا تو جواب دیا کہ میں گھبرا کر دعا مانگی، الٰہی میری مصیبت دور کردے یا مجھے موت آجائے، پھر خوب روئی، بعدازاں خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا میں نے خوفزدہ ہوکر کہا، اے شخص تمہارے لیے کیسے جائز ہے کہ تو میری طرف دیکھے؟ اس نے جواب دیا : میں تمہارا باپ ہوں، میں سمجھی کہ امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ ، میں نے عرض کیا، اے امیرالمومنین آپؓ نے میری خستہ حالی نہیں دیکھی؟ فرمایا بیٹی میں تمہارا باپ محمد رسول اللہ ﷺ ہوں تو میں نے رو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے صحت کی دعا فرمایئے تو آپؐ نے مبارک ہونٹوں کو جنبش دی، پھر فرمایا: اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو، میں نے ہاتھ بڑھایا تو آپؐ نے کھینچ کر بٹھا دیا، پھر فرمایا: اب اللہ کا نام لے کر کھڑی ہوجاؤ، میں نے کہا کس طرح اُٹھوں فرمایا: اپنے ہاتھ آگے کرو تو حضور ﷺ نے پکڑ کر کھینچا تو میں اٹھ کھڑی ہوئی آپؐ نے تین (۳) بار ایسا کرکے فرمایا: اُٹھو اللہ تعالیٰ نے تمہیں صحت عطا فرمائی ہے، اب اللہ کا شکر بجالاؤ اور اس سے ڈرو، بعدازاں مجھے چھوڑ کر چل دیے جب صبح آنکھ کھلی تو میں صحتیاب تھی اس علویہ کا یہ حیران کن واقعہ پورے بغداد میں مشہور ہے

قرض : حرم رسول اللہ ﷺ کے مجاور یوسف بن علی بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر قرض کی رقم بڑھ گئی تو مدینہ شریف چھوڑ جانے کا ارادہ کرلیا، پھر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوکر ادائے قرض کے لیے دعا کیا، میں خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوی، فرمایا یہی ٹھرو، اسی دوران میں اللہ نے ایک بندہ مہیا کردیا جس نے قرضہ ادا کردیا۔

ابوموسیٰ ذکر کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوالغیث ربیع ماردینی مصحف (کتاب) میں دیکھ کر تلاوت کرتے تھے حالانکہ وہ الفاظ سے آشنا نہیں تھے، مجھے اس بات کا یقین نہیں آتا تھا جب میں ان کے پاس مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا تو انہیں تجوید کے ساتھ بہترین تلاوت کرتے ہوئے دیکھا میں نے سبب پوچھا تو فرمایا: میں مدینہ شریف میں اقامت کے دوران رات مسجد نبوی میں گزارتا تھا اور تنہائی میں نبی اکرم ﷺ سے دعا کرتا، میں نے حضور ﷺ کے وسیلہ سے اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ مجھے دیکھ کر قرآن پڑھنے کی توفیق عطا ہو، یہ عرض کرکے وہیں بیٹھ گیا تو اُونگھ آگئی حالت خواب میں حضور ﷺ کا دیدار ہوا، تو آپؐ نے مژدہ (خوش خبری) دیا ماردینی! اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول فرمالی ہے اب بسم اللہ کہہ کر قرآن کی تلاوت کرو، چنانچہ جب صبح کی روشنی ہوئی میں نے حسب ارشاد مصحف کھول کر تلاوت شروع کردی پھر کہیں غلطی ہوتی تو خواب ہی میں اس پر تنبیہ کردیا جاتا۔

ضیافت رسول اللہ ﷺ : ابوعبداللہ بن علی صنہاجی بیان کرتے ہیں کہ میں ۶ ماہ تک شام میں بیمار رہا، جب میں نے دیکھا کہ کارواں

تیار ہے تو میں نے بھی عزم سفر باندھا، اہل قافلہ نے اعلان کیا کہ ۳ دن کا پانی لے لو، جب رات آئی تو میں نے سورہ طٰہٰ کی تلاوت کی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ؐ کا مہمان ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا دیدار نصیب کرے، تاکہ میں حضور ﷺ سے اپنے بارے میں مشورہ کرلوں اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی، قسمت جاگ اٹھی اور دیدار مصطفیٰ ﷺ حاصل ہوگیا میں نے سلام پیش کیا تو آپ ؐ نے مجھے گلے لگالیا اور فرمایا: تمہیں اپنی تمنا پوری ہونے کی بشارت ہو، اور خوف نہ کرو، صبح اُٹھے تو حضور کی برکت سے اتنا پانی دستیاب ہوا کہ تمام قافلے والوں نے سیر ہوکر پیا، مجھے بھی طاقت حاصل ہوگئی اور میں قافلہ سے آگے آگے چلنے لگا، یہ سب حضور کی برکت تھی۔

ابوعبداللہ محمد بن سالم سجلملسی نے بیان کیا کہ میں نے زیارت نبی ﷺ کا قصد کیا، اور پاپیادہ ہی چل پڑا، راستے میں جب بھی ضعف وناتوانی کا احساس ہوتا تو عرض کرتا، یارسول اللہ! میں آپ ؐ کی مہمانی میں ہوں تو کمزوری دور ہوجاتی۔

نام محمد ﷺ کی برکت: ابوالعباس احمد بن لواتی بیان کرتے ہیں کہ فارس شہر میں ایک عورت تھی جو ناگوار چیز دیکھ کر خوف زدہ ہوجاتی اور اپنے چہرے کو ہاتھوں سے ڈھانپ لیتی اور آنکھیں بند کرکے پکارتی ''محمد ﷺ! وصال بعد اپنے ایک رشتہ دار کو خواب میں ملی، پوچھا پھوپھی جان آپ نے منکر نکیر فرشتوں کو دیکھا ہے: کہاں ہاں! وہ میرے پاس آئے تو میں نے چہرہ ڈھانک کر پکارا ''محمد (ﷺ) پھر ہاتھ ہٹائے تو وہ فرشتے غائب ہوچکے تھے۔

مدینہ منورہ میں ایک ہاشمی خاتون مجاورہ تھی اس کی حکائیت ہے کہ کچھ خادم تنگ کرتے تھے اس نے بارگاہ رسالت میں دعا کی تو حجرہ اقدس سے آواز آئی کیا تیرے لیے میری ذات میں کامل نمونہ نہیں ہے؟ میری طرح صبر کر یہ سنتے ہی اس کی پریشانی دور ہوگئی اور تنگ کرنے والے جلد ہی فوت ہوگئے اور وہ عورت عرصہ دراز تک وہیں قیام پذیر رہی اور وہی اس کا انتقال ہوا۔

ابوالخیر قطع : بیان کرتے ہیں کہ میں بھوک کی حالت میں شہر مدینہ پہنچا، پھر پانچ (۵) دن فاقہ کشی ہی میں گزر گئے، کسی چیز کا کھانا تو درکنار چکھنا نصیب نہ ہوا، پھر حضور ﷺ کے روضہ اطہر مبارک پر حاضر ہوکر ہدیہ درود وسلام پیش کیا، پھر عرض کیا، یارسول اللہ! آپ ؐ کا مہمان ہوں پھر آ کر منبر شریف کے قریب سوگیا، تو خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا آپ ؐ کے دائیں جانب ابوبکر صدیق ؓ بائیں جانب عمر فاروق ؓ تھے، جبکہ حضرت علیؓ آگے آگے چل رہے تھے، انہوں نے مجھے جھنجھوڑ کر کہا: اُٹھو! رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں، تو میں نے اٹھ کر حضور ﷺ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا، آپ ؐ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی جس سے آدھی میں نے کھالی، بیدار ہوا تو بقیہ نصف میرے ہاتھ میں تھی۔

حجتہ ج ۲ ص ۵۴۰

ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد المعروف ابن ابی زرعہ : کہتے ہیں کہ میں اپنے والد گرامی اور ابوعبداللہ بن خفیف کے ہمراہ مکہ شریف حاضر ہوا، ہم وہاں سخت فاقہ میں مبتلا ہوئے اس کے بعد شہر رسول ﷺ میں آئے رات بھوک کی حالت میں بسر کی، اس وقت میری عمر بلوغت (جوانی) تک بھی نہ پہنچی تھی کئی بار اپنے والد گرامی سے بھوک کی شکایت کی، آخر کار مجھے ساتھ لے کر مزار پُرانوار پر حاضر ہوئے اور

عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آج رات میں آپ ؐ کا مہمان ہوں، پھر مراقبہ میں بیٹھ گئے، پھر تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا تو کبھی ہنستے کبھی روتے جب اس کا سبب دریافت کیا گیا تو کہا: ابھی حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوی، اور آپ ؐ نے کچھ درہم عطا فرمائے ہیں، جب ہاتھ کھولا تو اس میں درہم موجود تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان میں اس قدر برکت عطا فرمائی کہ شیراز پہنچنے تک انہیں خرچ کرتے رہے۔

حضرت عبدالرحمان جزولی ؒ بیان کرتے ہیں کہ ہر سال میری آنکھوں کو بیماری لاحق ہو جاتی تھی، ایک سال مدینہ منورہ میں تکلیف ہوئی تو میں نے بارگاہ رسالت ہوکر دعا کی ۔ یارسول اللہ ﷺ !میں آپ ؐ کی پناہ وحمایت میں ہوں، میری آنکھ کو تکلیف ہے بس استغاثہ کی دیر تھی، پھر میری آنکھ ٹھیک ہوگئی اور پھر حضور اکرم ﷺ کی برکت سے آج تک تکلیف نہیں ہوی۔

اعرابی کا واقعہ: حافظ ابوسعد سمعانی ؒ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو دفن کرنے کے تین (۳) دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا، اس نے اپنے آپ کو قبر شریف پر گرا دیا اور تربت اطہر کی خاک سر پر ڈال کر عرض کرنے لگا، یارسول اللہ ﷺ! آپ ؐ نے جو کچھ فرمایا ہم نے سنا اور اچھی طرح ذہن نشین کرلیا، آپ ؐ کی طرف جو کلام اترا اس میں یہ آیت کریمہ بھی ہے۔

اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو تمہاری بارگاہ میں آ کر اللہ سے استغفار کریں اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لیئے گناہوں کی معافی کی سفارش کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

حضور! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ ؐ کی بارگاہ اقدس میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ ؐ میرے لیے بخشش کی دعا کریں، قبر شریف سے ندا آئی، اے اعرابی! تجھ کو بخش دیا گیا ہے۔

محمد بن حرب ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ شریف آیا اور روضہ اطہر پر حاضری دی اسی اثناء میں ایک اعرابی اونٹ دوڑاتا ہوا آیا اسے بٹھایا، باندھا اور قبر اطہر پر حاضر ہوکر خوبصورت انداز میں سلام پیش کیا اور دلکش دعا مانگی پھر عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ ؐ پر قربان ہوں، اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کو وحی سے خاص کیا اور آپ ؐ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں اولین وآخرین کے علوم جمع فرمادیے ہیں۔

میں اعتراف گناہ کے ساتھ آپ ؐ کی بارگاہ میں آیا ہوں اور بارگاہ ربانی میں آپ ؐ کا ذیل کرم تھام کر شفاعت کا طلبگار ہوں، خدا نے اس پر بشارت بھی دے رکھی ہے، پھر قبر انور کی طرف رخ کر کے عرض کرنے لگا،

اے بہترین ذات! جس کے اعضائے بدن میدانی علاقہ میں دفن کیے تو ان کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے،

آپ ؐ ہی وہ نبی ہیں جن کی شفاعت کی امید پل صراط پر کی جائے گی جبکہ قدم ڈگمگاتے ہوں گے۔

میری جان اس تربت پر فدا جس میں آپ ؐ کی سکونت ہے، اس قبر نے اپنے پہلو میں پاک دامنی اور جود وکرم کو لے رکھا ہے۔

اس کے بعد وہ اونٹ پر سوار ہوکر چل دیا، بخدا! مجھے اس بات میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ وہ شخص سامان بخشش لے کر لوٹا میں نے اس سے بہتر سلام ودعا کسی شخص کا نہیں سنا، محمد بن عبداللہ عتبی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد اضافہ کرتے ہیں کہ اسی دوران میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا، پھر

خواب میں حضورﷺ کی زیارت ہوی، آپؐ نے فرمایا اے عتبی !اس اعرابی کو جا کر بشارت دو، کہ اللہ نے اس کی بخشش فرما دی۔

ابوالقاسم بن تمامؒ : کہتے ہیں، ہم دس (۱۰) آدمی ابو یونس کے پاس قصر طوبیٰ میں گئے اور درخواست کی کہ ہمارے لیے امیر کی ماں کے نام ایک نامہ لکھ دیجیے کیونکہ زیادۃ اللہ امیر نے دوسو (۲۰۰) علماء کو گرفتار کر کے فوجیوں کے پاس بھیج دیے ہیں، ابو یونس نے کہا: میں امیر کو جانتا ہوں نہ اس کی ماں کو، میں تو صرف اس کے رسول مقبولﷺ سے شناسائی رکھتا ہوں، آج رات ان کے متعلق بارگاہ الٰہی میں استغاثہ پیش کروں گا، انشاءاللہ آزاد ہو جائیں گے۔ وہ رات جمعہ کی تھی، ابو یونس نے اٹھ کر دعا کیا۔ آپؐ کی اُمت کا ایک گروہ میرے پاس آیا اور ایک صالح جماعت کی رہائی کی التجا کی، میں آپؐ سے ان کی رہائی کے لیے توسل کرتا ہوں، بعد ازاں اپنے وظایف پڑھ کر سو گیا، خواب میں حضورﷺ کا دیدار نصیب ہوا، فرمایا: اے ابا یونس تم نے ان صالح قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی ہے انشاءاللہ کل رہا ہو جائینگے۔ ابن تمام کہتے ہیں جب صبح ہوی تو ہم نے پوچھا ہمارے سردار ہماری التجاء کا کیا بنا، فرمایا میں نے دربار مصطفیٰﷺ میں ان کے لیے استغاثہ دائیر کر دیا ہے اور حضورﷺ نے کل تک ان کی رہائی کی خوشخبری دی ہے چنانچہ جمعہ کے روز وہ علمائے کرام زیادۃ اللہ بن اغلب کے پاس حاضر ہوے اور سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دے کر خوش آمدید کہا، پھر کہنے لگا، اے معزز علمائے کرام! اللہ تعالیٰ ابن صانع پر لعنت کرے جس نے تم کو گرفتار کر کے یہاں بھیجا ہے میں تم سب کو اللہ اور اُس کے رسول مکرمﷺ کی خاطر آزاد کرتا ہوں۔

ابو عبداللہ محمد بن علیؒ: آپ کا بیان ہے کہ میں جرجر میں تھا، وہاں سے بحری سفر اختیار کیا تو منجدھار میں پھنس گیا، اور ڈوبنے کی نوبت آ گئی، فوراً حضورﷺ سے استغاثہ کیا یا رسول اللہ! پس اللہ کی قدرت سے ایک لکڑی میرے قریب آ گئی جس کے سہارے کنارے آ لگا یوں اللہ نے مجھے نبیﷺ کے وسیلہ سے نجات عطا کی۔

جہاز کنارے آ لگا: ابوالحسن علی بن مصطفیٰ عسقلانیؒ : کہتے ہیں ہم بحر عیذاب میں سفر کر رہے تھے، کہ طوفان میں گر گئے تمام اشیاء اُٹھا کر سمندر میں پھینک دیں اور موت کا انتظار کرنے لگے، ہمارے ساتھ دیار مغرب کا صالح آدمی بھی تھا اس نے پکار کے کہا اے حاجیوں صبر سے کام لو، انشاءاللہ تم خیر و عافیت کے ساتھ ساحل تک پہنچ جاؤ گے میں نے خواب میں حضورﷺ کا دیدار کیا کہا یا رسول اللہﷺ آپؐ کے اُمتی مدد کے طلبگار ہیں، آپؐ کے ساتھ ابوبکر صدیقؓ بھی تھے، حضورﷺ نے ان کو حکم دیا کہ کشتی کو بحفاظت کنارے پر پہنچا دیجیے، میں نے بچشم خود یہ نظارہ کیا کہ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سمندر میں اتر کر جہاز کے اگلے حصہ پر ہاتھ رکھا اور اسے کھینچ کر کنارے تک لے آئے، میں نے لوگوں سے کہا: تم کو اس استغاثہ کے باعث یہ نجات ملی ہے اور تم خیر و عافیت کے ساتھ خشکی پہ آئے۔

طاہر بن یحییٰؒ : ایک خراسانی شخص ہر سال حج کرتا تھا، جب وہ مدینہ منورہ حاضر ہوتا تو طاہر بن یحییٰ کو نذرانہ پیش کرتا، مدینہ منورہ کے ایک شخص نے اعتراض کیا کہ تم بلاوجہ اپنا مال ضایع کرتے ہو، کیونکہ طاہر ان نذرانوں کو ایسی جگہ خرچ کرتا ہے جو خدا کو ناپسند ہے، چنانچہ اس

سال خراسانی نے طاہر کو کچھ پیش نہیں کیا، جب اگلے سال حاضر ہوا تو دوسرے لوگوں کو جو کچھ دینا تھا دیا اور طاہر کو کچھ نذرانہ نہیں دیا، نہ اس سے ملاقات کی، اس خراسانی کا بیان ہے کہ میں نے تیسرے سال حج کے لیے رخت سفر باندھا تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا آپؐ نے فرمایا: تم پر افسوس، تم نے طاہر کے بارے میں اس کے بدخواہوں کی بات سن لی اور اس سے بروصلہ کا تعلق ختم کر دیا، اس طرح نہ کرو بلکہ تلافی کرو اور آئندہ قطع تعلق سے اجتناب کرو۔

وہ کہتا ہے کہ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور آئندہ اسے نذرانہ دینے کا ارادہ کیا اور چھ سو (٦٠٠) دیناروں پر مشتمل تھیلی بھی ساتھ لے لی جب مدینہ شریف پہنچا تو سب سے پہلے طاہر کے گھر گیا، اس کے ہاں مجلس منعقد تھی، مجھے دیکھ کر کہا اے فلاں شخص اگر تمہیں رسول اللہ ﷺ نہ بھیجتے تو تم تو آنے کے لیے تیار نہ تھے، تم نے میرے بارے میں دشمنان خدا کی بات مان لی اور اپنی عادت کریمانہ کو ترک کر دیا، یہاں تک کہ نبی ﷺ نے خواب میں تم کو ملامت کی اور مجھے ٦٠٠ دینار دینے کا حکم دیا، پھر میری طرف دینار لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا، اس کی بات سن کر مجھ پر دہشت طاری ہوگئی، میں نے کہا: معاملہ ایسا ہی ہے، مگر آپ کو کیسے پتہ چلا ہے؟ طاہر علوی نے کہا: اس کا علم تو مجھ کو پہلے سال سے ہے۔ جب تم نے نذرانہ روک لیا، جب دوسرے سال تمہارے آنے اور پھر چلے جانے کی اطلاع ملی تو مجھ پر انتہائی گراں گزرا، میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپؐ فرمارہے تھے غم نہ کرو، میں نے خواب میں اس خراسانی کو تمہارے بارے میں سرزنش کی ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ گزشتہ کوتاہی کی تلافی کر کے تمہیں نذرانہ پیش کرے اور آئندہ جہاں تک ہو سکے، مالی معاونت جاری رکھے، پس میں نے جب تم کو دیکھا، تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ للہ تعالیٰ نے خواب کی تعبیر پوری فرمادی۔

خراسانی کا بیان ہے کہ میں نے تھیلی نکال کر طاہر کے حوالے کی اس کا ہاتھ چوما اور پیشانی کا بوسہ دیا، نیز التجاء کی کہ وہ بدخواہوں کے بات سننے کی غلطی معاف کر دے۔

امام علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانیؒ لکھتے ہیں کہ یہ چند واقعات ہیں جو میں نے شیخ علی حلبی صاحب کی تالیف بغیۃ الاحلام سے نقل کیے ہیں نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک ہر زمانے کے علمائے عارفین کا اتفاق ہے کہ حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں اور پردہ فرمانے کے بعد قضائے حاجات کے لیے بارگاہ صمدیت میں آپؐ کا وسیلہ پکڑنا جائیز ہے۔ اور یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ جو شخص صدق واخلاص کے ساتھ بارگاہ رسالت میں استغاثہ کرے تو اس کی حاجت فوراً پوری ہو جاتی ہے اور تاخیر نہیں ہوتی، کسی آدمی کی حاجت بر نہ آئے تو اس کا سبب اس کا ضعف یقین اور شک وشبہ ہے اور صدق واخلاق کا فقدان ہے، جواز توسل کے دلائل وشواہد بہت ہیں۔

امام سمووی نے خلاصۃ الوفا میں فرمایا: یہ ہے کہ حضور ﷺ سے توسل وشفع اختیار کرنا اور آپؐ کی جاہ و برکت سے دعا کرنا انبیاء ومرسلین کی سنت اور سلف صالحین کا طریقہ ہے، امام حاکمؒ نے حکم صحت کے ساتھ یہ حدیث نقل کی ہیکہ جب آدم علیہ سلام سے لغزش ہوگئی تو انہوں نے کہا: اے پروردگار! میں تجھ سے بہ حق محمد مصطفیٰ ﷺ درخواست کرتا ہوں کہ تو میری خطا بخش دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم تم نے محمد ﷺ کو

کیسے پہچانا؟ حالانکہ میں نے ابھی ان کو پیدا نہیں کیا، عرض کیا، مولیٰ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور میرے پیکر میں روح پھونکی، تو میں نے سراٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا، پس میں نے سمجھ لیا کہ تو نے اپنے اسم گرامی کہ ساتھ ایسی ہستی کا نام نامی ملایا ہے جو تیرے نزدیک انتہائی محبوب ترین مخلوق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم تم نے سچ کہا، وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں، چونکہ تم نے ان کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے اس لیے میں نے تمہاری خطاء بخش دی ہے اگر محمد ﷺ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اے آدم میں تم کو بھی پیدا نہ کرتے۔ حجتہ ج ۲ ص ۵۵۱

جید سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فاطمہؓ بنت اسد (حضرت علیؓ کی والدہ) کے لیے یہ دعا فرمائی تھی۔ اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے، اپنے نبی اور گزشتہ انبیاء کے صدقہ میں اس کی قبر کشادہ کر، بیشک تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

کبھی کسی محبوب معظم ہستی کا تذکرہ قبولیت دعا کا سبب بن جاتا ہے، رسم دنیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی ایسے آدمی کا وسیلہ لیتا ہے، جو قدرو منزلت رکھتا ہے تو اس کی عزت کا لحاظ کرتے ہوے اس کا مطالبہ پورا کر دیا جاتا ہے۔ کبھی کسی ذی مرتبہ شخص کے ذریعے سے اعلیٰ شخصیت کی توجہ حاصل کی جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے دعا کی درخواست جیسا کہ آپؐ کی ظاہری زندگی میں صحابہ کرام کا معمول تھا اور یہ بات ممنوع نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو سائل کے سوال کا علم ہوتا ہے، اور تمام صالحین سے توسل کرنا بھی جایئز ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے بارش کے لیے حضرت عباسؓ سے توسل کیا تھا۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ عمرؓ بارش کے لیے عباسؓ کا وسیلہ پکڑتے تھے کیونکہ وہ حضور ﷺ کے چچا تھے، تو اللہ ان کے وسیلہ سے بارش عطا کرتا تھا۔ جیسا کے زبیر بن بکار کی روایت ہے حضرت عباسؓ یوں دعا کرتے۔

اے اللہ! میری قوم تیری بارگاہ میں میرا وسیلہ پیش کرتی ہے۔ کیونکہ مجھے تیرے نبی کے ساتھ نسبی تعلق اور شرف حاصل ہے، اس لیے بارش عطا فرما۔ اس دعا کرتے ہی بادل پہاڑوں کی مانند اٹھتے اور برس پڑتے۔

شفا شریف میں جید سند کے ساتھ ابن حمید سے مروی ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے حضرت امام مالکؒ کے ساتھ مسجد نبوی میں مناظرہ کیا تو حضرت امام مالکؒ نے فرمایا: اے امیر المومنین! اس مسجد میں اپنی آواز بلند نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھاتے ہوے فرمایا: لوگو اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے اُونچا نہ کرو۔ ایک اور جماعت کی تعریف کرتے ہوے فرمایا

''وہ لوگ کہ رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازیں پست کرتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے منتخب فرما لیا ہے۔

بیشک حضور ﷺ کی عزت و حرمت بعد پردہ فرمانے کے بھی ویسی ہی ہے جس طرح حیات ظاہری میں تھی، یہ سن کر ابو جعفر نے ادب و احترام کے ساتھ سر جھکا دیا اور کہا، اے ابو عبداللہ! قبلہ ہو کر دعا کرو یا حضور انور کی طرف رُخ کرو، فرمایا: آپ حضور اکرم ﷺ سے کیوں روگردانی کرتے ہیں، حالانکہ حضور ﷺ روز قیامت بارگاہ الہیٰ میں آپ کے اور حضرت آدم علیہ سلام کے وسیلہ ہوں گے، لہذا حضور ﷺ کی طرف رُخ کر کے شفاعت کی درخواست کریں اللہ تعالیٰ اس شفاعت کو قبول فرمائے گا۔ حجتہ ج ۲ ص ۵۵۳

آنحضرت ﷺ کے آثار شریفہ کی تعظیم

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ ؐ کے سر مبارک کو مونڈھ رہا تھا۔ صحابہ کرام آپ ؐ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ سب چاہتے تھے کہ حضور کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ صحیح مسلم ۔ سیرت رسول عربی ۶۷۱

حضرت عبیدہؓ : حضرت ابن سیرینؒ تابعی نے عبیدہؓ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو حضرت انسؓ یا اہل انس سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہؓ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیا سے محبوب تر ہے ۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک کے بال منڈواتے تو حضرت ابوطلحہؓ سب سے پہلے آپ ؐ کے موئے مبارک لیتے۔ صحیح بخاری۔ کتاب الوضو۔۔۔

حضرت خالد بن ولیدؓ : آپؓ کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال تھے وہ ٹوپی جنگ یرموک میں گر کر گم ہوگئی۔ حضرت خالدؓ نے اس کے لیے مڑ کر سخت حملہ کیا اور دشمنوں کی صفوں کو توڑتے ہوئے آگے بڑھے جس میں بہت سے مسلمان مارے گئے (شہادت ہوی) صحابہ کرام نے ان پر اعتراض کیا تو انھوں نے جواب دیا کے میں نے یہ حملہ ٹوپی کے لیے نہیں کیا بلکہ موئے مبارک کے لیے کیا تھا جو اس ٹوپی میں تھے کہ مبادا ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائیں۔ شفا شریف سیرت رسول عربی ص ۶۷۳

حضرت انس بن مالکؓ : حضرت ثابت بنانیؒ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انسؓ نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال مبارک ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے بال مبارک رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کیے گئے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ: جب آپؒ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال مبارک اور ناخن مبارک منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ابن سعد

عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس حضور ﷺ کے کچھ متروکات تھیں وہ ایک کمرے میں محفوظ تھیں۔ وہ ہر روز ایک بار اُن کی زیارت کیا کرتے تھے اشراف میں سے اگر کوئی ان سے ملنے آتا تو اس کو بھی ان کی زیارت کرایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس کمرے میں ایک چارپائی، چمڑے کا تکیہ

جس میں خرما (کھجور) کی چھال بھری ہوئی تھی ایک جوڑہ موزہ چکی اور ایک ترکش تھی جس میں چند تیر تھے۔لحاف میں آنحضرتﷺ کے سر مبارک کے پسینہ کا اثر تھا ایک شخص کو سخت بیماری لاحق تھی جس کو کوئی علاج سے شفاء نہ ہوتی تھی۔ابن عبدالعزیزؒ کی اجازت سے اسے حضورﷺ کے پسینہ کے نشان کو دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا۔وہ اچھا ہو گیا۔مدارج نبوت سیرت عربی ص ۶۸۵

حضرت ام المومنین ام سلمہؓ : کے پاس رسول اللہﷺ کے کچھ سرخ رنگ کے بال تھے۔جو ایک ڈبیہ بشکل جلجل میں رکھے ہوئے تھے۔لوگ ان بالوں سے نظر بد اور دیگر بیماریوں کا علاج کیا کرتے تھے۔کبھی تو ان کو پانی کے پیالہ میں رکھتے۔پھر پانی کو پی لیتے اور کبھی جلجل کو پانی کے مٹکے میں رکھ دیتے۔پھر اس پانی میں بیٹھ جاتے صحیح بخاری ۔کتاب اللباس سیرت ص ۴۳۷

حضرت عبداللہ بن حازمؓ : آپؐ کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا۔جسے وہ جمعہ اور عیدین میں پہنا کرتے تھے۔جب لڑائی میں فتح پاتے تو بطور تبرک اس عمامے کو پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے رسول اللہﷺ نے پہنایا تھا۔

ام سلیمؓ : آنحضرتﷺ ام سلیم جب گھر میں نہ ہوتی تو آپؐ آکر ان کے بستر پر قیلولہ فرمایا کرتے۔ایک روز حسب معمول حضورﷺ بستر پر سوئے ہوئے تھے جب ان کو خبر ہوئی تو آکر دیکھا کہ حضورﷺ کا پسینہ بستر پر ایک چمڑے کے ٹکڑے پر پڑا ہوا ہے۔انہوں نے اپنے ڈبے میں سے ایک شیشی نکالی اور پسینہ مبارک کو اس میں نچوڑنے لگی۔حضورﷺ کی آنکھ کھلی تو پوچھا کہ ام سلیم کیا کر رہی ہو؟ ام سلیم نے عرض کیا کہ ہم اپنے بچوں کے لیے آپؐ کے پسینے کی برکت کے امیدوار ہیں۔آپؐ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔

آنحضرتﷺ ام سلیم (حضرت انس کی والدہ) کے ہاں چمڑے کے فرش پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔جب آپؐ اٹھتے تو وہ آپؐ کے پسینے مبارک کو ایک شیشی میں جمع کر لیتیں اور شانہ کرتے وقت جو بال گرتے ان کو اور بال کو سُک میں ملا دیتی (ایک خوشبو ہے جو مرکب ہوتی ہے)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضورﷺ کے پسینہ مبارک کو بچوں کے چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے۔جس سے وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔

حضرت ثمامہ کا قول ہے کہ جب حضرت انسؓ کی وفات کا وقت آیا تو مجھے وصیت کی کہ اس سُک میں سے کچھ میرے حنوط (کافور ،صندل) میں ڈال دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ صحیح بخاری کتاب الاستیذان

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ : رسول اللہﷺ کا ایک اُونی جبہ تھا جس کی جیب اور دونوں چاکوں پر دیبا کی سنجاف تھی۔یہ جبہ پہلے عائشہؓ کے پاس تھا ان کے بعد حضرت اسماء بنت ابوبکر نے لے لیا۔وہ فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو رسول اللہﷺ پہنا کرتے تھے۔ہم اسے دھو کر بغرض شفاء بیماروں کو پلاتے تھے۔ صحیح مسلم

سیار بن طلق یمامیؓ : حضرت محمد جابر کے دادا سیارؓ بنی حنیفہ میں رسول اللہﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے

انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایے میں اس کے ساتھ اپنے دل سے لگایا کروں گا۔ حضور ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرما کر اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔ محمد بن جابر کا بیان ہیکہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ٹکڑا مبارک ہمارے پاس تھا۔ ہم اسے دھو کر بغرض شفاء بیماروں کو پلایا کرتے تھے۔ اصابہ۔ ترجمہ سیار بن طلق

خداش بن ابی خداش ؓ: حضور کا پیالہ : ایک روز خداش ؓ مکی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک پیالے میں کھانا کھاتے دیکھا۔ انہوں نے آپ ؐ سے وہ پیالہ بطور تبرک لے لیا۔ حضرت عمر فاروق ؓ جب حضرت خداش ؓ کے پاس تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے اسے آب زم زم سے بھر کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔

حضرت انس ؓ : حضرت عاصم احول روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس ؓ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پیالہ دیکھا جو عریض وعمدہ اور جو درخت گرز یا شمشاد کا بنا ہوا تھا۔ وہ ٹوٹ گیا تھا۔ انس ؓ نے اسے چاندی کے تار کے ساتھ جوڑا ہوا تھا۔ حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس پیالہ میں رسول اللہ ﷺ کو بارہا پانی پلایا ہے۔ بقول ابن سیرین اس میں لوہے کا حلقہ تھا۔ حضرت انس ؓ نے چاہا کہ بجائے لوہے کے سونے یا چاندی کا حلقہ بنائیں مگر ابوطلحہ ؓ نے کہا جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے بنایا ہوا سے تبدیل نہ کرنا چاہیے یہ سن کر ویسا ہی رہنے دیا۔
یہ پیالہ مبارک حضرت نضر بن انس کی میراث میں سے آٹھ لاکھ درہم کو خریدا گیا۔ امام بخاری ؒ سے روایت ہے کہ میں نے اس پیالہ مبارک کو بصرہ میں دیکھا اور اس سے پانی پیا ہے۔ صحیح بخاری۔ کتاب الاشربہ سیرت ۶۷۷

خاتم شریف (انگوٹھی) : آنحضرت ﷺ کی خاتم شریف جس میں تین سطریں یوں تھیں۔ محمد رسول اللہ۔ آپ ؐ کے وصال کے بعد ابوبکر ؓ کے پاس تھی۔ پھر آپ کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ کے پاس رہی۔ بعد اُن کے حضرت عثمان غنی ؓ کو ملی۔ جب ان کی خلافت کو چھ برس ہو گیے تو ایک روز وہ چاہ اریس پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہاتھ میں سے کنویں میں گر پڑی۔ تین دن تلاش کرتے رہے۔ کنویں کا تمام پانی نکالا گیا مگر نہ ملی جب حضرت سلیمان علیہ سلام کی انگوٹھی گم ہوگئی تھی ان کی بادشاہت جاتی رہی تھی یہی راز حضور ختم المرسلین ﷺ کی انگوٹھی گم ہونے کا تھا چنانچہ اس کے بعد فتنہ کا آغاز ہوا۔ جس کا انجام حضرت عثمان غنی ؓ کی شہادت پر ہوا۔

منبر منیف : حضرت ابن عمر ؓ کو دیکھا گیا کہ منبر شریف میں جو جگہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کی تھی اسے ہاتھ سے مس کیا۔ پھر اس ہاتھ کو اپنے منہ پر پھیر لیا۔ شفاء شریف وطبقات ابن سعد

یحییٰ بن سعید ؒ جو امام مالک ؒ کے استاد تھے جب عراق کو جاتے تو منبر شریف کے پاس آکر اسے مس کرتے اور دعا مانگتے۔

چارپائی : حضرت اسعد بن زرارہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک چارپائی بطور ہدیہ پیش کی تھی۔ جس کے پائے ساگوان کی لکڑی کے تھے حضور ﷺ اس پر سویا کرتے تھے۔ جب وفات شریف ہوی تو حضور ﷺ کو اسی پر رکھا گیا۔ حضور ﷺ کے بعد صدیق ؓ کو بھی وفات پانے پر

اسی پر رکھا گیا۔ بعداذاں عمر فاروق ؓ کو بھی اسی پر رکھا گیا۔ پھر لوگ بطور تبرک اپنے مردوں کو اسی پر رکھا کرتے تھے۔ یہ چار پائی بنوامیہ کے عہد میں میراث عایشہ ؓصدیقہ میں فروخت ہوی، عبداللہ بن اسحاق نے اس کے تختوں کو چار ہزار درہم میں خرید لیا۔

حضرت ولید بن ولید بن مغیرہ قرشی مخزومی: آپ ؓ مکہ میں قید سے بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوے تو عرض کیا کہ میں مرا جاتا ہوں۔ آپ ؐ مجھے اپنے کسی زاید کپڑے میں جو آپ ؐ کے جسد اطہر پر رہا ہو کفنانا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کو قمیص میں کفنایا۔

کرامات اصحاب رضی اللہ عنہم

جب بھی ہم معجزات یا کرامات پر گفتگو کرتے ہیں کچھ لوگ یہ ماننے کو تیار نہیں ہوتے ہیں اور غیر ضروری اعتراضات کرتے ہیں۔ خاص طور پر اولیاءکرام کے زندگی کے حالات اور اُن سے ظاہر ہوے کرامات پر سخت تنقید کرتے ہیں، اور پہلا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ سے ایسے کوئی کرامات کا اظہار نہیں ہوا اور نہ ایسے کوئی روایات موجود ہیں۔ یہ ان لوگوں کی نا سمجھی اور علم کی کمی کا نتیجہ ہے۔ ہم اس بات کو محسوس کرتے ہوے رسول اللہ ﷺ کے معجزات کے ساتھ اصحابِ رسول اللہ ﷺ کے کرامات کو بھی پیش کرنا مناسب سمجھا۔ یہاں پر ہم مضمون کی طوالت کو پیش نظر رکھتے ہوے چند مخصوص واقعات جو کہ مختلف اصحاب رسول ﷺ سے ظاہر ہوے ہیں اس کو بیان کرنا مناسب سمجھا ہے۔ رہا اولیاءکرام کے کرامات یہاں بیان نہ کرنا اس مضمون کے لحاظ سے نہ مناسب ہے اور نہ اس کا موقع ہے۔

ابوبکر صدیق ؓ : حضرت جبیر بن مطعم ؓ روایت کرتے ہیں مجھے شام جانے کا اتفاق ہوا۔ میں بصرٰی میں تھا کہ چند عیسائی میرے پاس آئے۔ انہوں نے پوچھا کیا تم حرم سے آئے ہو؟ میں نے کہا ہاں وہ بولے۔ جس شخص وہاں نبوت کا دعوٰی کیا ہے کیا تم اسے جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں ۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر ایک حال میں لے گئے وہاں میں نے کئی تصاویر دیکھی انہوں نے پوچھا۔ یہ بتاؤ کیا اس نبی کی تصویر یہاں ہے؟ میں نے تصاویر کا بغور جایزہ لینے کے بعد کہا نہیں۔ پھر مجھے وہ ایک اور حال میں لے گئے جو پہلے سے زیادہ بڑا تھا اس میں تصاویر بھی زیادہ تھی۔ انہوں نے کہا۔ کیا ان تصاویر میں اس نبی کی کوئی تصویر ہے؟ میں نے غور سے دیکھا تو ایک تصویر کے خدوخال مجھے رسول پاک ﷺ کے مانند نظر آئے۔ قریب ہی مجھے ابوبکر ؓ کی تصویر دکھائی دی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدم ناز کو تھام رکھا تھا۔ انہوں نے پوچھا۔ کیا تمہیں نبی کی تصویر نظر آئی میں نے کہا ہاں پھر انہوں نے خود ہی حضور ؐ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کیا یہی تصویر ہے میں نے کہا ہاں بالکل یہی

تصویر ہے۔انہوں نے مزید پوچھا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے نبی ﷺ کے پاؤں پکڑ رکھے ہیں۔میں نے کہا ہاں، تو وہ خصود کہنے لگے ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ تمہارے صاحب (نبی) ہیں۔اور یہ دوسرے شخص ان کے بعد ان کے خلیفہ ہوں گے۔ سیوطی ج ا ص ۳۴۴ طبرانی --- امام بخاری (تاریخ میں) ابونعیم، اور بیہقی نے اسے روایت کو حضرت جبیرؓ سے روایت کی ہے۔

حضرت محمد بن منکدرؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے اور انہیں شدید بیمار پایا۔ وہاں سے اٹھ کر آپؐ حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچے اور انہیں حضرت ابوبکرؓ کی تکلیف سے آگاہ فرما رہے تھے کہ حضرت صدیقؓ دروازے پر آ گئے اور اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔حضرت عائشہؓ بولیں میرے والد صاحب تو آ گئے ہیں۔حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ جونہی آپؐ میرے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لائے، فوراً مجھے نیند سی آ گئی۔عالم خواب میں حضرت جبرئیل امین کی زیارت ہوی انہوں نے میری ناک میں دوا ڈالی اور میں صحت یاب ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ سیوطی ج ۲ ص ۲۶۸

عبدالرحمان بن ابی بکرؓ مروی ہے، ایک روز حضرت ابوبکرؓ اپنے ساتھ تین مہمان گھر لائے اور پھر رات گئے واپس آئے، اہلیہ محترمہ نے پوچھا: مہمانوں کے پاس جلد نہ آنے کا باعث کیا ہوا؟ دریافت کیا کیا مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ عرض کیا انہوں نے آپؓ کے بغیر کھانے سے انکار کر دیا تھا، فرمایا: آپؓ نے مہمانوں سے فرمایا: کھانا کھایئے، مہمانوں میں سے ایک مہمان کا بیان ہے اللہ کی قسم! ہم جو لقمہ بھی لیتے تو نیچے والا کھانا پہلے سے زیادہ ہو جاتا، یہاں تک کہ ہم شکم سیر ہو کر کھانا کھایا اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ موجود تھا حضرت ابوبکرؓ نے یہ منظر دیکھا تو اہلیہ محترمہ سے فرمایا: اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ ہے بخدا اس سے تو ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوی ہے حضرت صدیقؓ نے اس کھانے سے کچھ تناول فرما، بعد ازاں کچھ کھانا حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جو صبح تک حضور ﷺ کے پاس پڑا رہا، اس زمانے میں ہمارا ایک قوم کے ساتھ معاہدہ تھا جس کی مدت ختم ہو چکی تھی، حضور ﷺ نے بارہ آدمیوں کو الگ الگ مہمات پر بھیجا اور ہر ایک کے ماتحت کافی تعداد میں فوج تھی، حضور ﷺ نے وہ کھانا ان کے ساتھ بھجوا دیا جسے سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ بخاری اور مسلم میں بحوالہ عبدالرحمان بن ابوبکرؓ ---

عروہ بن زبیرؓ حضرت عائشہؓ سے صحیح حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو اپنے مقام غابہ کے مال سے بیس (۲۰) وسق کھجوریں عطا فرمائیں جب آپؓ کی وفات کا وقت آیا تو حضرت عائشہؓ سے فرمایا: بیٹی میں اپنے وصال کے بعد تم سے زیادہ کسی کے مالدار ہونے کا متمنی ہوں نہ تم سے زیادہ کسی کی تنگ دستی کی فکر ہے، میں نے جو تم کو بیس وسق کھجور دیے تھے اگر تم اس پر قبضہ کر لیتیں تو وہ تمہاری ہو جاتیں، مگر اب تو اس میں میراث جاری ہوگی اور ورثاء میں تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں پس کتاب اللہ کے مطابق وراثت تقسیم کرنا، عرض کیا، ابا جی اگر بہت سا مال بھی ہوتا تو چھوڑ دیتی، لیکن میری تو صرف ایک بہن اسماء ہے، یہ دوسری کون ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: وہ ابھی شکم مادر میں ہے اور میرے علم کے مطابق وہ لڑکی ہے، چنانچہ جس طرح انہوں نے فرمایا تھا: ویسا ہی ہوا۔ امام تاج الدین سبکیؒ

فرماتے ہیں اس میں حضرت ابوبکرؓ کی دو کرامتیں ہیں (۱) اسی مرض میں ان کا وصال ہو جایگا (۲) جو بچہ پیدا ہوگا وہ لڑکی ہے۔

عمر فاروقؓ : حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا مانگی۔ اے اللہ عمر یا ابوجہل کے ذریعے دین کو عزت عطا فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول فرمالی اس طرح ملک اسلام کی بنیاد اور غلبہ دین کی اساس ایمان عمرؓ پر رکھی۔ حاکم، طبرانی حجتہ ج ۲ ص ۱۷۹

عثمان بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا کی، اے اللہ ان دو آدمیوں عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام (ابوجہل کا اصلی نام) میں سے جو تجھے محبوب ہے اس کے ذریعے اپنے دین کو سر بلند فرما، چنانچہ اگلی صبح حضرت عمرؓ نے آکر اسلام قبول کیا۔ ابن سعد

حضرت ابوعبیدہؓ سے روایت ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ میں حضرت عمرؓ نے گھوڑے کو تیز دوڑایا تو چادر کے نیچے سے آپؓ کی ران مبارک نظر آنے لگی۔ نجران کے ایک آدمی نے آپؓ کی ران مبارک پر تل کا نشان دیکھ لیا۔ جونہی اس نے تل کا نشان دیکھا تو پکار اٹھا: اسی شخص کے متعلق ہماری کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ یہ ہمیں اپنے وطن سے نکال دے گا۔ ابن ابی دنیا اور ابن عساکرؒ سیوطی ج۲ ص ۸۱

اس واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ عمرؓ کا مقام و مرتبہ اور عضمت کیسی ہے۔ (قیصر کے البم میں حضورؐ کی ساتھ عمر اور ابوبکر کی بھی تصویر تھی)

حضرت عمر فاروقؓ کے وصال پر جنوں کے مرثیے

حضرت سیدہ عایشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں۔ حضرت عمرؓ کی وفات پر تین (۳) دن تک جن روتے رہے۔ وہ یہ کہتے تھے۔

(ترجمہ) کیا مدینہ طیبہ میں قتل ہونے والے آدمی کے بعد زمین دہل اُٹھی ہے اور اس کے تناور درخت لرز رہے ہیں؟

اللہ تعالیٰ اس سب سے بہتر صاحب امر کو جزاء عطا فرمائے اور اس استعمال شدہ مٹی میں اللہ کا ہاتھ برکت ڈالے (غالباً اس میں حضرت عمرؓ کے جسم کی طرف اشارہ ہے)

معروف بن معروف موصلی کہتے ہیں جب عمر فاروقؓ کا وصال ہوا میں نے ایک آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا۔

رونے والے کو آج اسلام پر رونا چاہیے۔ قریب ہے کہ لوگ ہلاک ہو جائیں۔ اور ابھی زیادہ وقت بھی نہ گزرا۔

دنیا پلٹ گئی اور اس کی بھلائی بھی جاتی رہی اب دنیا کو ان لوگوں نے بھر دیا ہے جو صرف وعدے پر ایمان رکھتے ہیں دلایل ص۵۱۶

اما الحرمین اپنی کتاب الشامل میں تحریر کرتے ہیں حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک بار زلزلہ آیا تو آپؓ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر کانپتی لرزتی زمین پر درّہ مار کر فرمایا: اے زمین! ٹھیر جا کیا میں نے تیرے اوپر انصاف نہیں کیا، یہ ارشاد سن کر زمین فوراً ٹھیر گئی۔ امام الحرمین فرماتے ہیں فاروق اعظمؓ حقیقت میں زمین اور اہل زمین کے لیے خلیفہ اور ظاہر و باطن میں امیر المومنین تھے، اس لیے زمین کو بھی ان باتوں پر جو اس سے صادر ہوتی تھی، تادیب و تعزیز فرماتے، جس طرح وہ زمین کے کے باشندوں کو سزا دیا کرتے تھے۔

کرامت دریائے نیل : دریائے نیل کا حیران کن واقعہ یوں ہے کہ دریائے نیل زمانہ جاہلیت میں اس وقت تک رواں نہ ہوتا تھا جب تک ہر سال ایک کنواری لڑکی اس کی بھینٹ نہ چڑھائی جاتی جب اسلام کا مبارک دور آیا اور دریائے نیل حسب معمول جاری نہ ہوا تو اہل مصر حضرت عمرو بن العاصؓ گورنر مصر کے پاس آئے اور عرض کیا دریائے نیل اس وقت تک نہیں چلتا جب تک ایک کنواری لڑکی زرق برق لباس کے ساتھ اس کے والدین کی موجودگی میں دریا میں نہ ڈال دی جائے، یہ سن کر حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا اب ایسا نہیں ہوسکتا، کیونکہ اسلام جاہلیت کے تمام رسومات کو مٹانے آیا ہے لوگ تین ماہ تک انتظار کرتے رہے، مگر نیل جاری نہ ہوا، آخر کار لوگوں نے ملک چھوڑ کر جانے کا فیصلہ کر لیا، تب حضرت عمرو بن العاصؓ نے سارا واقع حضرت عمرؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا، انہوں نے جواباً تحریر فرمایا: آپؓ نے ٹھیک فرمایا اسلام پہلے کی باطل رسموں کو ختم کرنے آیا ہے، میں آپؓ کے پاس ایک کاغذ بھیج رہا ہوں اسے دریائے نیل میں ڈال دیجیے حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس کاغذ کو ڈالنے سے پہلے کھول کر دیکھا تو اس میں عبارت تحریر تھی

''امیر المومنین عمر (بن خطابؓ) کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کے نام

امابعد! اے نیل! اگر تو خود بخود (اپنی مرضی) بہتا ہے تو رُک جا (یعنی ہم کو تمہاری ضرورت نہیں) اور اگر اللہ واحد قہار تجھے چلاتا ہے تو ہم اللہ واحد قہار سے استدعاء کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرمادے''۔

حضرت عمرؓ کا یوم الصلیب سے ایک دن پہلے وہ پرچہ دریا میں ڈال دیا، یہ وہ وقت تھا کہ مصری تنگ آ کر ملک چھوڑنے کا عزم کر چکے تھے، چنانچہ جب وہ صبح کے وقت اُٹھے تو دریا میں طغیانی آ چکی تھی اور پانی سولہ سولہ ہاتھ بلند ہو چکا تھا۔

امیر المومنین عمر فاروقؓ ایک دفعہ آپؓ جنت البقیع کے قبرستان سے گزرے اور کہا۔

السلام علیکم یا اہلِ قبور، ہمارے پاس یہ خبریں ہیں کہ تمہاری بیویوں نے نکاح کر لیے ہیں تمہارے گھروں میں دوسرے لوگ بس رہے ہیں، اور تمہارے مال تقسیم ہو چکے ہیں، یہ سن کر کسی نے غیب سے آواز دی، اے خطاب کے بیٹے عمر! ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں جو نیکیاں ہم نے آگے بھیجی تھیں وہ ہم کو مل گئی ہیں، جو ہم نے خرچ کیا تھا اس کا نفع ہم نے اٹھا لیا ہے اور جو ہم پیچھے چھوڑ آئے ہیں وہ تو سراسر خسارہ ہی ہے۔

ابن ابی الدنیا کتاب القبور حجتہ ج ۲ ص ٦١٦

امام تاج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی کرامت میں سے مشہور کرامت وہ ہے۔ جس کی طرف حضورﷺ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوئے، اگر میری امت میں کسی کو یہ شرف ملا تو وہ عمر ہیں (اس کرامت کا مظہر ساریہ بن زنیم خلجی کا واقعہ ہے)

طبرانیؒ الاوسط میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء کرام مبعوث فرمائے، ان سب کی اُمتوں میں محدث ہوا کرتے تھے ۔ میری اُمت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہیں صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ

ﷺ محدث کی کیا شان ہے،،؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''محدث کی شان یہ ہے کہ فرشتے اس کی زبان پر کلام کرتے ہیں،،۔
سیوطی ج ۲ ص ۳۷۶

حضرت عمرؓ نے حضرت ساریہؓ کو مسلمانوں کے ایک لشکر کا امیر بنایا، پھر انہیں بلاد فارس (ایران) کی طرف بھیجا، انہوں نے نہاوند کا محاصرہ کیا، مگر سخت پریشانی سے دوچار ہوے کیونکہ دشمن دستوں کو زبردست کمک مل رہی تھی اور قریب تھا کہ مسلمان شکست سے دوچار ہو جاتے، ادھر حضرت عمرؓ مدینہ منورہ میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے اور خطبے کے دوران بلند آواز سے پکار کر فرمایا: اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو آپؓ نے تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے اور پھر اپنا خطبہ جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے نہاوند کے درے پر حضرت عمرؓ کی یہ آواز حضرت ساریہ اور ان کے لشکر کو سنادی، اہل لشکر کہنے لگے یہ آواز تو عمرؓ کی ہے، پھر وہ پہاڑ کی اوٹ میں آگئی اور بچاؤ کر لیا اس طرح انہیں حضرت عمرؓ کی کرامت سے غیبی امداد مل گئی۔

ابن عمرؓ واقعہ بیان کرتے ہوے کہتے ہیں جب لشکر کا پیغام رساں (جو فتح کی خوشخبری لے کر) مدینہ طیبہ پہنچا تو آپؓ نے اس سے جنگ کے احوال پوچھے اس نے بتایا امیر المومنین! جب دشمن سے ہمارا مقابلہ ہوا تو انہوں نے ہمیں بھاگنے پر مجبور کر دیا مگر اچانک ہمیں آواز آئی کوئی پکار پکار کر کہہ رہا تھا یا ساریۃ الجبل تو ہم نے پہاڑ کی پناہ لے لی۔ تب اللہ نے دشمن کو شکست دی تو لوگوں نے عمر فاروق سے کہا آپؓ ہی تو (فلاں دن جمعہ کے خطبہ میں) کہہ رہے تھے یا ساریۃ الجبل۔

عبدالرحمان بن عوفؓ نماز جمعہ کے بعد عمرؓ سے فرمایا، آج دوران خطبہ آپؓ آواز لگانے لگے ''اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو، آخر یہ کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا بخدا میں نے یہ بے اختیار کہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ لوگ پہاڑ کے پاس جنگ کر رہے ہیں اور آگے پیچھے سے گھرے ہوے ہیں تو میں نے بیساختہ پکار کر کہا۔ ''اے ساریہ پہاڑ'' تا کہ وہ پہاڑ کی پناہ لے لیں۔

علامہ تاج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے والدگرامی امام تقی الدین سبکیؒ سے سنا وہ اس روایت میں اتنا اور اضافہ کرتے ہیں کہ اس مجلس میں حضرت علی حیدر کرارؓ بھی موجود تھے، ان سے پوچھا گیا کہ عمرؓ کے اس خطاب کی حقیقت کیا ہے؟ ساریہ تو ہم سے بہت دور ہیں (حالانکہ ان کے اور عمرؓ کے درمیان ایک مہینے کے سفر کا فاصلہ تھا) علیؓ نے فرمایا: فاروقؓ کو اپنے حال پر چھوڑ دو، وہ جس معاملہ میں داخل ہوتے ہیں اس سے نکلنے کا راستہ بھی دیکھ لیتے ہیں۔

امام سبکیؒ پھر فرماتے ہیں حضرت فاروقؓ اس کرامت کے اظہار کا ارادہ نہیں رکھتے تھے، دراصل ان پر کشف کی حالت طاری ہوئی اور محاذ جنگ کا نقشہ نظروں کے سامنے آگیا، گویا آپؓ وہاں بنفس نفیس موجود تھے، اور مدینہ کی مجلس میں نہ تھے، آپؓ کے حواس اس وقت نہاوند کے مقام پر مسلمانوں کے اوپر پڑنے والی افتاد میں مستغرق تھے اسی لیے آپؓ نے سالار لشکر کو اس طرح خطاب کیا گویا آپؓ ان کے ساتھ موجود ہوں، حقیقت یہ ہے کہ روحانی تعلق کی بناء پر آپؓ ان کے ساتھ ہی تھے، یہ بات بھی حاشیہ خیال میں رہے کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کی باتیں جو اپنے مقربین

کی زبان سے جاری فرماتا ہے اس کے بارے میں دو وجہ ہیں ایک یہ کہ ہوسکتا ہے، انہیں ان باتوں کا علم وعرفان ہوتا ہو دوم یہ کہ بغیر ادراک و احساس (محسوس) کے یہ باتیں صادر ہو جایں، بحر حال دونوں صورتوں میں کرامت کا ظہور ہوتا ہے۔

نوٹ: میں نے اس واقعہ کو مختلف راویوں اور کتابوں کے روایات کو ایک جگہ جمع کر کے مختصر کرنے اور تسلسل کو باقی رکھتے ہوے لکھا ہے۔

حلبیہ ، حجتہ ، دلایل

حضرت عمرؓ نے شام کی طرف ایک لشکر بھیجنا چاہا تو ایک فوجی دستہ سامنے آیا جسے دیکھ کر آپؓ نے منہ پھیر لیا، دوبارہ جب یہ گروہ پیش ہوا تو آپؓ نے پھر بے رخی کا اظہار کیا، جب تیسری بار وہ سامنے لایا گیا تو آپؓ نے اعراض فرمایا، آخر کار معلوم ہوا کہ اس گروہ میں حضرت عثمانؓ کا قاتل اور حضرت علیؓ کا بھی قاتل شامل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے جس چیز کے متعلق فرماتے سنا کہ میرا خیال اس چیز کے بارے میں ایسا ہے تو آپؓ کا خیال اسی طرح سچ ثابت ہوتا، اس روایت کو امام نودیؒ نے ریاض صالحین میں نقل کیا ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ: تکلیف دینے والے کا انجام: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک بار بلوہ کے دنوں میں جمجاہ غفاری اُٹھا اور عثمان غنی (جب کہ وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے) کے ہاتھ سے عصاء چھین لیا اور آپؓ کے گھٹنے پر دے مارا جس سے ان کا گھٹنا سخت زخمی ہو گیا۔ اور عصا ٹوٹ گیا۔ پھر ایک سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ اللہ نے جمجاہ کے ہاتھ میں ایک موذی پھوڑا پیدا کر دیا جس کی تکلیف سے وہ ہلاک ہو گیا

امام سبکیؒ وغیرہ علماء بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عثمانؓ کی خدمت میں آیا راستے میں اسے ایک عورت ملی تو اس نے عورت کو نظر بھر کر دیکھا، حضرت عثمانؓ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: تم میں سے کچھ لوگ ہمارے پاس اس حالت میں آتے ہیں کہ ان کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے، یہ سن کر ایک شخص بولا، کیا حضور انور ﷺ کے بعد بھی وحی کا سلسلہ قایم ہے، فرمایا: نہیں بلکہ یہ مومن کی فراست ہے (اور وہ ربانی نور سے دیکھتا ہے) حضرت عثمانؓ نے اس کا اظہار اس لیے کیا کہ اس آدمی کی اصلاح ہو اور وہ اس قسم کی بے جا حرکت سے باز رہے۔

امام سبکیؒ فرماتے ہیں کہ آدمی کا دل جب صاف ہوتا ہے تو وہ نور خداوندی سے دیکھتا ہے اس کی نظر اس صاف یا گندی چیز پر پڑتی ہے وہ اسے اچھی طرح پہچان لیتا ہے، پھر اس صفائے قلبی کے مختلف مقامات ہوتے ہیں، بعض حضرات کا مقام اس سے اعلیٰ ہوتا ہے تو وہ اس کے اصل سبب سے آگاہ ہوتے ہیں، یہی مقام حضرت عثمان غنیؓ کو حاصل تھا، جب اس شخص نے عورت کو گھور کر دیکھا تو اس کی نظریں میل کچیل سے بوجھل ہو گیں ،حضرت عثمانؓ نے جب اس کی آنکھوں میں گندگی دیکھی تو اس کا سبب بھی معلوم کر لیا۔

حضرت علیؓ بن ابوطالب: اصبعبن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے ساتھ سفر کرتے تھے ہم (امام) حسینؓ کی ہونے والی قبر (کربلا) کی جگہ سے گزرے تو آپؓ نے فرمایا۔ یہاں ان کی سواریاں بیٹھیں گی۔ یہاں ان کے کجاوے اتریں گے اور یہاں ان کا خون بہے گا وہ آل محمد ﷺ کے کچھ اور لوگ بھی ہوں گے جو اس میدان میں قتل کئے جاینگے ان پر آسمان بھی روئے گا اور زمین بھی۔

امام جعفرؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی حضرت علیؓ کے پاس کوئی جھگڑا لے کر آئے تا کہ فیصلہ کیا جائے۔ آپؓ ایک دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے تو اتنے میں ایک آدمی نے آ کر کہا۔ امیر المومنین! یہ دیوار ابھی گرنے والی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم جاؤ ہمارا محافظ اللہ ہی کافی ہے آپؓ نے ان کے درمیان فیصلہ کیا اور کھڑے ہو گئے پھر اس کے فوری بعد دیوار گر گئی۔

حضرت عمارؓ: جھوٹا کہنے والے کا انجام: عمارؓ سے روایت ہے کہتے ہیں حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو حدیث سنائی۔ اس نے آگے سے آپؓ کی تکذیب کی (جھوٹ سمجھنا)۔ لیکن ابھی وہ آپؓ کی مجلس سے برخواست بھی نہ ہوا تھا اندھا ہو گیا۔

حضرت علیؓ اور ان کے دونوں صاحبزادوں حسنین کریمین نے آدھی رات کے وقت سنا کوئی کہہ رہا تھا۔

اے وہ ذات جو بے قرار کی فریاد اندھیروں میں سنتی ہے، اے تکلیف مصیبت اور بیماری کے دور کرنیوالے! تیری بارگاہ کے زائیرین بیت اللہ شریف کے ارد گرد سو گئے، پھر بیدار ہوے، مگر تیری ذات حی و قیوم ہے جسے نیند نہیں آتی، اپنی سخاوت کے طفیل میری لغزش معاف فرمائے وہ ذات کہ حرم میں جس سے ساری مخلوق کی آرزوئیں وابستہ ہیں، اگر خطا کار بخشش اور معافی کی امید نہیں کرے گا تو گناہ گاروں پر نعمتوں کی سخاوت کون پوری کرے گا۔

یہ سن کر سیدنا علیؓ نے فرمایا: جاؤ اس شخص کو تلاش کرو جو اشعار پڑھ رہا ہے، یہ کون ہے؟ پس لوگوں نے جا کر اس سے کہا امیر المومنین کے پاس چلو تو وہ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؓ نے فرمایا میں نے تمہاری گفتگو سنی ہے تمہارا قصہ کیا ہے؟ عرض کیا، میں ایسا شخص ہوں جس نے عیش و طرب اور گناہوں میں زندگی بسر کی ہے میرے والد صاحب مجھے نصیحت کیا کرتے اور کہتے تھے اللہ کی پکڑ بھی ہے اور سزا بھی، اور وہ ظالموں سے دور بھی نہیں، جب بار بار نصیحت کرنی شروع کی تو مجھے طیش آ گئی اور میں نے ان کو مارا پیٹا جس کی وجہ سے انہوں نے قسم کھا لی کہ وہ میرے لیے ضرور بددعا کرینگے اور بارگاہ خداوندی میں استغاثہ کے لئے مکہ مکرمہ جائیں گے، پھر انہوں نے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنایا اور مجھے بددعا دی، ابھی ان کے کلمات دعا پورے بھی نہیں ہوے کہ میرا دایاں پہلو خشک ہو گیا، مجھے اپنے فعل پر سخت ندامت ہوی، آخر کار انکی منت سماجت کر کے انکو راضی کیا تو انہوں نے دعا کا وعدہ کیا، میں نے ان کی خدمت میں اونٹنی پیش کی اور انہیں اونٹنی پر سوار کرایا، مگر اونٹنی بدک گئی اور ان کو دو چٹانوں کے درمیان پھینک دیا، جس سے ان کی موت واقع ہو گئی ، یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا: اگر تمہارے والد گرامی تم سے خوش ہو چکے تھے تو اللہ تعالیٰ بھی تم سے راضی ہو گیا، اس نے کہا خدا کی قسم! میرے والد صاحب مجھ سے خوش ہو چکے تھے، پس حضرت علیؓ اٹھے اور چند رکعتیں ادا کیں، پھر آہستہ آہستہ دعا کی، بعد ازاں فرمایا: اے مبارک بندے! کھڑا ہو، تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ایک تنومند آدمی کی طرح چلنے لگا، پھر فرمایا: اگر تم اپنے والد کے راضی ہونے کی قسم! نہ اٹھاتے تو میں ہر گز تمہارے واسطے دعا نہ کرتا۔

امام تاج الدین سبکیؒ طبقات حجتہ ج ۲ ص ۶۲۰

سیدنا حمزہؓ: فاطمہ خزاعیہؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت حمزہؓ کے مزار کی زیارت کی اور عرض کیا، اے رسول اللہ ﷺ کے عم محترم!

آپؓ پر سلام ہو تو مزار سے آواز آئی وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ۔ امام بیہقیؒ بروایت واقدیؒ

عارف باللہ شیخ محمود کردیؒ انہوں نے سیدنا حمزہؓ کی قبر انور کی زیارت کی اور سلام پیش کیا قبر سے صاف الفاظ میں جواب سنائی دیا، ساتھ حکم ملا جب تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام حمزہ رکھنا، چنانچہ انہوں نے اپنے ایک بیٹے کا نام حمزہ رکھا۔

یوسف نبہانی بحوالہ عارف باللہ کی کتاب باقیات صالحات سے۔ ج ۲ ص ۶۲۲

حماد بن سلمہؓ کہتے ہیں میں نے عمرو بن دینارؓ اور ابو ہریرہؓ کو یہ کہتے سنا کہ امیر حمزہؓ کے قدم (مبارک) کو قبر کی کھدائی کے دوران کدال لگ گئی تو چالیس (۴۰) سال بعد بھی اس سے خون نکل آیا۔ (معاویہ کے دور میں آپ نے نہر کھدانا شروع کیا جب وہ مقام احد کے قریب پانی پہنچنے لگا تو بعض شہدا کو ہٹا کر دوبارہ دفنایا گیا۔)

عبداللہ بن جحشؓ : حضرت ابن مسیّبؓ روایت کرتے ہیں کے ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو غزوہ احد سے ایک دن پہلے یہ کہتے ہوئے سنا، اے اللہ! میں تجھے قسم دے کر کہتا ہوں کہ کل میرا دشمن سے سامنا ہو، وہ مجھے شہید کر ڈالیں، میرا پیٹ چاک کر دیں، نیز ناک کان کاٹ ڈالیں، پھر روز قیامت تو مجھ سے پوچھے گا یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ تو میں فخر سے کہوں، یا اللہ تیری رضا کے لئے۔ پس اگلے روز ان کی دشمن سے مڈبھیر ہوی تو وہ شہید کر دیے گئے اور دشمن نے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جس کا انہوں نے ذکر کیا تھا، ان سے یہ کلمات سننے والا شخص کہتا ہے، مجھے امید ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم کے پہلے حصہ کو پورا فرمایا، یونہی آخری حصے کو پورا فرمائے گا۔

(ابن سعد حاکم اور بیہقی)

عبداللہؓ بن جبیر: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب غزوہ احد میں میرے والد درجہ شہادت پر فائیز ہوے تو میری پھوپھی رونے لگی، حضور ﷺ نے فرمایا: رونے سے باز رہو یا یہ فرمایا: ان کو کیوں روتی ہو؟ ان کو تو فرشتوں نے مسلسل اپنے پروں سے ڈھانپ رکھا تھا یہاں تک کہ تم نے ان کا جنازہ اٹھایا۔ بخاری ومسلم بروایت جابرؓ

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: معاویہ نے نہر کھدوانے کا حکم دیا اور وہ نہر مقام شہدا احد تک آ گئی تو ہم نے شہدا کی نعشیں نکالیں تو میں نے میرے والد کا جسد مبارک قبر سے نکالا گیا، میں نے انہیں دیکھا تو اسی حالت میں پایا جس میں انہیں دفن کیا تھا، چالیس سال کا وقفہ ہونے بعد بھی ان کے دست وبازو آسانی سے حرکت کر رہے تھے اور ان کے جسم بالکل نرم تھے ان میں ذرہ برابر تغیر نہ ہوا تھا اس کے بعد میں نے انہیں دوبارہ دفن کر دیا۔ امام بیہقی بروایت جابرؓ

حضرت تمیم داریؓ : آپؓ قبیلہ بنی عبدلدار سے تعلق رکھتے تھے اور پہلے عیسائی مذہب پر تھے ۹ھ میں اسلام لائے۔ ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے۔ ساری ساری رات عبادت میں گزارا کرتے زہد و پرہیز گاری میں یگانہ تھے۔ سب سے پہلے مسجد نبوی میں

چراغ روشن کرنے والے آپؓ ہی ہیں۔

معاویہ بن حرمل سے روایت ہے کہ۔ میں جب مدینہ طیبہ آیا تو تمیم داری مجھے اپنے گھر کھانے کے لیے لے گئے میں نے خوب کھایا مگر زیادہ بھوک کی وجہ سے سیر نہ ہوسکا۔ کیونکہ میں مسجد میں تین دن رہا تھا جس دوران کچھ نہ کھایا۔

ایک دن ہم یوں ہی بیٹھے تھے کہ میدان حرہ کے طرف سے ایک آگ نمودار ہوئی۔ تو حضرت عمرؓ حضرت تمیم داریؓ کے پاس آئے اور کہا اس آگ کو اُٹھ کر سنبھالو انہوں نے کہا امیر المومنین! میں کون ہوں اور میں کیا ہوں؟ (میری کیا حیثیت ہے کہ اس آگ کو ڈھکیل سکوں) مگر عمرؓ انہیں کو مجبور کرتے رہے بلا آخر وہ تیار ہوگئے۔

راوی کہتا ہے میں بھی ان کے پیچھے ہولیا۔ وہ دونوں آگ کی طرف چل پڑے چنانچہ حضرت تمیمؓ آگ کو اپنے ہاتھوں سے دھکیلنے لگے تا آنکہ اسے ایک گھاٹی میں داخل کر دیا اور پیچھے سے خود بھی داخل ہوگئے۔ عمر فاروقؓ یہ دیکھ کر کہنے لگے۔ جس نے دیکھا وہ نہ دیکھنے والے کی طرح کب ہوسکتا ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جنہوں نے حضرت تمیمؓ کی یہ کرامت دیکھی ہے۔)

مرزوق سے روایت ہے کہ تمیمؓ اسے اپنی چادر کے ساتھ دھکیلنے لگے تا آنکہ اسے ایک غار میں جا داخل کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے انہیں کہا۔ اے ابورقیہ ہم اسی لیے تو آپؓ سے محبت رکھتے ہیں۔

ہم اس واقعہ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ خود حضرت عمرؓ کی نظر کا اندازہ ہوتا ہے وہ کس قدر جانتے تھے کہ کس کا کیا مقام و مرتبہ ہے اور اس کا اللہ کے پاس کتنا بلند درجہ رکھتا ہے۔

حضرت سفینہؓ : شیر سوار :حضرت سفینہؓ کا نام رباح یا مہران ہے اور لقب سفینہ ۔ یہ لقب انہیں اس لیے ملا کہ ایک مرتبہ دوران سفر ایک صحابی نے انہیں اپنی تلوار نیزہ ڈھال اور دوسرا سامان سنبھالنے کو دے دیا جو انہوں نے اٹھایا ہوا تھا۔ نبی اکرمؐ نے دیکھ کر فرمایا تم تو ہمارا سفینہ ہو یعنی ہماری کشتی ہو تو انہیں سفینہ کہا جانے لگا۔ روایت میں ہے کہ آپؓ اموالمومنین سیدہ ام سلمہ ؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ انہوں نے آپؓ کو اس شرط پر آزاد کیا تھا کہ عمر بھر نبی ﷺ کی خدمت کریں۔ چنانچہ آپؓ نے یہ شرط پوری کی۔

حضرت سفینہؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں ایک بار کشتی میں سوار ہوکر سمندر کے سفر پر روانہ ہوا۔ کشتی کا ایک تختہ ٹوٹ گیا اور وہ ہوا کے دباؤ پر لڑکھڑاتی بہنے لگی تا آنکہ اس نے مجھے ایک جزیرے میں جا پھینکا۔ جہاں ایک شیر تھا۔ میں نے اسے کہا اے ابوحارث (شیطان کا نام) میں سفینہ غلام رسول ہوں ﷺ ، یہ سنتے ہی اس نے گردن جھکا دی اور اپنا پہلو یا کندھا میرے آگے پیش کر دیا (گویا سوار ہونے کو کہہ رہا تھا) چنانچہ اس نے مجھے صحیح راستے پر ڈال دیا (یعنی جہاں سے کسی اور کشتی پر سوار ہوکر سفر جاری رکھا جاسکتا تھا) جب وہ مجھے صحیح راستے پر ڈال چکا تو آہستہ آہستہ غرانے لگا جیسے مجھے الوداع کہہ رہا ہو۔ دلائل ص ۵۲۰

حضرت ربیعؓ : وصال کے بعد گفتگو: ربعی بن حراشؓ سے روایت ہے کہ ہم چار بھائی تھے ہمارا بھائی ربیع ہم سب سے زیادہ نمازی

تھا وہ سخت گرمی کے دنوں میں بھی (نفلی) روزے رکھا کرتا۔ وہ فوت ہو گیا۔ ہم اس کی چارپائی کے گرد دھ بیٹھے ہوئے تھے اور کفن خریدنے آدمی بھیجا ہوا تھا اچانک انہوں نے اپنے چہرہ سے پردہ ہٹایا اور فرمایا ''السلام علیکم۔'' لوگوں نے تعجب سے کہا ''وعلیک السلام'' اے بھائی تم موت کے بعد بھی زندہ ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! میں تم سے جدا ہو کر اپنے رب سے واصل ہو چکا ہوں۔ اور میں نے رب کو خود پر غضبناک نہیں (بلکہ رحیم) پایا ہے اس نے مسرت و خوشبو کی باد نسیم اور ریشمی پوشاکوں سے میرا استقبال کیا ہے۔ البتہ ابوالقاسم ﷺ میرے منتظر ہیں۔ اس لیے میرے متعلق جلدی کرو دیر نہ کرو، مگر اس گفتگو کے بعد وہ پھر ایسے بے حس پڑے تھے جیسے تھالی میں پھینکا ہوا کنکر ہوتا ہے (جو ایک آواز کر کے ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جاتا ہے)۔

چنانچہ جب یہ واقعہ حضرت سیدہ عائشہؓ تک پہنچا تو انہوں نے فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کے ایک آدمی میری امت میں سے موت کے بعد کلام کرے گا۔ دلایل ص ۵۲۱

خالد بن ولیدؓ : ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے حیرہ جانے کا ارادہ کیا عجمیوں نے عبدالمسیح نامی ایک شخص کو ایک زہر قاتل کے ساتھ بھیجا، (وہ پکڑا گیا تو خالدؓ کے سامنے پیش کیا) آپؓ نے فرمایا: لایے، پھر ہتھیلی پر رکھ کر کہا۔

اللہ پروردگار ارض وسما کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی بیماری ضرر نہیں دیتی۔

پھر اسے نگل لیا، عبدالمسیح اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گیا اور کہا: اے میری قوم خالدؓ وہ زہر پی گئے اور انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا، تم لوگ ان سے صلح کر لو کیونکہ فتح ان کا مقدر بن چکی ہے۔ روایت کلبیؒ

حضرت خالد بن ولیدؓ حیرہ میں اترے تو لوگوں نے عرض کیا، آپؓ زہر سے بچ کر رہیں، یہ عجمی لوگ کہیں آپؓ کو زہر نہ پلا دیں، فرمایا وہ زہر میرے پاس لاؤ پھر زہر کی شیشی ہاتھ میں تھام کر بسم اللہ پڑھی اور اسے حلق سے نیچے اتار لیا، مگر اس سے کوئی ضرر نہ پہنچا۔

بروایت ابویعلی بیہقی اور ابونعیم ابوالسفر حجتہ ج ۲ ص ۶۲۸

حضرت عامر بن فہیرہؓ : ہشام بن عروہ لکھتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے بتلایا جب بئیر معونہ کی طرف جانے والے صحابہ کرام شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ گرفتار کر لیے گئے تو عامر بن طفیل نے ایک شہید کی طرف اشارہ کر کے پوچھا: یہ کون ہے، عمرو نے جواب دیا: یہ عامر بن فہیرہؓ ہیں اس نے کہا: میں نے اس کو دیکھا کہ شہادت کے بعد اسے آسمان کی طرف اٹھایا گیا یہاں تک کہ زمین اور آسمان کی درمیانی فضا میری نظروں کے سامنے آ گئی، پھر عامرؓ کو زمین پر رکھ دیا گیا، نبی اکرم ﷺ کو ان کی شہادت کی غیبی خبر ملی تو آپؐ نے اس خبر سے صحابہ کرامؓ کو آگاہ فرمایا اور فرمایا کہ تمہارے ساتھی شہید کر دیے گئے، انہوں نے بوقت شہادت یہ دعا کی الٰہی ہماری شہادت کی خبر ہمارے بھائیوں کو دے دینا، ہم تم سے خوش ہیں تم ہم سے راضی رہو، پس اللہ نے ان کو یہ خبر پہنچا دی۔ امام بخاری بطریق ہشام بن عروہ

حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں یہ اضافہ کے ہے ہم تم سے خوش اور تم ہم سے راضی، اور میں (محمد رسول اللہ ؐ) تمہاری طرف ان کا پیغام رساں

ہوں، وہ اللہ تعالیٰ سے خوش اور اللہ ان سے راضی ہے۔ بیہقی بروایت ابن مسعودؓ

عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ : طلحہ بن عبید اللہؓ لکھتے ہیں، میں غابہ میں اپنے مال مویشی کے پاس جانے کا ارادہ کیا، وہاں مجھے رات ہوگئی میں عبداللہ بن عمروؓ کی قبر پر آیا تو قبر سے قرآن پڑھنے کے ایسی آواز سنی جس سے بہتر کوئی آواز سنی نہیں تھی، بعد ازاں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ قرآن کے پڑھنے والے عبداللہ ہی تھے، کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان شہیدوں کی روحوں کو قبض فرما کر زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں داخل کیا جو جنت کے وسط میں لٹکی ہوی ہیں، پھر رات کے وقت انکی ارواحیں لوٹائی جاتی ہیں، جو صبح تک اسطرح رہتی ہیں، پھر صبح کے وقت مقام اصلی کی طرف چلی جاتی ہے۔ ابن مندہ بروایت طلحہؓ

سعد بن ابی وقاصؓ : حضرت قیس بن ابو حازمؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ کے لیے دعا فرمائی:

یا اللہ یہ جب بھی تجھ سے دعا مانگیں، ان کی دعا کو قبول فرمالینا۔ یہ روایت مرسل حسن ہے بیہقیؒ

ترمذی اور حاکمؒ بہ سند قیس حضرت سعدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کی۔

اے اللہ! سعد جب بھی تیری بارگاہ میں دست دعا دراز کرے، اسے شرف قبولیت عطا فرمانا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت سعدؓ جب بھی دعا کرتے ان کی دعا قبول ہو جاتی تھی۔

ابن عساکرؒ بہ سند قیس بن ابو حازمؒ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ سعدؓ کے لیے یہ دعا فرما رہے تھے۔ ''اے اللہ ان کے تیر کا وار کبھی خطا نہ جانے دے۔ ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما اور انہیں اپنا محبوب بنالے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہیں کچھ اہل کوفہ نے حضرت عمرؓ سے فاتح ایران حضرت سعدؓ کی شکایت کی تو حضرت عمرؓ نے تحقیق حال کے لیے ایک شخص بھیجا چنانچہ اس شخص کو کوفہ کی مساجد میں پھرایا گیا لوگوں نے حضرت سعدؓ کے حق میں سوائے کلمات خیر کے کچھ نہ کہا، صرف ایک مسجد میں ابو سعدہ نامی شخص نے کہا جب آپ قسم دے کر پوچھتے ہیں تو سنیے حضرت سعدؓ منصفانہ تقسیم نہیں کرتے، نہ لشکر کے ساتھ جاتے ہیں نہ ہی عادلانہ فیصلے کرتے ہیں، حضرت سعدؓ نے یہ الزامات سنے تو دعا کی، اے اللہ اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کی عمر میں اضافہ فرما، اس کی تنگ دستی دراز کر اور اس کو فتنوں میں ڈال دے، ابن عمیرؒ کہتے ہیں میں نے اس شخص کو انتہائی بڑھاپے میں دیکھا اس کی دراز بھنویں آنکھوں پر پڑی تھیں وہ بڑھاپے کے باوجود راستے میں دوشیزاؤں کو چھیڑ خانی کرتا تھا جب اس سے پوچھا جاتا کیا حال ہے تو کہتا فتنوں کا مارا بوڑھا شخص ہوں، مجھے سعدؓ کی بد دعا نے برباد کر دیا ہے۔ بخاری مسلم بطریق عبدالملک بن عمیر

مسعب بن سعدؓ کی روایت میں یہ ہے کہ پھر وہ شخص اس وقت تک فوت نہیں ہوا جب تک اندھا اور محتاج نہ ہو گیا، وہ لوگوں سے دست سوال کیا کرتا تھا۔

ابن رفیل سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے نہر شیر میں پڑاؤ کیا یہ دریائے دجلہ کا شہر ہے آپؓ نے کشتیاں طلب کی تا کہ دریا عبور

کر کے دوسری طرف والے شہر مدائین میں اپنا لشکر لے جایں مگر وہاں کچھ نہ ملا۔ ایرانیوں نے تمام کشتیاں قبضے میں کر لی تھیں اہل اسلام نہر شہر میں ماہ صفر کے چند دن اقامت پذیر ہوئے وہ دریا عبور کرنا چاہتے تھے مگر مسلمانوں کی جانیں تلف ہو جانے کا خطرہ اس سے مانع تھا۔

ایک روز آپؓ نے خواب میں دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں گھس گئے اور اسے عبور کر لیا ہے تو آپؓ نے اس خواب کو عملی شکل دینے کی ٹھان لی آپؓ نے لشکر کو جمع کیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا تمہارا دشمن اس دریا کے سبب تم سے محفوظ ہے۔ تم دشمنوں تک نہیں پہنچ سکتے مگر وہ جب چاہیں تم تک پہنچ سکتے ہیں وہ تمہیں پکڑ کر کشتیوں میں بٹھا لیں گے۔ جب کہ پیچھے کی طرف سے کسی حملہ آور کا کوئی ڈر نہیں ہے۔ اس لیے میں نے اس دریا کو عبور کر کے دشمن تک پہنچنے کا عزم کر لیا ہے۔ تو سب لشکریوں نے کہا اللہ آپؓ کو اور ہمیں ہدایت پر گامزن رکھے، آپؓ اپنا ارادہ پورا کریں۔ تو آپؓ نے لوگوں کو دریا عبور کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا تم میں سے کون ہے جو لشکر کی حفاظت کے لیے پہل کرتا ہے تاکہ دوسرے بھی اس کے پیچھے چل پڑیں اور ان کے لیے اس راہ پر نکلنے سے کوئی رکاوٹ نہ رہے تو عاصم بن عمرؓ لبیک کہتے ہوئے سامنے آ گئے ان کے ساتھ اہل نجدات کے چھ سو (٦٠٠) آدمی بھی نکل آئے ۔حضرت سعدؓ نے عاصم بن عمرؓ کو ان کا امیر بنایا عاصم انہیں لے کر دجلہ کے کنارے پر جا کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اپنے لشکر کی حفاظت کے لیے کون میرے ساتھ دریا میں کودنے کے لیے تیار ہے۔؟ تو ان میں سے ستر (٧٠) آدمی تیار ہوئے۔ انہوں نے ان کی دو صفیں بنائی تاکہ گھوڑے آسانی سے ایک دوسرے کے پیچھے چل پڑھیں پھر وہ دریا میں داخل ہو گئے۔ پھر جب سعدؓ نے دیکھا کے باقی لشکر عاصمؓ کی پیروی نہیں کر رہا تو آپؓ نے تمام لشکر کو (بیک وقت) دریا میں کود پڑنے کا حکم دے دیا اور فرمایا۔ یہ پڑھو۔ ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ ہمیں کافی ہے وہ سب سے بہتر ذمہ دار ہے۔ اور خدائے بلند وعظیم کے سوا کسی کی پناہ ہے نہ طاقت۔ تمام لشکر آگے پیچھے چلتا ہوا دریا کے وسط پر سوار ہو گیا۔ دجلہ طغیانی کے سبب ان دنوں جھاگ اڑا رہا تھا اور پانی کا رنگ سیاہ تھا مگر اہل لشکر باتیں کرتے تیرتے جا رہے تھے (گھوڑ سوار تیرتے ہوئے گھوڑے) وہ باہم گفتگو کرنے کے لیے ایک دوسرے سے قریب ہو گئے جیسے زمین پر سفر کرتے ہوئے ان کا طریقہ کار ہوتا تھا۔

اہل فارس یہ منظر دیکھ کر بھوکلا اٹھے یہ ماجرا ان کے ذہن وگمان میں بھی نہ تھا۔ انہوں نے اپنا سامان اکٹھا کیا اور شہر خالی کر گئے۔ اسلامی لشکر صفر ١٦ھ میں وہاں داخل ہوا اور کسریٰ کے محلات میں سے تین کڑوڑ درہم انہیں ملا اور شاہ فارس شیرویہ اور اس کے بعد والوں نے جو کچھ جمع کر رکھا تھا سب کچھ ان کے ہاتھ لگا۔

سلمان فارسیؓ نے حضرت سعدؓ سے کہا۔ اسلام واقعتاً اسی عظمت کے لائق ہے۔ بخدا اہل اسلام کے لیے سمندر بھی ایسے ہی تابع کر دیے گیے ہیں جس طرح خشکی اور خدا کی قسم جس کے قبضے میں سلمان کی جان ہے۔ یہ لشکر جس طرح دریا میں اترا تھا اسی طرح گروہ در گروہ باہر نکل گیا۔ چنانچہ دریا کا چہرہ چھپ گیا اور کنارے سے پانی نظر نہیں آ رہا تھا حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کسی کا کچھ نقصان نہ ہوا اور نہ ہی کوئی پانی میں غرق ہوا۔ کہتے ہیں پانی میں لشکر کی کوئی چیز نہ گری البتہ ایک آدمی کا پیالہ جس کی رسی پرانی ہو چکی تھی جو ٹوٹ گئی اور اسے پانی بہا لے گیا جو شخص پیالے والے آدمی کے ساتھ تیر رہا تھا اس نے اسے عار دلاتے ہوئے کہا قدرت کا فیصلہ پیالے کو آ پہنچا اور وہ ضائع ہو گیا (ان افسوس کس کا) اس نے کہا

بخدا مجھے تو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام لشکر میں سے میرا پیالہ مجھ سے نہ چھینے گا۔ چنانچہ جب لوگ کنارے پر اترے تو ایک آدمی جو سب سے پہلے دریا میں اترنے والوں میں سے تھا وہی پیالہ ہاتھ میں لیا کھڑا تھا کیوں کہ ہواؤں اور پانی کی لہروں نے اسے دھکیلتے ہوئے کنارے پر لا پھینکا تھا جسے اس آدمی نے اپنے نیزے سے پکڑ لیا اور لشکر میں لے آیا۔ چنانچہ پیالے والے نے اسے پہچان کر لے لیا۔ جب حضرت سعدؓ لشکر کو لے کر دجلہ میں داخل ہو گئے۔ جب کہ ان کے ساتھ چلنے والے سلمان فارسیؓ تھے تو حضرت سعدؓ نے (بے اختیار) کہا۔ یہ غالب علم والے کی قدرت کے سوا کیا ہے۔ دلایل ص ۵۱۵

حاکم بطریق قیس روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ گالیاں بک رہا تھا تو حضرت سعدؓ نے دعا کی اے اللہ یہ تیرے ولی کو برا کہتا ہے، اسے اس مجلس کے برخواست ہونے سے پہلے اپنی قدرت کا مشاہدہ کرا دے، خدا کی قسم لوگ ابھی اٹھ کر نہ گئے تھے اسکی سواری زمین میں دھسنے لگی اور اسے سر کے بل پتھروں پر گرا دیا جس سے اس کا بھیجا نکل گیا اور وہ فوت ہو گیا۔ سیوطی ج ۲ ۴۷

حاکمؒ حضرت ابن مستیبؒ سے روایت کرتے ہیں کہ مروان نے کہا یہ مال ہمارا اپنا ہے۔ ہم جسے چاہیں عطا کریں گے۔ یہ سن کر حضرت سعدؓ نے اپنے ہاتھ بلند کر دیے اور فرمایا ''میں بد دعا کر دوں؟'' مروان نے جلدی سے بڑھ کر حضرت سعدؓ کو گلے لگا لیا اور کہا ''ابو اسحاق! خدا کے واسطے بد دعا نہ کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کا مال ہے۔''

بیہقیؒ اور ابن عساکرؒ حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن للبیبہؒ سے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے دعا فرمائی۔ اے پروردگار! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ مجھ سے اس وقت تک موت کو موخر فرما یہاں تک کہ یہ بڑے ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیس سال تک ان کی موت کو مؤخر فرما دیا۔

ہم حضرت سعدؓ کے واقعات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ اس کا نشانہ درست کر دے اور اس کی دعا کو مستجاب بنا دے۔ تو آپ مستجاب الدعوات بن گئے۔ آپؓ کی اللہ ہر دعا قبول فرماتا تھا۔ یہ سوچنے کا مقام ہے نبی کا فرمان، نبی کی دعا سے صحابیوں کو ہر وہ خواہش پوری ہو جاتی جب بھی نبی اکرم ﷺ مانگتے۔ سوال کرنے والے جانتے تھے کہ ان کا ہر سوال پورا ہوگا نبی اکرم کی وہ عظمت ہے کہ آپؐ کی زبان مبارک سے نکلی ہوی بات فوری قبول ہو جاتی تھیں۔ اصحاب رسول میں ہر کوئی جانتا تھا اور ان کا ایمان یہی تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی دعا کبھی خالی نہیں جاتی اس لیے کہ سعدؓ کی زبان سے جو بات نکلتی اللہ فوراً پوری کر دیتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ : آپؓ حضرت عمرؓ کے فرزند ہیں ایک عالم متقی اور مقرب رسول اللہ ﷺ تھے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور بچپن میں اسلام لائے آپؓ ہر غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ (غزوہ احد وبدر میں کمسنی کی وجہ سے جہاد میں شریک ہونے کا اجازت نہ ملی) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں ہم سب کو دنیا نے اپنی طرف راغب کر دیا سوائے عبداللہ بن عمرؓ کے آپؓ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار غلام آزاد کیے۔ ۷۳ھ میں حج کے لیے بحالت احرام وقوف عرفہ کے لیے جا رہے تھے کہ ایک شخص نے حجاج بن یوسف کے حکم

سے آپؓ کے پاؤں میں زہر آلود تیر چبھو دیا۔ چنانچہ وہیں آپؓ کا وصال ہو گیا۔

عطا بن ابی باحؒ سے روایت ہے کہ ایک بار عبداللہ بن عمرؓ مسجد حرام میں ظہر کے وقت نہایت گرمی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں انہیں وہاں ایک خوبصورت اور سیاہ دھبوں والا سانپ نظر آیا جس نے آ کر بیت اللہ کے سات طواف کیے پھر مقام ابراہیمؑ پر آیا جیسے نماز پڑھ رہا ہو۔ یہ دیکھ کر آپؓ اس کے پاس آئے اور فرمایا اے مذکر یا مونث سانپ! شاید تم اپنے مناسک پورے کر چکے ہو۔ میں اپنے شہر کے بے وقوف لوگوں سے تیرے متعلق خطرہ محسوس کرتا ہوں کہ (کہیں تجھے مار نہ دے) یہ سن کر اس نے کنڈلی ماری اور آسمان کی طرف بلند ہو گیا۔

عبداللہ بن عمرؓ سے ایک اور روایت میں ہے کہ سانپ نے میری بات پر کان لگایا تا آنکہ میری بات ختم ہو گئی۔ تو اس نے کچھ مٹی اکٹھی کی اور کنڈلی ماری پھر وہ سیدھا ہوا تا آنکہ اپنی دم پر کھڑا ہو گیا پھر آسمان کی طرف چڑھتا گیا اور میری نگاہوں سے چھپ گیا۔ دلایل ص ۵۰۹

ثابت بن قیسؓ : آپؓ انصار کے قبیلہ خزرج میں سے تھے واقعہ بدر کے بعد ایمان لائے پھر احد اور دیگر تمام غزوات میں برابر شامل رہے۔ بڑے زبان آور مقرر تھے اس لیے انہیں خطیب الانصار اور خطیب الرسول ﷺ کہا جاتا تھا۔

اسماعیل بن محمد انصاریؒ سے روایت ہے کہ ایک بار ثابت بن قیسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ڈرتا ہوں کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ۔ آپؐ نے فرمایا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کی تعریف وصول کرنے سے منع کرتا ہے جو ہم نے کیا نہ ہو اور میں اپنی تعریف پسند کرتا ہوں اللہ ہمیں تکبر سے منع کرتا ہے اور میں اسے پسند کرتا ہوں۔ اللہ ہمیں آپؐ کی آواز سے اپنی آواز اُونچی کرنے سے منع فرماتا ہے مگر میں بلند آواز آدمی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ثابت کیا تم چاہتے نہیں کہ حمید (سراہا ہوا) بن کر زندہ رہو اور شہید بن کر موت ہو اور پھر جنت میں داخل ہو

عطا خراسانیؒ کہتے ہیں میں مدینہ منورہ میں آیا میں چاہتا تھا کہ کوئی شخص مجھے ثابتؓ کی بات بتلائے تو ایک شخص نے کہا ثابت بن قیسؓ کی صاحب زادی ہیں ان سے پوچھ لو! تو میں نے اس سے کہا اے بیٹی اللہ تم پر رحم کرے مجھے اپنے باپ ثابتؓ کی بات تو سناؤ انہوں نے کہا ہاں، جنگ یمامہ کے دن ثابتؓ بھی خالد بن ولیدؓ کے ساتھ شریک جہاد تھے اہل اسلام اور بنو حنیفہ کا ٹکراؤ ہوا گھمسان کی جنگ ہوئی لشکر اسلام بکھر گیا ثابتؓ اور سالم غلام ابی حذیفہؓ باہم کہنے لگے نبی ﷺ کی معیت میں تو ہم ایسا نہیں لڑا کرتے تھے چنانچہ دونوں نے ایک ایک گڑھا کھود لیا۔ ادھر مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور انہیں بکھیر دیا مگر ثابتؓ اور سالمؓ ڈٹے رہے تا آنکہ شہید ہو گئے۔

اس دن ثابتؓ نے ایک نفیس زرہ پہنی ہوئی تھی۔ اتنے میں ایک مسلمان ادھر سے گزرا اور ان کی لاش سے زرہ اتار لی۔ اس کے بعد ثابتؓ ایک آدمی کو خواب میں ملے اور اس سے کہا میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں وہ یہ کہ جب میں نے گذشتہ روز شہادت پائی تو ایک مسلمان مرد نے میری زرہ اتار لی وہ لشکر کے آخری حصے میں اس کا خیمہ ہے اور خیمے کے باہر ایک سیدھا دوڑنے والا گھوڑا بندھا ہے۔ زرہ کو ایک بڑی سی ہنڈیا میں چھپایا گیا ہے اور ہنڈیا کے اوپر کجاوہ رکھ دیا ہے۔ تم خالد بن ولیدؓ کے پاس جاؤ اور انہیں میری طرف سے کہو کے میری زرہ واپس لی جائے اور اسے سنبھال لیا جائے۔ پھر جب تم خلیفہ رسول ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچو تو ان سے کہو کہ مجھ پر (ثابت بن قیس پر) اتنا قرضہ ہے اور میں

نے فلاں فلاں سے اتنا قرض لینا ہے۔اور میرا فلاں فلاں غلام آزاد ہے۔تو وہ آدمی خواب دیکھ کر حضرت خالدؓ کے پاس آیا۔انہوں نے زرہ تلاش کرائی تو وہ اسی طرح برآمد ہوی جیسے ثابتؓ بتلا چکے تھے۔پھر جب وہ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور انہیں سارا قصہ سنایا تو انہوں نے وصیت جاری کر دی۔اور ثابتؓ کے علاوہ کسی کے متعلق بھی مذکور نہیں کہ کسی نے موت کے بعد وصیت کی ہو اور اسے جاری کیا گیا ہو۔

حضرت علاء بن حضرمیؓ : آپؓ مشہور صحابی اور کاتب وحی ہیں نبی اکرمﷺ نے علاء بن حضرمیؓ کو بحرین کا والی بنا کر بھیجا اور خلافت صدیقی اور فاروقی میں بھی آپؓ وہاں کے والی رہے۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کے آپؓ جب بحرین کے والی بن کر جانے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔میں نے ان کے تین (۳) کام دیکھے۔میں نہیں جانتا کے ان میں سے حیرت انگیز کون سا ہے۔

جب ہم دریا کے کنارے پہنچے تو انہوں نے کہا اللہ کا نام لے کر پانی میں اُتر جاؤ۔ہم نے اللہ کا نام لیا اور اتر گئے اور ہم نے اسے یوں عبور کر لیا کہ ہمارے اونٹوں کے تلوے بھی پانی سے تر نہ ہوے۔

واپسی پر ہم ان کے ساتھ ایک جنگل سے گزر رہے تھے اور ہمارے پاس پانی نہیں تھا ہم نے علاءؓ سے اس صورت حال کا شکوہ کیا۔انہوں نے دو رکعت نماز ادا کر کے دعا کی تو اچانک ایک ڈھال نما بادل گھِر آیا اور خوب جم کر برسا۔ہم نے خود پیا اور جانوروں کو بھی پلایا ۔

چند دنوں کے بعد حضرت علاء فوت ہو گئے تو ہم نے انہیں ایک جگہ ریت میں دفن کر دیا،ایک شخص آیا اور اس نے کہا یہ کون ہے،ہم نے کہا خیر البشر علاء بن حضرمیؓ ہیں۔اس نے کہا ''یہ زمین مردوں کو باہر پھینک دیتی ہے اور یہ درندوں کی جگہ ہے۔اگر تم انہیں ایک دو میل کے فاصلے پر منتقل کر دو تو بہتر ہو گا'' ہم نے سوچا کہ بہتر یہی ہے ہم اپنے ساتھی کو درندوں کا لقمہ بننے نہ دیں ۔پس ہم نے ان کی قبر کھولنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب لحد تک پہنچے تو ہم نے دیکھا مگر وہاں قبر میں آپؓ موجود نہ تھے۔اور ان کی قبر تا حد نگاہ نور سے معمور ہے۔ہم نے جلدی سے قبر پر دوبارہ مٹی ڈال دی اور اپنی منزل پر روانہ ہو گئے ۔ دلائل ص ۵۱۲ قصایص سیوطی ج ۲ ص ۱۹۷

زید الخیر :ابن عساکرؒ نے حضرت حارث اعورؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ کا فرمان ہے کہ میرے بعد تابعین میں سے ایک شخص ہو گا جس کا نام زید الخیر ہو گا (بعض نے کہا وہ زید بن صوہان ہیں)اس کے کچھ اعضاء باقی ماندہ جسم سے بیس (۲۰) سال پہلے جنت میں پہنچ جائیں گے۔چنانچہ حضرت زیدؓ کا بایاں ہاتھ نہاوند (حضرت علیؓ کی جنگ خارجیوں کے خلاف) میں کٹ گیا تھا۔اس کے بعد وہ بیس سال تک زندہ رہے اور بعد گزاں حضرت علیؓ کی طرف سے جنگ جمل میں شہید ہو گئے تھے۔انہوں نے شہادت سے پہلے کہا تھا۔

میں نے اپنے ہاتھ کو آسمان سے نکلتے دیکھا ہے جو اشارہ سے مجھے اپنی طرف بلا رہا تھا اور اب میں اس کے پاس پہنچنے والا ہوں۔

حضور محمدﷺ کے معجزات اور کرامات اصحاب کو ایک مختصر مضمون میں بیان کرنا ایک مشکل کام ہے اس کو بیان کرنے کے لیے کئی صحیفے بھی کم ہے۔میری یہ کوشش ہے کہ لوگوں کو معلومات وتعلیم کے ذریعے یہ احساس دلایا جائیکہ عظمت ومقام رسول اللہﷺ کیا ہے چونکہ آپؐ کے عروج

کی کوئی انتہا نہیں ہے۔اصحابِ رسول اللہ ﷺ جو زندگی بھر آپؐ کے ساتھ گزارے وہ بھی آپؐ کے مقام کو مکمل طور پر سمجھ نہیں سکے۔اللہ تعالیٰ واحد ہی بہتر جانتے ہیں کہ آپؐ کا مقام و مرتبہ کیا ہے، جس کو اللہ سے ہدایت وتوفیق نصیب ہو وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔آج کل کے عام آدمی تو کیا نام نہاد علماء کی بھی سمجھ سے دور کی بات ہے۔جب آدمی کی عقل و سونچ ایک محدود محور کے گرد پھرتی ہے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ علم کی انتہا تک پہنچ گیا کوئی بھی کتنے دلایل پیش کریں اور سمجھائے نہ وہ سننا چاہتا ہے نہ سمجھنا چاہتا کیوں کہ اُس کی معیار کی حد اتنی ہی ہے وہ اس سے نکلنا نہیں چاہتا۔ برخلاف وہ لوگ جو عاشق رسول ہیں اور ہمیشہ عظمت رسول اللہ ﷺ سے اُن کے دل و دماغ خوشی و مسرت سے شاداب رہتے ہیں۔

ہمیشہ کی طرح حضرت پیر و مرشد ابوالفتح سید نصرت میاں صاحب کی تعلیم اور آپ کی حوصلہ افزائی نے مجھ کو اتنی صلاحیت دی کہ میں اس قابل ہوا کے میں کچھ تحریر کرسکوں اور فقیر حضرت مفتی سید ضمیر مہدی صاحب کی مضمون پر نظر ثانی اور مشوروں سے یہ پایہ انجام کو پہنچا، میں دونوں کا شکر گزار ہوں۔

میرے والد الحاج فقیر محمد سرانداز خان صاحب کی پرورش و تعلیم نے مجھے اس راستہ پر گامزن کیا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے والدین کو جنت فردوس عطا کریں اور درجات بلند کریں۔میرے بھائی فقیر مہتاب مہدی خان کے مشوروں کا شکر گزار ہوں جن کی ہمت افزائی ہمیشہ رہی۔ میرے مرحوم بھائی شکیل محمد خان کو اللہ جنت فردوس عطا کریں وہ ہمیشہ مجھ کو لکھنے اور تقاریر کرنے پر اصرار کرتے اور بہت ہی شوق سے پڑھتے، سنتے اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے تھے۔آخرکار میری اہلیہ اور عمر مہدی خان، عایشہ خان کا بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے کمپیوٹر کی پیچیدگیوں پر مدد دی۔

میں آپ سب کا شکر گزار ہوں آپ میرے پچھلے مضامین پڑھ کر ہمت افزائی کی اپنے مشوروں اور اپنی رائے سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گزار ہوں کہ اللہ ہمارے دلوں میں مقام و مرتبہ،اور عضمت رسول اللہ ﷺ کو پنہا کردیں اور ہم سب کو محبّ رسول اور عاشق رسول اللہ ﷺ بنادیں اور روزِ محشر میں رسول اللہ ﷺ کی شفایت نصیب ہو آمین ثمّہ آمین۔

آپ کا دینی و مصدق بھائی شہاب مہدی خان شاہد فرزند الحاج فقیر محمد سرانداز خان صاحب

جنوری ۲۰۲۲ء

قاید ملت نواب بہادر یار جنگ (محمدؐ بہادر خانؒ): آپ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۰۵ء کو حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے اور ۳ رجب ۱۳۶۳ھ ۱۹۴۶ء شب دوشنبہ حیدر آباد دکن میں وصال فرمایا۔ آپ کے اخلاق وکردار کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے فکرِ ملت کا شدید جذبہ رکھتے تھے جب آپ کی آواز فضا میں بلند ہوتی تھی تو بقول خواجہ معین الدین صاحب (نواب صاحب کے ایک خاص دوست) ایسا محسوس کرتا تھا جیسے ہندوستان کے بے عمل مسلمانوں پر اُردو میں قران نازل ہو رہا ہے۔ آپؒ قایدِ اعظم کے دیوانہ وار پرستار تھے۔ آپؒ کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے قایدِ اعظم کو لسان الامت عطا کر دیا تھا اکثر فرماتے اگر میری دعا قبول ہوتی تو التجا کرتا اے اللہ تعالیٰ تو میری عمر گھٹا کر قایدِ اعظم کو عمر طویل فرما۔ کیا تعجب کہ اس کی قبولیت نے صرف ۴۱ برس کی عمر میں آپؒ کو ہم سے چھین لیا۔ آپؒ صف اول کے آل انڈیا لیڈر تھے۔ پاکستان کے زبردست حامی تھے حصول آزادی میں آپؒ کی خدمت لازوال ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے کلام کے شیدائی تھے۔ حقیقی معنی میں عاشق رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپؒ کے لیے چھوٹی سے چھوٹی سنت بھی فرض کی شان رکھتی تھی قرآن مجید سے عشق تھا اور ہر فن قرآن کی کسوٹی پر رکھنے کی عادت بنالی تھی۔ دنیائے اُردو (پشتو میں آپؒ نے صوبہ سرحد میں تقریر کی لوگوں کو یہ احساس ہونے لگا کے ایک پشتو داں تقریر کر رہا ہے، اسی طرح مصر میں آپ نے عربی میں تقریر کی، مقامی لوگوں کے تاثرات جیسے کوئی عربی داں تقریر کر رہا ہو) کے سب سے بڑے خطیب تھے۔

مولانا سید مناظر احسن گیلانی نے جب آپؒ کی وفات کی خبر سنی تو فرمایا ''خطابت کا آفتاب غروب ہو گیا۔ عالم اسلام اس کے لیے رو رہا ہے، دکن رو رہا ہے۔ اس کا وطن رو رہا ہے سی پی میں جس کے لیے صف ماتم بچھائی گئی ہو، یو پی میں جس کے لیے آنسو بہائے گئے ہو اُف جس کے لیے مدراس چیخ رہا ہے۔ بمبئی والے دھاڑیں مار رہے ہیں۔ بہار کے باشندے کپڑے پھاڑ رہے ہیں سیلون میں جس کا نوحہ پڑھا جا رہا ہے۔ پنجاب میں غم کا طوفان جس کے بعد اُٹھا اور سرحد و کشمیر والوں کی آنکھ سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوا۔ کیا پوچھتے ہو اس کو کھو کر مجھ جیسے بے کس انسان نے کسے کھو دیا۔

امجد حیدر آبادی (مشہور صوفی شاعر) جس رات آپؒ کا وصال ہوا بہت سے صاحب دل اور نیک بزرگوں کو مختلف بشارتیں ہوئیں اور بعد میں بھی ہوتی رہیں۔ امجد حیدر آبادی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپؐ کے دونوں جانب حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ تشریف رکھتے ہیں اتنے میں ایک جنازہ پیش ہوا۔ حضرات شیخینؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کس کا جنازہ ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا ''یہ میرے حبیب محمد بہادر خان کا ہے''۔ اس کے بعد اور کچھ تعریف کے الفاظ نطق (زبان، منہ) نبویؐ سے نکل رہے تھے کہ امجد حیدر آبادی کی آنکھ کھل گئی۔ شہنشاہ اقلیم خطابت محمد بہادر خان کا عشق نبویؐ میں تڑپنا اور مچلنا رائیگاں نہیں گیا۔ خوب دادملی اور یقین کامل ہے جو بھی یہ راستہ اختیار کرے گا اس کو ایسا ہی اجر ملے گا۔ حیاتِ رسولؐ بعد از وصال رسولؐ از محمد عبد المجید صدیقی ایڈوکیٹ ص ۱۹۴ ماخوذ سوانح حیات ''قاید ملت نواب بہادر یار جنگ'' از غلام محمد بی۔اے عثمانیہ نفیس اکیڈمی، حیدر آباد دکن، اپریل ۱۹۴۷ ص ۱۴۴